ومن یعظم شعائر الله فانها من تقوی القلوب
الحمد لله کہ این کتاب لاجواب از تالیف فاضل المتین عالم عدیم الشبیہ مولانا مفتی حکیم محمد عبد الکریم صاحب دہلوی السری
سنہ ۱۳۰۹ھ
جواہر الایقان فی حفظ الایمان
بتصحیح و تحشیہ جناب مولانا مولوی حکیم محمد عبد الرحیم صاحب دہلوی مفتی ریاست الور خلف مصنف سلمہ
در کمال المطابع دہلی باہتمام مرزا محمد عبد الغفار طبع گردید

صحت نامہ کتاب مستطاب جوہر الایقان فی حفظ الایمان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۱۴	امام ابن مالک	ابن مالک
۹	۴	اباءکم واخوانکم	آباءکم وابناءکم واخوانکم
حاشیہ صفحہ ۱۱	۲۳	الحدیبة	الحدیبیة
ایضاً	۳۵	اپنے نفس جو کچھ	اپنے نفس کو دوزخ سے مانگ جو کچھ
صفحہ ۱۲	۱	پس م ہرم	درہم پس
حاشیہ صفحہ ۱۲	۳	تیرے بیٹے	تیرے باپ سے
ایضاً	۲۱	اللہ کے اور رسول کے	اللہ کے اللہ اور رسول کے
ایضاً	۳۷	نے بہنی	نے اپنی
ایضاً	۴۲	اصحاب محمدا	اصحاب محمد
ایضاً	۳۹	وفدت	ووفدت
ایضاً	۴۳	اہن	ان
حاشیہ صفحہ ۱۲	۵۲	وبا	وما
۱۴	۱۴	توبتة	توبته
۱۶	۲۳	بالکا	الکا
۲۱	۷	آزواجہ	ازواجہ
۲۶	۱۳	یسد	بسلق
۲۷	۱۲	ثغل	ثقل
۲۷	۱۵	ثغل	ثقل
۲۹	۴	کہ باعث	باعث
۳۰	۱۱	اصطلاحی ہیں	اصطلاحی مین
حاشیہ صفحہ ۳۲	۱	نہین داخل ہوتا	نہین داخل کرتا اسکو
۳۴	۳	مین حکم	نہین حکم
۳۶	۱۳	اِنّیِ	اَنّیٖ
۴۰	۱۴	ہاتھ رکھ کے زمین	ہاتھ رکھ کے زمین
حاشیہ صفحہ ...		مثل نبی اسرائل	مثل انبیاء بنی اسرائل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
حاشیہ صفحہ ۴۲	۰	پانو پھسل گیا	پانوں سست ہو گیا
ایضاً	۰	وامحمد کہا	وامحمداہ کہا
۴۶	۱۸	الخمراء	الحمراء
حاشیہ صفحہ ۴۶	۰	بلکہ کشادہ میدان مین تھین کچھ ہوئین	بچھی ہوئی تھین کنکریاں سرخ میدان کی
۴۸	۱	واجعلها	فجعلها
〃	۲	القتال	لقتال
〃	۱۸	نقل ہو گئے یہان	یہ نشان ہندسہ ۶ کا اس جگہ غلطی سے لکھا گیا در حقیقت یہ حاشیہ صفحہ ۵۱ کے سطر ۲ مین لفظ استحنا پر ہے
۴۸	۱۲	مرجعد قول	مردود ہے قول
حاشیہ صفحہ ۴۹	۰	طاعتک	طاعتک
ایضاً	۰	للنبیین	النبیین
بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹ برصفحہ ۵۰		بابی انت و امی حیا	بابی انت وامی طبت حیا
ایضاً		قتل	فقتل
۵۲	۱۷	کہ امت	امت
۵۵	۱۵	درخواست وشفاعت	درخواست کنندہ شفاعت
۵۶	۹	اوقات	اوقاف
۵۷	۱۹	ظنیة	ظنیه
۵۸	۲۰	کا ہے	کا ہی
۶۰	۱۸	اور ایسی معنی ہی حدیث	اور ایسی ہی معنی حدیث
۶۵	۲	وغیرہ مثل	وغیرہ اور مثل
۶۷	۵	مختلف مین	مختلف ہین
۶۸	۵	مردودین	مردود دین
۷۳	۸	بدسمت	بدعت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۳	۲۱	صنافاتة	منافاتة
۷۳	۲۲	مشروعیتہ	مشروعیت
۷۴	۲۱	واری	واسطے
۷۴	۱۴	[illegible] مین	معین ہین
۷۶	۲۲	ادتیت	اوتیت
حاشیہ صفحہ ۷۶	۰	اورنہ چھڑک	اورنہ جھڑک
۷۹	۲	شیا	نیا
۸۱	۱۵	جانتا ہے	جانتا ہے
۸۱	۱۶	کلی کرنے ناک مین	کلی کرنے یا ناک مین
۸۱	۱۷	مثل اسکے	یا مثل اسکے
۸۱	۲۱	فقط مباح	فقط مداو[illegible]
۸۵	۱۲	نیار ہاے	نیاز ہاے
۹۲	۱۱	ہوتے چاہیین	ہونے چاہیین
حاشیہ صفحہ ۹۵	۰	نہ دوڑے انگو	نہ دوڑے [illegible]
		عم	عم [illegible]
حاشیہ صفحہ ۱۰۱	۰	واتخذوا وسیلة	واتخذوه وسیلة
۱۰۶	۶	حنتہی	منتہی
۱۱۰	۱۴	ماذبالحج	ذبائح
۱۱۲	۱۹	عید	عبد
۱۱۲	۲۰	لم تصرحوالا	لم تصرحوا
۱۲۵	۱۷	ناردینا	ماردینا

واضح ہو کہ اس کتاب پر کوئی حاشیہ مصنف کا نہین تھا اب جسقدر حواشی درج ہوے ہین خواہ ترجمہ یا اور کوئی حاشیہ وہ سب مولوی حکیم محمد عبد الرحیم صاحب خلف الصدق مصنف رح کے ہین انکے بجاے نام مولوی عبد الرحیم صاحب حکیم لفظ منہ لکھا گیا

۷۸۶

سوانح عمری بطور ایجاز حضرت مؤلف علیہ الرحمۃ والغفران

اُٹھ گئیں ہیں سامنے سے کیسی کیسی صورتیں	روئیے کس کے لئے کس کس کا ماتم کیجئے

اے حضرات اس مجموعۂ دین و ایمان کے مؤلف فاضل اجل مولانا الجلیل الفخیم مولوی مفتی حکیم محمد عبد الکریم صاحب غفر اللہ لہ میرے اُستاد تھے اور یہی واسطہ اس مختصر سوانح عمری کے لکھنے کا باعث ہوا +

دوسرے یہ بھی سبب تھا کہ اس کتاب کے دیباچہ میں حضرت مؤلف کے حال کی کم و بیش کچھ تصریح بھی نہ تھی جس سے ناظرین کو کلی یا جزوی واقفیت حاصل ہوتی بناء علیہ مناسب سمجھا گیا کہ کسیقدر احوال جناب موصوف بطور ایجاز اس نسخہ کے ضرور شامل کر دیا جاوے +

مولوی صاحب ممدوح کے والد ماجد کا نام حافظ عبد الوہاب تھا قوم سے شیخ فاروقی تھے دہلی آپکا ماوا اور ملجا تھا خانم کے بازار میں آپ رہا کرتے تھے بتاریخ چہارم شعبان ۱۲۳۳ ہجری چہار شنبہ کے دن مطابق جیٹھ سدی ۶ سمت ۱۸۷۵ بکرمی ۳۰ پل شب باقیماندہ کو عالم ارواح سے عالم اجسام کی طرف قدم رنجہ فرمایا +

جسم کے ہلکے پھلکے تھے گندمی رنگ تھا سر پر تھوڑے تھوڑے بال تھے میانہ قد تھا جب کہیں آتے جاتے تھے تو سر پر چھوٹا سا عمامہ باندھا کرتے تھے ٹانگوں میں اکثر ڈھیلا پائجامہ رہا کرتا تھا گھر میں دو پلڑی ٹوپی ململ وغیرہ کی اوڑھے رہا کرتے تھے +

آپکی دو شادیاں ہوئیں اول دفعہ مرزا عباد اللہ بیگ صاحب خوشنویس کے ہاں جو میر صاحب مرحوم کے بڑے شاگردوں میں مشہور ہو گزرے ہیں ان بیوی کے گزر جانے پر دوسری مرتبہ حکیم سید معزز علیخان عرف حکیم میرن صاحب دہلوی کے ہاں شادی ہوئی +

حکیم میرن صاحب موصوف دہلی میں مشہور طبیب تھے حبش خاں کے پھاٹک میں مسکن تھا شاہی ملازم تھے +

ان بیوی سے ایک صاحبزادے مولوی حکیم محمد عبد الرحیم صاحب جو میرے خلیفہ ہوتے ہیں بعد کم نوجوان موجود ہیں +

آپ فرمایا کرتے تھے کہ فارسی کی متداولہ کتابیں ہمنے اپنے والد ماجد سے پڑھیں اور انشا پردازی کی مشق بھی انہیں سے کی +

چونکہ مبدء فیاض سے طبیعت عمدہ پا ہی چکے تھے پھر کیا تھا فارسی سے فرصت پاکر حسب مقولہ حضرت شیخ سعدی شیرازی رح ع کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی - علوم اور فنون کی تحصیل پر کمر باندھی اور اپنے عمر کے بڑے حصے کو طالب علمی میں صرف کیا اور دہلی میں اپنے وقت کے بڑے بڑے عالموں اور فاضلوں کی خدمت اور درس میں حاضر ہو کر قرأت

اور ساعت کی اور وہ وہ علوم جنکا آج نام ہی نام باقی رہگئے ہین حاصل کئے اور اپنی محنت اور مشقت کی مدد و نام آور ہوئے
طب حکیم حسن بخش خانصاحب عرف حکیم گوڑیا تھانیسری سے جو دہلی مین حضور سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ کیطرف سے صاحب عالم
مرزا فخرالدین بہادر کی سرکار مین عہدۂ طبابت پر مامور تھے حاصل کی وجہ تسمیہ اس گوڑیا کی یہ ہے کہ حکیم صاحب
ممدوح ہمیشہ اپنے چہرہ کو چھپائے رکھتے تھے اور بجز آنکھ ناک کے آپکے چہرے سے کوئی عضو مرئی نہین ہوتا تھا اسی نظر
سے بیگمات اہل قلعہ اس نام سے آپکو یاد کیا کرتی تھین اور شہر مین حکیم اوڑھنی والے مشہور تھے +
پھر بعد انفراغ تحصیل طب جناب مولوی صاحب نے کچھ دنون مطب حکیم نصراللہ خانصاحب وصال خلف حکیم ثناءاللہ خان
صاحب فراق تلمیذ ارشد جناب حکیم محمد شریف خانصاحب دہلوی کی خدمت مین کیا حکمت و منطق کی کتابین
فاضل اجل حضرت مفتی صدرالدین احمد خانصاحب آزردہ تخلص سے ملاحظہ کین حدیث اور فقہ کو جناب مولوی شاہ
محمد اسحٰق صاحب نوراللہ مرقدہ سے حاصل فرمایا اور اکثر رسالے علوم اور فنون متفرقہ کے متفرق طور پر دہلی مین کملائے
وقت سے دیکھے اور پڑھے چنانچہ علم معانی سے آگاہ تھے اوفاق و تکسیر مین دستگاہ تھی جفر کے بعض بعض قاعدون
اور ہیئت اور ہندسہ سے ماہر اور واقف تھے کسیقدر فارسی شعرگوئی کا بھی ذوق رکھتے ایکروز اپنا ایک قصیدہ
فارسی کہا ہوا مجھکو بھی دکھلایا تھا فارسی نثر کی ترکیب اچھی تھی مگر اردو کا رنگ قدیم طرز کا تھا +
فرمایا کرتے تھے کہ دہلی مین ہنگام طالبعلمی اچھے اچھے طالب علمون سے علمی مباحثہ ہوا کرتا تھا اور اکثر علماء اور کملائے وقت
میرا امتحان لیا کرتے تھے اور خوب رد و کد ہوا کرتی تھی ایکروز حکیم امام الدین خانصاحب نے (زبان فارسی) کے معالجہ
مین ایک سوال کیا اور مینے اُسکا جواب دیا کہ حکیم صاحب نے اُسکو پسند فرمایا +
ایک دفعہ عندالمکالمہ راقم کے عمو صاحب قبلہ حاجی حکیم محمد زکریا بیگ صاحب مدظلہ نے جناب مولوی صاحب کے علو
استعداد کے ثبوت مین فرمایا کہ غدر سے پہلے اکبرآباد مین عربی کالج قائم ہوا اور معاونین مدرسہ نے جناب مفتی محمد
صدرالدین خانصاحب مرحوم و مغفور سے درخواست کی کہ آپ اپنے تلامذہ وغیرہ مین سے کوئی عالم ہمکو دین مفتی صاحب نے جناب مولوی
صاحب اور مولینا محمد نورالحسن صاحب شاگرد رشید حضرت مولوی محمد فضل حق صاحب دہلوی کو وہان بھیجنے کے واسطے
تجویز فرمایا اور دونو حضرات کا امتحان لیا گیا +
الغرض بعد تکمیل تحصیل ریاست بلبگڈھ مین حکیم حسن بخش صاحب کے صاحبزادے حکیم عبدالحق صاحب کی وساطت سے
عہدۂ طبابت پر مامور فرمائے گئے اور تخمیناً پندرہ بیس برس تک اُسی ریاست مین رہے غدر کے بعد مہاراجہ
شیو دان سنگھ جی بیکنٹھ باشی کے عہد مین ہمارے شہر نامور الور مین تشریف لائے - اور محکمہ اجلاس خاص مین سر رشتہ

کا کام تفویض ہوا مگر افسوس کہ ناقدردانی والی ریاست سے وہ عظمت کہ جو ہونی چاہئے تھی نہ ہوئی بعد انتقال مہاراجہ صاحب
ممدوح ایسے مہاراجہ دھراج سوائی منگل سنگھ صاحب بہادر (جی سی ایس آئی) آپ راج کی مفتی گری پر مامور فرمائے گئے
ابتدا سے تعلیم سے انتہائی عمر تک ابکو کتاب بینی کا نہایت شوق رہا مین نے اچھی طرح دیکھا کہ کوئی وقت خاص ہی
ایسا ہوتا ہوگا کہ مولوی صاحب کے ہاتھوں سے کتاب علیحدہ رہتی ہو یا انکا ہونٹ سے دور ہوتی ہو اکثر صبح کے وقت درس
کے واسطے طلبا سے شہر حاضر ہوا کرتے تھے کوئی فارسی کی بڑی بڑی کتابین پڑھا کرتا تھا کوئی عربی کی صرف و نحو
دیکھا کرتا تھا بعض بعض طالب علم نے طب اور منطق اور حدیث اور فقہ وغیرہ وغیرہ کی مولوی صاحب سے پوری تکمیل و تحصیل کی +
آپ بڑی دل نہادی کے ساتھ ہر امیر اور غریب چھوٹے بڑے کو درس دیتے تھے اور اسپر طرہ یہ کہ بے شائبہ معاد
و طمع دنیوی خالصًا و مخلصًا سرگرم افادہ رہتے +

یہ بے پروائی خداداد تھی کچھ اس سے ہوا بندی یا گرم بازاری کا منشا نہ تھا اور اسی استغنا کے باعث ذراسی بھول
ادنی سی چوک مین تلامذہ پر ناراض ہو جایا کرتے تھے مزاج بالکل بھولا بھالا سا تھا عداوت اور بغض کی ہوا پاس
ہوکر بھی نہین نکلی تھی گویا اس شعر کے مصداق تھی ع آزادہ رو ہون اور مرا مسلک ہے صلح کل ہر گز کبھی کسی سے
عداوت نہین مجھے +

زیادہ ملنا جلنا خلاء ملاء پسند نہین کرتے تھے شہر مین صرف چند متعدد جگہ ہی آپکی آمد و رفت تھی وہ
بھی گاہے ماہے تعلی یا خودنمائی بالکل مزاج مین نہ تھی +

مین نے آپکو علاج معالجہ کرتے ہوئے بھی دیکھا مگر مریضون کی رجوعات خال خال رہا کرتی تھی اکثر
معالجے آپنے اچھے اچھے کئے جو شہر مین مشہور ہین +

تصنیف و تالیف کا بھی شوق تھا مختلف علمون مین آپکی تالیفات موجود ہے چنانچہ بحران کے بیان
مین ایک بہت بڑی کتاب لکھی۔ ہندسہ مین (تثلیث زاویہ حادہ) بزبان فارسی ایک رسالہ تحریر فرمایا +

یہ رسالہ مطبع انصاری دہلی مین آٹھ برس کا عرصہ ہوا کہ جب چھپ بھی چکا ہے شائقین ملاحظہ فرماوین
اور اسی رسالہ پر کسی صاحب نے خان بہادر مولوی محمد انوار الحق صاحب میر منشی رزیڈنٹی راجستان
سلمہ اللہ تعالی کے ذریعہ سے دو اعتراض فرمائے تھے کہ انکے جوابات بھی حضرت مولوی صاحب نے
بہت معقول دیئے +

اسیطور ہیئت مین تشریح الافلاک کی شرح اردو کی۔ بلاغت مین (ریاض البیان) چند جزو کی کتاب

تحریر فرمائی فارسی کے اضافات مین بھی ایک رسالہ یادگار ہے علاوہ اِنکے اور بہت سی تصانیف ہین + جنمین اکثر اُن تالیفات و تصنیفات کے اختتام کی تاریخین بھی نکالکر ہر ایک نسخے پر لکھدی ہین اور انشاء اللہ تعالیٰ بشرطِ زندگی جو کتاب آپکی طبع ہوگی مین اُسکی تاریخ طبع بھی ضرور لکھونگا +

آخرکار بقول شاعر ؎ لائی حیات آئے قضا لیچلی چلے + اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے +

جناب مولویصاحب نے بعارضۂ تپ محرقہ ۷۳ سال کی عمر شریف پاکر بتاریخ ۲۳ ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۸ ہجری مطابق ۳۰ جولائی سنہ ۱۸۹۱ء روز پنجشنبہ وقت بارہ بجے دن کے اِس جہان ناپائدار سے عالم جاودانی کو انتقال فرمایا - انا للہ وانا الیہ راجعون ؎

الٰہی بر آن تُربتِ نامدار	بفضلت تو باران رحمت ببار

آپکا جسوقت یہ واقعہ ہوا ہے اور جنازہ لیکر چلے ہین اُسوقت ابر سیاہ محیطِ آسمان تھا گویا اُسنے لباس ماتمی پہن رکھا تھا اور پھوارین پڑ رہی تھین یعنی اشکِ غم اُسکی آنکھون سے گر رہے تھے جنازہ کے ساتھ دو سو آدمی کے قریب افسوس ہزار افسوس کا وظیفہ پڑھتے چلے جاتے تھے +

شہر کے باہر لال دروازے کے قریب مور سرائے اور کیڈل گنج کے پاس بھونرا شاہ کے تکیے مین جہان اکثر لوگ مدفون ہین آپکو دفن کیا - راقم سراسیمہ حال نے آپکی تاریخ وفات کے جو چار مصرعے موزون کئے تھے وہ بنظر یادگار یہانپر درج کئے جاتے ہین - وہو ہذا ؎

سدھارے وہ جنت الخلد کو	مرے تھے جو استاد عبد الکریم
اُسیوقت تاریخ رحلت فصیح	یہ لکھی ہوا ہائے مرگ عظیم
	۱۳۰۸ ھ

مین بھی بعد اظہار افسوس و ملال اِس واقعہ و دعائے مغفرت حضرت مولینا و مخدومنا کے شکریہ اِس امر کا بدرگاہ جناب باری ادا کرتا ہون کہ آپکی آسامی مفتی گری آپکے لائق فرزند و شاگرد مولوی منشی محمد عبد الرحیم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اپنی خوش قسمتی کی بدولت راج سے مقرر فرمائے گئے اور یہ عہدہ مفتی گری اُنکو تفویض ہوا اللہم زد فزد +

محررہ احقر محمد عمر اللّٰہم حفظہ من الشر و الضرر خلف الصدق

حضرت حکیم محمد یحیی بیگ صاحب دہلوی ملازم

قدیم راج الور فقط

ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب
الحمد للہ کہ این کتاب لاجواب از تالیف فاضل المتین عالم عدیم السہیم مولانا مفتی حکیم محمد عبد الکریم صاحب دہلوی المسمیٰ
سنہ ۱۳۰۹ھ
جواہر الایقان فی حفظ الایمان
بتصحیح و تحشی جناب مولانا مولوی حکیم محمد عبد الرحیم صاحب دہلوی مفتی ریاست الور خلف مصنف سلمہ اللہ
در اکمل المطابع دہلی باہتمام مرزا محمد عبد الغفار طبع گردید

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی لا شریک له فی الالوهیة وکمال صفاته المتعالی عن جمیع سمات النقص فی صفاته وذاته - فسبحان ذی الملک والملکوت الذی تنزه عن الوالد والمولود وصار بذاته واجب الوجود تعالی فی احدیته عن العلائق عز فی عظمته ان ینحصره الحد - تقدس ان تحیط بعظمته العلوم - وان تدرک کنه جلاله الفهوم لا اول لاولیته ولا آخر لاخریته - اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له المتعالی عن الحصر واحاطة العبارات والمقدس ان تعلم ذاته بالتصریح والاشارات - واشهد ان محمدا صلی الله علیه وسلم رسوله المعظم ونبیه المکرم شمس العلم والهدایة وبدر الکمال والدرایة قائد المرسلین وخاتم النبیین سید الاولین والآخرین وشفیع المذنبین و المرسلین - صاحب لواء الحمد والمقام المحمود مفتاح خزائن الجود والوجود قائل اوتیت جوامع الکلم واتباعه صراط الاقوم المبعوث الی کافة الامم المتبوع بالوجوب بما جاء من عند الله الاعظم - والمصدوق بما نزل به الروح الامین علی قلبه الافخم صلی الله علیه وعلی آله بدر الدجی واصحابه نجم الهدی وجمیع اتباعه من الصلحاء والعلماء - **اما بعد** جو کہ ایک عرصہ سے ہندوستان مین حکومت اسلام نہین تھی اس سبب سے بعض لوگون نے موقع پاکر باغوائے شیطان عقائد مذاہب باطلہ

(خوارج ونواصب کہ ہر معصیت کو کفر کہتے ہین اور ظاہر یہ کہ منکر قیاس ہین اور نجدیہ کہ اہانت انبیا وصلحا انکا شعار ہے) تقریر بلیٹ کر بصورت دیگر ظاہر کرنے شروع کئے کہ عوام کو تمیز نہو لی نہ کوئی حاکم اسلام تھا کہ بندوبست انکا یہ ممانعت وتخرجہ کرتا شدہ شدہ ایک فریق کا عقیدہ ہی موافق ان مذاہب باطلہ کے ہو کر گمراہ ہو گئے اور اسکو عین توحید اور اتباع سنت جاننے لگے اور علم دین یہان سے کم ہو گیا - مدار وعظ گوئی کا ترجمۂ اردو بعض احادیث اور آیات قرآن اور چند مسائل اردو فقہ پر رہگیا - انکو یہ خبر نہین کہ علماء اہل سنت کے نزدیک اس آیت اور حدیث کے کیا معنی ہین اور اہل مذاہب باطلہ نے کیا سمجھے ہین اور ہم عقیدہ کن لوگون کا اختیار کرتے ہین آیا ہمارا ایمان درست رہا یا نہین - اور اکثر واعظین اس زمانہ کا یہ حال ہے کہ اردو بھی اچھی طرح نہین پڑھ سکتے اور اگر پوچھو تو فرائض اور سنن نماز اور وضو بھی اچھی طرح مفصل نہین بیان کر سکتے اور آیات ناسخ اور منسوخ کا تو کیا ذکر ہے مگر دیہات مین وعظ کہتے پھرتے ہین اور نشان انکی غلط بیانی اور دروغگوئی کا یہ ہے کہ کوئی آیت یا حدیث پڑھکر اپنے قیاس اور اجتہاد سے جو کچھ منہ مین آتا ہے اور جی چاہتا ہے کہتے ہین حوالہ کسی تفسیر کا نہین دیتے کہ فلان تفسیر مین اس آیت کے یہ معنی لکھے ہین یا فلان مجتہد نے فلان کتاب مین اس حدیث سے یہ مسئلہ بیان کیا ہے تاکہ صحت اسکی معلوم ہو بلکہ بڑی دلیل یہ ہوگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایسا نہین ہوا یہ بدعت ضلالت ہے - اگرچہ یہ قول مخالف علماء اہل سنت ہے جیسا آگے آویگا مگر جو تسلیم کیا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین جو کچھ نہین ہوا وہ سب ضلالت ہے تو چاہئے کہ قرآن مجید کے اعراب اور حدیث کی تدوین اور بناء مدارس سب بدعت ضلالت ہو اور جہاد مین توپ اور بندوق سے لڑنا ضلالت ہو بلکہ جب یہ لوگ ایک وقت کسی قدر قرآن شریف کسی طرح پر بیٹھ کر ہاتھ مین لیکر یا رحل پر رکھ کر پڑھین تو چاہئیے کہ ثابت کرین کہ اسوقت اسی طرح بیٹھ کر اسی قدر قرآن آنحضرت صلعم اور صحابہ رض نے پڑھا ہے نہین تو یہ پڑھنا بدعت ضلالت ہے اور ظاہر ہے کہ دیکھکر پڑھنے والے تو سب بدعت ضلالت مین مبتلا رہین اسلئے کہ کہین دیکھکر پڑھنا قرآن کا آنحضرت صلعم سے ثابت نہین بلکہ لکھنا قرآن کا بھی بعد آنحضرت صلعم کے ہوا ہے پس خدا پناہ مین

رکھے اپنے ہیٹ اور وعظ سی کہ جس سے حلالِ خدا حرام اور عبادتِ خدا ضلالت ہو غرض یہ طریقہ وعظ کا
مثل پیرزادون کے معاش کا ذریعہ مقرر کر لیا ہے کہ جو کوئی دعوت کرے یا کچھ نذرانہ دسے وعظ کہتے
ہین اپنی استعداد کو نہین دیکھتے کہ ہم اِس قابل ہین یا نہین اور مسائل توحید اور عقائد جو بیان کرتے
ہین کہان سے کرتے ہین آیا صحیح ہین یا غلط ہین - غرض مقصود دعوت کھانی اور نذرانہ ہوتا ہے الحال
اِس زمانہ کے واعظون نے اپنی معاش طلب کرنے کا نام وعظ رکھا ہے اور بعض نے مسجدون یا
مدرسون مین بیٹھکر فتویٰ لکھنے کو اپنا ذریعہ معاش کا کیا اور مال زکوٰۃ اور خیرات کھاتے ہین باوجود
قدرت حاصل کرنے معاش کے اپنی محنت اور کسب سے - اور یہ نہین جانتے کہ طلبِ حلال فرض ہے
اور آیاتِ الٰہی کو اِس ثمنِ قلیلِ دُنیا پر بیچنا حرام ہے - داخل ہوتے ہین اِس آیت کے حکم مین
وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ثَمَنًا قَلِیْلًا ط غرض مزدوری وغیرہ جو حلال ہے اُسکو عیب سمجھتے
ہین اور خیرات اور صدقات کا مال یا اُجرتِ وعظ کو کہ حرام مطلق ہے اپنی معاش مقرر کی ہے
اور حالِ استعداد یہ ہے کہ سوائے اُردو کے عربی زبان مطلق نہین سمجھتے ہین اور عقیدۂ اہلِ سنت
وجماعت سے خبر نہین - تمام عقائد خوارج اور ظاہریہ کے بیان کرتے ہین اور ایسے غلط مسائل
بے اصل کہتے ہین کہ جنکا کہین پتہ نہین - مثلاً کہتے ہین کہ فاتحہ دینے سے کھانا حرام ہوجاتا ہے اور
واسطے دعا کے جو فاتحہ مین ہاتھ اُٹھاتے ہین یہ بدعتِ سیئہ ہے کہ کہین کوئی اسکا قائل نہین ہے اور
اسیطرح مردون کی فاتحہ دلانے کو اور زیارت قبور والدین وغیرہ کو بروزِ معین بدعتِ سیئہ کہتے ہین
واسطے تخصیص یوم کے فاتحہ اور زیارت مین اگرچہ حدیث مین وارد ہے کہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے مَن زَارَ قَبرَ اَبوَیہِ اَو اَحَدِھِمَا فِی کُلِّ جُمعَۃٍ غُفِرَلہٗ وَکُتِبَ بَرًّا مگر تحقیق اور دریافت نہین جو کچھ جی مین آتا
ہے کہتے ہین ایک قاعدہ اپنے دل سے مقرر کیا ہے کہ جو کچھ کہ پیغمبر خدا صلعم کے وقت مین نہین ہوا سب بدعت
ضلالت ہے اسپر صدہا مسائل کو خلاف ائمہ دین حرام کہتے ہین - غرض ایسے کامونکو شرک اور بدعت کہتے ہین
کہ کہین فقہا نے اُنکو حرام اور شرک اسطرح پر نہین لکھا بلکہ فعل پر حکم شرک بے عقیدہ کے مذہب خارجیون کا ہے
اگرچہ بعض مسائل کو بشرائط فقہا نے حرام اور مکروہ لکھا ہے اور بعض افعال کو بشرط اعتقاد عبادت شرک کہا ہے مگر
عموماً جیسے یہ نادان لوگ کہتے ہین کہین فقہ مین نہین پایا جاتا اور اگر حوالہ فقہ دیجئے تو کہتے ہین کہ فقہ خود
بدعت ہے مسائل قیاسی بے اصل ہین یہ انکارِ قیاس مذہب ظاہریہ ہے کہ اول موجد اسکا داؤد ابن علی

اصبہانی تھا کہ ایک سالہ ردِّ قیاس مین لکھا تھا اور قرآن کو مخلوق کہتا تھا آخر ہر طرف سے نفرین اور
سرزنش اسقدر ہوئی کہ نیشاپور سے نکالا گیا اور محمد بن یحییٰؒ اور اسحاق ابن راہویہؒ اور دیگر علمانے نکلوایا
اور بغداد مین جب آیا امام احمد حنبلؒ نے اُسے اپنی مجلس مین نہ آنے دیا اور اُسکی ضلالت پر فتوے
لکھے گئے سنہ دوسوستر مین بحالِ خراب مرگیا۔ بعد اسکے ابن حزم ظاہری حکومت بنی عباس مین
پیدا ہوا اور مجمع علمار مین اُسکی کتابین جلائی گئین اور حکم ضلالت کا اِس عقیدہ پر لکھا گیا اور سنہ
چارسو چھپن مین مرا اور اُسکے رد مین حافظ الحدیث قطب الدین حلبی اور عبد الحق ابن عبد اللہ انصاری
نے رسالہ لکھا اور اُسکی غلطیان ظاہر کین اور گستاخی جو ائمہ کبار کی نسبت کی تھی اُسپر حکم ضلالت
لکھا اور اُسکی ضلالت سے ایک یہ بھی تھا کہ مزامیر کو حلال بلکہ مستحب کہتا تھا اور اس باب مین
اُسنے اور اُسکے شاگردون نے رسالے لکھے ہین بعد اُسکے سنہ ستّ سو پانچ مین ابن تیمیہ ظاہری پیدا
ہوا کہ خدا کو مجسم کہتا تھا اور سفر زیارت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حرام اور تحقیر اور توہین
بعض خلفائے راشدہ اور ائمہ مجتہدین طریقہ اُسکا تھا صراط مستقیم کتاب اُسکے اسباب مین موجود
ہے آخر علمائے عصر شیخ ابو داؤد دستان اور شیخ کمال الدین اور تقی الدین سبکی نے اُسکے عقیدۂ
باطل کو رد کیا اور اُسے گرفتار کر کے مدرسۂ کاملیۂ مصر مین لیگئے مجلس منعقد ہوئی اور تمام قاضی اور
مفتی جمع ہوے اور اُسکو قائل کیا اور حکم سلطان تمام بلاد مین جاری ہوا کہ عقیدۂ ابن تیمیہ خلاف
اجماع ہے جو کوئی اُسکی پیروی کریگا سزایاب ہوگا پھر تحقیر اولیاء اللہ اور توسل نبی الرحمۃ مین گفتگو
ہوئی آخر اس مقدمہ مین قید ہوا کہ اہانتِ اولیا ومشائخ وعلمار کفر ہے اور توسل نبی الرحمۃ متفق
علیہ علمائے امت ہے منکر اسکا گمراہ ہے چنانچہ زمانۂ دولت ناصریہ مین ابن تیمیہ نے توبہ کی اور
رہائی پائی جب شام مین آیا تو پھر ایسی باتون سے قید خانۂ دمشق مین قید ہوا اور حکم عام بادشاہی
جاری ہوا کہ جو کوئی ابن تیمیہ کے عقیدہ پر ہو اُسکا خون اور مال حلال ہے اور ابن تیمیہ قطع نظر ظاہری
ہونیکے خارجی بھی تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہا اور حضرت فاطمۂ زہرا رضی اللہ عنہا کی جناب مین بے ادبی
کرتا تھا غرضکہ ایامِ حکومتِ اسلام مین جسنے خلاف دین کوئی بات کہی سزایاب ہوا اسیطرح عبد الوہاب
نجدی اگرچہ دعویٰ حنبلی مذہب کا رکھتا تھا مگر جب بقصد حصول حکومت بے ادبی جناب رسالتمآب
اور اہل بیت رسول الثقلین اور دیگر صلحائے مومنین کی کرنی شروع کی اور گستاخی حرمین

بقتل سادات اور غارتگری کرنے لگا بادشاہ اسلام نے استیصال اسکا مع اتباع اسکے کیا اور یہان
ہندوستان مین بسبب نہونے حکومت اسلام کے کوئی مانع نہین ہر متعصب ناخواندہ اپنی فروغ معاش
اور حصول جاہ کے لئے عقیدۂ باطلۂ متبدمین سابقین سے برخلاف اہل سنت جو چاہتا ہے کہتا ہے
اور عقائد عوام الناس کے خراب کرتا ہے لہذا بیان معنی شرک و بدعت مع چند مسائل متعلقہ اسکے
جیسے علماء حرمین نے تحقیق کی ہے سن بارہ سو ترانوے مین اردو زبان مین واسطے ہدایت عوام
کے لکھے ہین اگر کوئی مُصر اپنے ابتداع پر نہو اور بچشم انصاف اور طلب حق کے مطالعہ کرے تو شاید
راہ یاب ہو وَمَا علینا الا البلاغ المبین - واللہ یہدی من یشآء الی صراط مستقیم

صحیح بخاری مین عبداللہ بن عمر رض سے مروی ہے دربارہ نجد کے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
ھناك الزلازل والفتن وبها یطلع قرن الشیطان مصداق اس حدیث کا کہتے ہین کہ
عبدالوہاب نجدی ہے جو سلطنت ترکی میں بدنظمی واقع ہونے سے موقع پاکر دن جمعہ کے سنہ
بارہ سو اٹھارہ ۱۲۱۸ ہجری مین ایک مجمع عام کیا اور سردارون کو جمع کرکے یہ بات کہی کہ شرع میں
ہونا خلیفہ کا واجب ہے واسطے اقامت جمعہ اور عیدین اور حدود اور قصاص اور دادرسی مظلومان
کے اور سلطان روم فقط برائے نام ہے اسکا نام خطبہ مین جھوٹ پڑھنا حرام ہے کسیکو
اپنے اوپر حاکم کرو اور اسکی اطاعت کرو - سبنے اسی کو پسند کرکے حاکم کیا اور اسیکا نام خطبہ
مین بمقام نجد وغیرہ پڑھا گیا اور اطراف وجوانب نجد مین اسی کی طرف سے قاضی اور نائب
اور عامل مقرر ہوے اور وہ خود اختراع دین جدید مین مصروف ہوا بعض مسائل مذہب
معتزلہ اور خوارج اور ظاہریہ اور بعض اپنی طبیعت سے نکالکر اپنی رائے کے موافق انکو مدلل بآیات
واحادیث کیا اور ایک کتاب بنائی بعدہ اسکے بیٹے محمد نام نے اسمین ایک مقدمہ اور ملایا
اور اسکو مفصل آراستہ کرکے اسکا نام کتاب التوحید رکھا اور اسمین دو باب کئے ایک رد شرک
اور دوسرا رد بدعت مین اور خلاصہ اسکا یہ کہ جو کام متعلق بہ تعظیم وتکریم انبیا اور اولیا تھے یا
برکت حاصل کرنیکے آثار متبرکہ انکے سے سب پر حکم شرک اور بدعت جاری کیا گویا فصل
مقدم اس مذہب کی اہانت اور تحقیر انبیا اور اولیا ہے اور روضۂ اقدس رسول اللہ صلعم کا
نام صنم اکبر رکھا اور یہ ساری تدبیر اسلئے تھی کہ لوگون کے دلون مین سے عظمت رسول الثقلین

اور اہلِ بیت کرام اور تعظیمِ حرمین جاتی رہے اور آمادۂ غارتگری اور قتلِ اہلِ حرمین پر بصورت جہاد
ہوجائین پھر وہ کتاب سب نائبون پاس واسطے دعوت عوام الناس کے بھیجی گئی جب
سب نے باغوائے شیطان قبول کیا کہ حرمین قابلِ جہاد ہے ساتھ قتل اور غارتگری کے
حرمین مین ثواب جہاد حاصل کرنا چاہئے۔ تب ایک شخص سعود نام سنہ بارہ سو اکیس مین
بنام نہاد زیارتِ کعبہ آخر زمانۂ سلیم ثالث مین روانہ ہوا ہرچند لوگون نے شریف سے واسطے
جمعیت لشکر کے کہا مگر شریف نے یہی کہا کہ وہ مشہور قامع شرک و بدعت ہے ہتک حرم اور
غارتگری کیونکر کریگا اسی گفتگو مین وہ قرن المنازل تک آیا اور کعبہ کو چھوڑ کر طائف گیا اور
سب کو بہ بہانۂ ملاقات کے بلاکر قتل کیا اور خوب غارتگری کی اور وہان سے مراجعت طرف
مکہ معظمہ سیف زنان اور غارت کنان کرکے جو حق غارتگری اور قتل کا تھا خاص بیت اللہ
مین کیا اور تمام شریف اور سادات کو قتل کیا جو بھاگ گئے وہ بچ رہے غرضکہ کوئی گھر مکۂ
معظمہ مین قتل اور غارتگری سے خالی نرہا اور بعض مساجد اور مقابر متبرکہ اور آثار صحابہ اور اہل بیت
مثلِ مسجد امام ابن مالک وغیرہ تمام منہدم کرکے ارادۂ قتل و نہیب اہالیانِ مدینہ کیا اور
قصد ڈھانے روضۂ مقدسۂ نبویہ کا مصمم رکھتے تھے اسلئے کہ اُسکو صنمِ اکبر کہتے تھے مگر سنا ہے
کہ جب لوگ اس ارادۂ ناپاک سے وہان پہونچے اور دروازہ کھولا فورًا ایک اژدہائے عظیم نکلا
کہ اُسکی گرمیِ سانس سے سب لوگ مرگئے اور کہتے ہین کہ لاشین بھی متعفن ہوگئی تھین کہ
نوبت غسل اور کفن اور دفن کی نہ پہونچی بہزار دقت شہر کے باہر کھینچکر پھینک دیا غرض بعد
طے مراتب جور و ستم ایک سردار کو وہان مع فوج چھوڑ کر معاودت مکہ معظمہ مین کی اور تمام اطراف
ملحقۂ حجاز اور نجد مین نہیب اور قتل شروع کیا اور کچھ شہرون عراق مین بھی دست درازی کی
اور کربلائے معلّٰی کو بھی خوب لوٹا اور قتل کیا اور جدّہ پر بسبب جمعیت فوج اور توپون کے حملہ آور
نہوے تھے کہ سلطان محمود خان سنہ ایکہزار دو سو تیئیس مین تخت نشین ہوا اور انتظام
سلطنت بخوبی اور قرار واقعی کیا اور قلع و قمع نجدیونکا بالکل کیا اور تمام اسباب غارت کردہ اُنسے
چھین کر حرمین مین اپنی اپنی جگہ پہونچایا اور دیگر اموال تجارت مدعیان رعایا کو سپرد کیا اور باقی
مال جو جہاد نجدیون سے ہاتھ آیا تھا نقد و جنس سے سب اہالیان حرمین تقسیم کیا اور واسطے اُنہیم مساجد

اور آثار متبرکہ کے کہ نجدیون نے منہدم کئے تھے حکم دیا اور کچھ شیعۂ زیدیہ نے کہ مذہب وہابیہ بنا در یمن
مین اختیار کیا تھا اور غارتگری اموال مسلمانان اُسطرف کے کرتے تھے بنام ابراہیم پاشا حکم واسطے استیصال
اُنکے بھیجا کہ بعد وفات سلطان محمود خان عبدالمجید خان اُنکے بیٹے نے تاکید تمام حجاز اور یمن اور شام
سے استیصال ان نجدیونکا کیا کہ سب مطیع حکم اسلام ہوئے اور اس مذہب جدید سے توبہ کی اور کچھ لوگ
مفرور اطراف ہند مین آئے اور کچھ پوشیدہ وہین رہے مثل شیعون کے تقیہ کیا اور علمائے مکہ نے رد اس
کتاب التوحید شیخ عبدالوہاب نجدی حنبلی کا لکھا کہ مشہور بہدایا و لمعہ مکیہ ہے اور کہتے ہین کہ جب
وہابیون نے بعد تسلط مکہ معظمہ پر جب جمع کیا اُن لوگون کو جنہون نے مہر اُنکے کفر پر کی تھی تو مقتدا
اور شیخ مکہ حضرت عمر عبدالرسول سے سعود نے کہا کہ تمنے ہمارے کفر پر کس سبب سے حکم کیا اُنہون نے
کہا کہ تم اپنی کتاب لاؤ مین نشان دون سعود نے کتاب پیش کی اُسمین لکھا تھا کہ جو کوئی اموات
کو نبی ہو یا ولی غیر وقت زیارت قبر کے پکارے شرک ہے شیخ العلماء مکہ نے فرمایا کہ یہ عجب شرک ہے
کہ ہر نماز مین موجود السلام علیک ایہا النبی اگر یہ عقیدہ مُسلّم ہو تو سب صحابہ اور تابعین اور ائمۂ
مجتہدین اور جمیع افراد امت شرک سے نجات نہین پاتے ہین اور دلائل قاطعہ سے قائل کیا اور
سعود غصہ مین آیا اور شیخ العلما نے پناہ نجد مانگی اس عرصہ مین خبر آمد لشکر ابراہیم پاشا بندر جدہ مین
مشہور ہوئی کہ وہ راہی بندر جدہ ہوا اور شیخ محفوظ رہے - اب جاننا چاہئے کہ وہابیہ ہندوستان
کے اُنسے بڑھکر ہین کہ وہ پکارنیکو غیر وقت زیارتِ قبر شرک کہتے تھے یہ لوگ قبر پر بھی پکارنے
کو شرک کہتے ہین اور جب نجدیون کو قتل اور لوٹ حرمین کی کہ وہان اموال کثیرہ تھے منظور نظر
تھی اور اُسکے لئے کوئی تدبیر سوائے اِسکے نہ تھی کہ بزرگی اور عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور اہل بیت اور صلحا کی لوگون کے دلون سے کم ہو اور بزرگی آثار متبرکۂ انبیا اور صلحا اور توقیر حرمین
قلوب عوام مین سے نابود ہو جب آمادہ قتل اور نہیب حرمین ہون اسلئے بہ بہانہ کفر و شرک
ایسی باتین کہنی شروع کین کہ جنسے محبت اور عظمت اُنکی کم ہو اور لوگ واسطے اجتناب کے شرک
سے اُن باتون سے پرہیز کرین اور اُنکو اپنی عقل سے مُدلّل کیا آیات اور احادیث کے ساتھ برخلاف
علمائے اہل سنت کے تاکہ جلد لوگ دام تزویر مین گرفتار ہون اور عوام الناس کو
اپنے ساتھ اِس فریب سے متفق کیا اور تعظیم و محبت انبیا اور صلحا اور اہل بیت

رسول اللہ صلعم کو کہ اصل ایمان اور واجبات سے تھی استیصال کرنا شروع کیا اسلئے کہ محبت آپکی
دلیل محبت آلہی ہے اور محبت آلہی فرض ہے جیسے حق تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ
حُبًّا لِلّٰهِ ط یعنی جو لوگ مسلمان ہین وہ سب پر غالب رکھتے ہین محبت خداکو اور قُلْ اِنْ كَانَ
اٰبَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ
تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الخ اور
فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ بندہ جب تک خدا اور رسول کو سب چیزون سے زیادہ دوست نرکھے تب
تک اُسکا ایمان درست نہین ہے اور پوچھا صحابہ رض نے رسول خدا صلعم سے کہ ایمان کیا چیز
ہے فرمایا بندہ خدا اور رسول کو سب چیزون سے زیادہ دوست رکھے اور فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے
کہ جب تک بندہ خدا اور رسول کو اہل اور عیال اور زر و مال اور تمام خلق سے زیادہ دوست نہ
رکھے تب تک ایماندار نہین اور ایک اعرابی نے پوچھا رسول خدا صلعم سے کہ قیامت کب ہوگی
آپنے فرمایا کہ اُسدن کے لئے تونے کیا رکھا ہے اُسنے عرض کیا کہ نماز اور روزہ تو مین بہت رکھتا
نہین ہون لیکن خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہون فرمایا کہ قیامت کو تو اُسکے ساتھ ہوگا جسے
دوست رکھتا ہے اور یہ دعا ماثور ہے پیغمبر خدا صلعم سے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ
اَحَبَّكَ وَحُبَّ مَا يُقَرِّبُنِيْ اِلٰى حُبِّكَ وَاجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ غور کرنا
چاہئے کہ رسول مقبول صلعم طلب کرتے تھے محبت دوستان خدا کی اور محبت اُس چیز کی کہ خدا
سے ملا دے اور یہ لوگ متنفر کرتے ہین لوگون کو محبت انبیاء اور صلحا سے اور ظاہر کرتے ہین اُسمین
کفر اور بدعت ضلالت احمق اور جھوٹ جیسا کہ آگے بیان ہوگا اور ایسے ہی وارد ہین حدیثین
صحیح محبت اور عظمت اہل بیت مین - اول قرآن شریف مین ہے قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا
اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کہ محبت رشتہ داران رسول مقبول مین مقصود ہے اور بخاری اور مسلم مین
ہے کہ جناب امام حسن رضی اللہ عنہ تھے کندھے پر رسول خدا صلعم کے اور آپ کہتے تھے اللھم
انی احبہ فاحبہ واحب من یحبہ یعنی مین دوست رکھتا ہون اسکو یا آلہی تو بھی دوست رکھ
اسکو اور دوست رکھ اُسکو جو اس سے دوستی رکھے پس حب دعائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقبول ہے تو دوستان
جناب امام حسن رض محبوب خدا ہین - اور فرمایا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے احبوا اللہ لما

یعد وکم من نعمة فاحبونی لحب اللہ واحبوا اھل بیتی لحبی یعنی اول دوست رکھو خدا
کو بسبب نعمت کے اور دوست رکھو مجھکو بسبب محبت خدا کے اور دوست رکھو اہل بیت میرے
کو بسبب محبت میری کے اور فرمایا کہ من احبنی کان معی فی الجنة جو مجھے دوست رکھے ہوگا
میرے ساتھ جنت مین پس محبت انکی مدار صحت ایمان ہے اور باعث دخول جنت اور اہانت
انکی باعث کفر جیسا کہ حدیث مین ہے من اھاننی فقد اھان اللہ ومن اھان اللہ فقد
کفر یعنی جسنے میری اہانت کی خدا کی اہانت کی اور جسنے خدا کی اہانت کی بیشک کافر ہوا اور یہ
شعار اور وعظ ان وہابیون کا ہے کہ کبھی آیات اور احادیث فضائل اہل بیت اور جناب
رسالت مآب صلعم کے نہین کہتے اگر بیان کرینگے تو بعض آیتین پڑھکر بیان ایسا کچھ کرین گے
جس سے محبت اور عظمت رسول اللہ صلعم اور اہل بیت اور صلحا کی عوام کے دلون مین سے جاتی
رہے مثلاً کہتے ہین قُل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثلُکُم یُوحٰی اِلَیَّ اور قُل لَّو کُنتُ اَعلَمُ الغَیبَ لَاستَکثَرتُ
مِنَ الخَیرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوٓءُ اور قُل لَّآ اَملِکُ لِنَفسِی نَفعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ
اللہُ اور حدیث لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم اور حدیث یا بنی کعب انقذوا
انفسکم من النار لا آملک لکم من اللہ شیئا ویا فاطمة انقذی نفسک من النار
سلینی ما شئت من مالی لا اغنی عنک من اللہ شیئا اور مثل اسکے پڑھکر کہتے ہین کہ وہ نہ
کسیکے کچھ کام قیامت کو آوینگے نہ یہان مالک نفع اور ضرر ہین اور نہ انکو کچھ حال غیب معلوم ہے
ایک بشر تھے مانند ہمارے ہمکو انکی تعظیم برابر بڑے بھائی کے کافی ہے مانند ہرکارون اور ڈھنڈورچیون
کے احکام الٰہی جو ہمکو پہونچا دیئے انپر عمل کرنا چاہیئے انکی محبت اور تعظیم کچھ ضرور نہین - اور یہ بیان
انکا سراسر گمراہی ہے اسلیئے کہ اس قسم کا کلام آپکا خواہ تعلیم خدا تعالےٰ ہو یا از خود ایسا ہے جیسے کوئی
وزیر کمال معتمد اور مقبول القول اور مشیر بادشاہ کا کہے کہ مجھے کچھ اختیار سلطنت مین نہین نہ مالک
ہون بادشاہ کو اختیار ہے جو چاہے حکم کرے اس کہنے سے کوئی یہ نہین سمجھتا کہ اسکو احکام وزارت
مین جو متعلق سلطنت ہین کچھ دخل نہین یا اسکے کہنے کو دربار شاہی مین کچھ اثر نہین اس سے ملاقات
ترک کرنی اور رجوع معاملات مین چھوڑنی چاہیئے بلکہ اس کہنے کو کمال علو حوصلہ اور اطاعت اُس
وزیر پر حمل کرکے ویسی ہی تعظیم اور توقیر اسکی کرتے ہین اور اپنے کامون مین اُسی کی طرف رجوع

رکھتے ہین اسی جہت سے صحابۂ کرام رضہ نے بعد نزول اِن آیات اور فرمانے اِن احادیث کے محبت
اور تعظیم رسالت مین کمی نہین کی - اور اہانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتفاقِ علما کفر ہے خواہ
صریحًا ہو یا ضمنًا اور التزامًا یا اشارۃً اور کنایۃً اور یہ مضمون اِن آیات اور احادیث سے سمجھنا غلط فہمی
اُنکی ہے علم غیب کا پیغمبر خدا صلعم کو قرآن اور حدیث سے ثابت ہے - قرآن مین ہے کہ فَلَا یُظْھِرُ
عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی نہین مطلع ہوتا اوپر غیب خدا کے کوئی مگر رسول
کہ راضی ہوا اُس سے آگے بیان اس آیت کا آویگا اور تفسیر عزیزی مین مفصل لکھا ہے اور حدیث علمت علم
الاولین والآخرین یعنی دیا گیا مین علم اگلے پچھلون کا و ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقھا
و مغاربھا یعنی بیشک خدا نے واسطے میرے زمین پس دیکھی مین نے تمام مشارق اور مغارب اُسکی
گواہ صادق موجود اور کام آنا پیغمبر خدا صلعم کا قیامت مین احادیث صحیحہ سے بخوبی ثابت ہے واسطے
ذوی القربیٰ کے کیا بلکہ واسطے تمامی امت اور جمیع بنی آدم کے جیسے صحیح مسلم مین ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے انا اول شافع واول مشفع وآدم و من دونہ تحت لوائی اور فرمایا ہے
اول من اشفع من امتی اھل بیتی ثم بنو ھاشم ثم الاقرب فالاقرب اور مالک ہونیکا حال
یہ ہے کہ بخاری اور مسلم مین یہ حدیث موجود ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے اوتیت بمفاتیح خزائن
الارض فوضعت فی یدی اور دوسری روایت مین ہے اعطیت الکنزین الاحمر والابیض اور معنی
ان حدیثون اور آیتون کے آگے بیان ہونگے کہ یہ فرمانا کمال علو حوصلہ ہے آپکا اور بیان ہے عظمت
مرتبہ احکم الحاکمین کا اور جو کچھ یہ وہابیہ کہتے ہین مراد نہین ہے یہ فہم اُنکا غلط ہے بقول سعدی ؎
چشم بداندیش کہ برکندہ باد + عیب نماید ہنرش در نظر + مگر جب فصل مقوم اس مذہب کے اور مذاہب
سے توہین اور تحقیر انبیاء اور صلحا ہے لہذا اُنکو کوئی بات سوائے اہانت کے جو اصل بے ایمانی اور ضلالت
کی ہے نہین سوجھتی ہے پس جب ثابت ہوا کہ محبت انبیاء اور اہلِ بیت رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم اور جمیع صلحا جز ایمان کی ہے اور سبب داخل ہونے جنت کا اور باعث حشر کا ہے ساتھ
ان لوگون کے کہ صحیحین مین موجود ہے المرء مع من احب یعنی حشر آدمی کا جسکو دوست رکھے
اُسکے ساتھ ہوگا اسی سبب سے لحاظ رکھتے تھے محبت آنحضرت صلعم کا صحابۂ کرام جیسا کہ ترمذی مین ہے
کہ حضرت عمر رض نے مقرر کئے واسطے اُسامہ کے تین ہزار پانسو درہم اور واسطے عبداللہ ابن عمر کے تین ہزار

پس کہا عبداللہ نے اپنے باپ سے کیون فضیلت دی آپنے اسامہ کو مجھ پر قسم خدا کی نہین سبقت کی
اسامہ نے مجھ پر کسی مشہد مین پس فرمایا حضرت عمر رضی اللہ نے ان زیدا کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من ابیک وکان اسامۃ احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منک فاثرت
حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی حبی + اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دوستان خدا اور
رسول سے سلوک ہونا اپنی اولاد سے زیادہ سنت خلفائے راشدین ہے اور اموات سے بجز ایصال ثواب
اور کوئی صورت سلوک نہین منع کرنا اسکا قطع محبت خدا ورسول کرنا ہے اور دیکھنے سے معلوم
ہوتا ہے کہ اصحاب کبار کو کسقدر محبت اور کس مرتبہ مین تعظیم اور تکریم رسول مقبول مدنظر تھی کہ
باوجود نثار کرنے جان اور مال اور زن وفرزند کے اور چھوڑنے گھر بار کے آپکے پیچھے کسقدر مؤدب
حضور رسول اللہ صلعم مین بیٹھتے تھے کہ کانما علی رؤسنا الطیر کتب حدیث مین موجود ہے اور
بمقتضائے کمال ادب اور تعظیم کے ہر وقت چہرۂ مبارک کو دیکھتے رہتے تھے کہ کسی بات سے کسی
طرح پر خاطر اقدس مین ملال نہ آئے اور مبادا کسی حرکت سے حکم آیۃ والذین یؤذون رسول
اللہ لھم عذاب الیم مین نہ داخل ہو جائین۔ چنانچہ حدیث مین ہے کہ حضرت عمر رض ایکدن توریت
آنحضرت صلعم پاس لائے اور پڑھنے لگے اور جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے
آثار غضب ظاہر ہوئے تو حضرت صدیق اکبر رض نے حضرت عمر سے کہا ثکلتک الثکالی اما تری
الی وجہ رسول اللہ صلعم اور عمر رض نے چہرہ مبارک غضبناک دیکھ کر کہا اعوذ باللہ من غضب
اللہ وغضب رسولہ امنت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلعم رسولا۔ اور فرمایا آنحضرت
صلعم نے کہ اگر تم پاتے موسی کو تو چھوڑ دیتے مجھ کو او گمراہ ہو جاتے ولو کان موسی حیا ما وسعہ
الا اتباعی پس وہ لوگ بڑے جاہل اور نادان ہین کہ کلمات متضمن اہانت نسبت ایسے جناب کے
منہ سے نکالتے ہین اور محبت اور عظمت ایسے رسول مقبول اور انکے دوستدارون کی لوگون کے دلون
مین سے گھٹاتے ہین کہ کوئی نادان نسبت بڑے بھائی کی کہتا ہے اور کوئی مثل ڈھنڈوریون
اور ہرکارون کے پیغام رسان زبان پر لاتا ہے آیا نہین پڑھتے آیۃ یا ایھا الذین امنوا لا
تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللکفرین عذاب الیم یعنی اے مسلمانون
مت کہو راعنا اور کہو انظرنا اور سنتے رہو اور کافرون کو عذاب دردناک ہے۔ غور کرین اگرچہ کلمۂ کفر

راعنا کی جگہ راعینا زبان دبا کر کہتے تھے مگر بیان واقعی تھا کچھ غلط نہ تھا اور مسلمان فقط راعنا کہتے تھے اور جو غرض کافرون کی تھی وہ بھی مسلمانون کے دل مین نہ تھی پھر وجہ ممانعت بجز اسکے کہ ایک شبہ اہانت کا قول کافرون سے کہ راعنا سے راعینا مراد رکھتے تھے پیدا ہوتا تھا مسلمانون کو ممانعت ہوئی کہ تم راعنا نہ کہو پس جب حق تعالی نے کلمہ شبہ اہانت سے بھی مسلمانون کو اپنے نبی کی نسبت منع فرمایا اور کافرون کو عذاب سخت کے ساتھ تہدید کی باوجودیکہ وہ کلمہ بیان واقعی تھا پھر انکو ایسے کلمات کہنے باوجود دعوی ایمان کیونکر زیبا ہین اگر غور کرین تو دربردہ مخالفت حکم خدا اور اہانت الہی کرتے ہین کہ ضرب الغلام اہانۃ المولی مشہور ہے کیا نہین پڑھتے آیہ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ کہ کیسی باتین واقعی کہنے والون کو گمراہ فرمایا اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا ط چاہیے ہر مسلمان کو کہ اہانت صریح اور ضمناً اور اشارۃً اور التزاماً وغیرہ سب سے پرہیز کرے کہ اہانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی طرح پر ہو کفر لازم آتا ہے چنانچہ بعض آیات مین توبیخ واقع ہے بے ادبی کرنے والون پر جیسے کہ تفسیر عزیزی مین ہے کہ آدمی شرافت اولاد مال وجاہ پر مغرور نہو راہ و رسم مقربان الہی سے درست رکھے کہ آنحضرت صلعم نے بموجب حکم وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ کے کوہ صفا پر چڑھ کر سب کو نام بنام بلایا اور عذاب خدا سے ڈرایا تو ابولہب نے کہا تباً لک اسکے جواب مین سورۂ تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی اور جب کفار مکہ نے بعد وفات حضرت طیب اور طاہر صاحبزادون کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر کہا اسکے جواب مین فرمایا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ اور جب ابوجہل نے بے ادبی کی اور کہا کہ محمد صلعم جسوقت سجدہ کرینگے تو انکی گردن پر پاؤن رکھونگا اور گردن کاٹونگا اور نماز سے مانع آیا اسکے واسطے حق تعالی نے فرمایا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ط اور جنگ بدر مین عبداللہ ابن مسعود رض اسکا سر کاٹ کر بال پیشانی کے پکڑ کر کھینچتے ہوئے لائے اور کان چھید کر ایک رسی باندھکر مقتل سے کھینچتے ہوئے ایک کنوے ناپاک مین ڈالا اور جب کہا اس جاہل نے کہ میری مجلس کے حاضر باش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کافی ہین تو فرمایا کہ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ اور اسیطرح سورۂ نون کی تفسیر مین لکھا ہے کہ جب ولید ابن مغیرہ نے ایک طعن کیا کہ رسول مقبول صلعم کو مجنون کہا حق تعالی نے اسکو دس طعنون سے یاد فرمایا حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍۭ بِنَمِيْمٍ

مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ اور پھر فرمایا کہ سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرْطُومِ اور جنگ بدر مین یہ فرمانا متحقق ہوا کہ اُسکی ناک پر زخم شمشیر آیا اور اچھا نہوا اُسی زخم سے مکہ مین مرا پس جب حق تعالیٰ نے براہ عدل موذیان رسول اللہ صلعم کو ایک بدی کے بدلے دس مین پکڑا لہذا جو لوگ کہ محبت رسول اللہ صلعم اور خدمت آنحضرت مین مصروف رہے ہین ایک نیکی کا دس گنا انعام ملیگا اسی سبب سے حدیث شریف مین آیا ہے من صلّی علیّ واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا اور اس خاکپاے امت رسول ثقلین کو یون القا ہوتا ہے کہ ہر بدی کا بدلہ برابر اور ہر نیکی کا دس حصہ زیادہ ہے کہ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا - وَمَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا فرمایا ہے مگر طعن اور تحقیر انبیا اور صلحا کے باب مین ہر بدی کا بدلہ دس گنا ہے اسلیئے کہ غیرت الٰہی مقتضی اسکو نہین ہے کہ کوئی اُسکے رسولون اور دوستون سے بطعن اور اہانت پیش آئے کہ اہانت رسولون اور دوستون خدا کی اہانت آلہی ہے کہ کافر کردیتی ہے اور اس قسم کی اور بھی آیتین ہینگی کہ جسنے اہانت اور تحقیر کا کلمہ موہنہ سے نکالا سزایاب ہوا اور اسی جگہ سے فقہا نے لکھا ہے کہ استہزا اور استخفاف بانبیاء علیہم السلام کفر ہے - مُرتد اور واجب القتل ہے جو یہ حرکت کرے جیسا کہ عینی شرح کنز اور درر غرر مین ہے من سبّ النبیّ صلعم یکفر فیقتل حدًّا ولا یقبل توبتہ اصلا اور تاتارخانیہ مین ہے من عاب نبیًّا بشیٔ او لم یرض بسنۃ نبی من المرسلین فقد کفر فمن قال لرجل احلق راسك واقلم اظفارك فان ھذا سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ذلك الرجل لا افعل وانکان سنۃ فقد کفر اور ایسا ہی درمختار مین ہے کہ یقتل ولا یقبل توبتہ ومن شك فی کفرہ فقد کفر وکذلك الاستہزاء والاستخفاف بہ علیہ السلام اور ایسا ہی تحفۃ الاخیار اور غرۃ الانظار اور منہج الغفار اور اساس الدین مین ہے اور شفا مین لکھا ہے کہ من سبّ النبی صلعم او عابہ او الحق بہ نقصا فی نفسہ او نسبہ او دینہ او خصلتہ او عرضہ او تشبہ لشیٔ علی طریق الازراء علیہ او التصغیر بشانہ فھو ساب والحکم فیہ القتل اور چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین ہے قد اجتمعت الامۃ علی ان استخفاف نبی من الانبیاء کفر سواء فعلہ فاعل ذلك استحلالا ام فعلہ معتقد الحرمۃ ولیس بین العلماء خلاف فیہ اور نوادر الفتاوی مین ہے ہر کہ پیغامبرے را بعیب و نقص

یا وکند اگرچہ اندک بود کافر شود لان تعظیمھما اصل کبیر من الاصول فی الدین اور حلبی مین
لکھا ہے من عاب علیہ السلام بشئ مما جری للہ علیہ من البلاء والمحنۃ واستحقرہ
علیہ السلام ببعض لعوارض البشریۃ الجائز والمعہودۃ لدیہ فھو ساب لہ حکم القتل
ولا توبۃ لہ وہذا کلہ اجماع من العلماء من لدن الصحابۃ ھلم جرا قال ذلک مالک و
اللیث واحمد واسحاق وھو مذھب الشافعی ومقتضی قول ابی بکر و بمثلہ قال ابو حنیفۃ
والثوری والاوزاعی اور کہا امام ابو یوسف نے کہ اگر بولا کوئی کہ نبی صلعم دوست رکھتے تھے کدو کو
اور دوسرا بولا کہ مین دوست نہین رکھتا پس یہ کفر ہے ومن قذف ام النبی صلعم یقتل ولا
توبۃ لہ اور اُسی حلبی مین ہے من قال ھزم النبی صلعم فی بعض غزواتہ یستتاب فان تاب
فبھا والا قتل لانہ انتقص شانہ اور اشباہ النظائر مین ہے لا تصح ردۃ السکران الا الردۃ
بسب النبی صلعم فانہ یقتل ولا یعفی عنہ - اور اب لوگ بجز اِس بات کے کہ جسمین اہانت
نکلے اور محبت زائل ہو بتحریف معانی آیات قرآن وحدیث کچھ نہین بیان کرتے ہین لہذا چند آیات
کلام مجید اور بعض احادیث صحیحہ کہ جنسے عظمت انبیا اور صلحا اور اہل بیت سب پر ظاہر ہو اور دلون
مین عوام کے محبت پیدا ہو لکھی جاتی ہین اگرچہ آپکی مدح وثنا اِس مرتبہ نہین کہ کوئی بشر ادا کر سکے
یا کسی قلم سے تحریر ہو سکے اسلئے کہ تمام قرآن مین آپکے صفات حمیدہ جابجا مذکور ہین اور جبکا خدا تعالی
مداح ہو دوسرے کا کیا رتبہ کہ اُسکی ثنا لکھ سکے مگر واسطے آگاہی عوام الناس کے ذریعہ سعادت اور
نجات کا سمجھ کر کچھ آیتین اور حدیثین لکھی جاتی ہین - اول تو حق تعالی نے اپنی محبت اور اطاعت
کو منحصر کیا ہے جناب رسالت مآب صلعم کی محبت اور اطاعت مین یہ کتنی بڑی عظمت ہے -
قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اور لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
اب دیکھین کہ یہ مرتبہ ہرکارہ اور ڈھنڈورے کا ہوتا ہے سلطنت مین یا یہ مرتبہ کمال دوست اور
معتمد کا مثل وزیر اور ولیعہد کے - اور فرمایا ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا
شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا یعنی قسم ہے
تیرے رب کی نہ مسلمان ہونگے جب تک نہ حاکم کرین تجھکو اپنے جھگڑون مین اور پھر نہ پائین کچھ
حرج اپنے دل مین تیرے فیصلہ سے اور قبول کرین اُسکو بخوشدلی - اور درباب تعظیم اور تکریم کے

فرمایا ہے وَاِذْ قَالُوا اللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ یعنی کہتے ہین کافر کہ اے خدا اگر یہ دین سچ ہے تو ہم پر پتھر برسا آسمان سے یا عذاب کر دردناک اور نہین ہے اللہ کہ عذاب کرے اُنپر اور تو اُنمین موجود ہو اب دیکھین کہ کسقدر حق تعالی کو پاس خاطر اور تکریم اپنے رسول کی منظور ہے کہ اُنکے سبب کافرون پر عذاب نہین آتا - یہ مرتبہ نزدیک بادشاہون کے بڑے معتمدین اور عزت والونکا بھی نہین ہوتا ہے کہ اُنکے پاس سے یا اُنکے گھر سے کسی دشمن یا مجرم کو گرفتار عذاب نکرین بسبب اُنکی عزت کے ہرکارون اور ڈھنڈوریونکا کیا رتبہ ہے اور فرمایا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اے ایمان والونہ آگے بڑھو خدا اور رسول خدا صلعم سے چلنے مین اور مجلس مین اور ڈرو خدا سے تحقیق اللہ سنتا دیکھتا ہے - اور یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَھْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اے ایمان والونہ بلند کرو آواز اپنی اواز رسول اللہ صلعم پر اور نہ پکارو مانند پکارنے ایک دوسرے کے آپسمین مبادا نابود ہو جاوین عمل تمہارے بسبب بے ادبی کے اور تم بیخبر رہو اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی ؕ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ یعنی جو لوگ پست کرتے ہین آوازین اپنی نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ لوگ ہین کہ آزمالیا اللہ نے اُنکے دلون کو واسطے پرہیزگاری کے اور اُنکے لئے مغفرت ہے اور نیک بڑا ہے پس جو لوگ کہ واسطے تعظیم رسالت اور آداب کے پیغمبر خدا صلعم کے سامنے پست آواز سے بولتے تھے اُنکے لئے وعدہ مغفرت اور عطائے اجر عظیم کا فرمایا - اور یہ تعظیم واجب ہے حیًّا ومیّتًا فی البخاری ان عمر رض قال لرجلین من اهل الطائف لو کنتما من اهل البلد لاوجعتکما ضربا ترفعان اصواتکما فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - وعن ابی بکر الصدیق رض قال لا ینبغی رفع الصوت علی نبی حیا و لا میتا - وروی عن عائشة رض انها کانت تسمع صوت الوتد یوتد والمسمار یضرب فی بعض الدور المطیفه بمسجد النبی صلعم فترسل الیهم لا تؤذوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما عمل علی رض مصراعی بابه الا بالمناصع توقیا لذلك وتادبا معه ولما ناظر ابو جعفر بالکافی

مسجد النبی صلعم فقال مالک یا امیر المؤمنین لاترفع صوتک فی هذا المسجد فان الله تعالی
ادب قوما لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی وان حرمته میتا کحرمته حیا فاستکان
له ابوجعفر وقال یا ابا عبدالله استقبل القبلة وادعوا ام استقبل رسول الله صلعم فقال
لم تصرف وجهک عنه وهو وسیلتک ووسیلة ابیک الی یوم القیمة بل استقبله و
استشفع به فیشفعک الله قال الله تعالی ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک الخ- لهذا
یہان سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ مراتب تعظیم اور آداب رسالت کا لحاظ رکھین اِس وعدہ مین داخل
ہین برخلاف اُنکے جو بے ادبانہ پیغمبر خدا صلعم کے روبرو بولتے ہین کہ اُنکے عمل نیک بھی حبط ہو جاتے
ہین اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا
حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّهُمْ یعنی جو لوگ کہ پکارتے ہین تجھ کو حجرون مین سے وہ اکثر بیوقوف
ہین اگر صبر کرتے یہان تک کہ نکلتا تو اُنکی طرف از خود بہتر ہوتا واسطے اُنکے یہ تعلیم ادب ہے خدا کی
طرف سے کہ کوئی حاکم وقت اور بادشاہ کو محل سے اپنی غرض کے واسطے نہین پکارتا ہے جب تک
وہ ازخود دربار مین نہ آوے ایسی ہی تعظیم رسالت چاہیئے اور فرماتے ہین وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ
یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ- لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَلَکٌ فَیَکُوْنَ مَعَهٗ نَذِیْرًا اَوْ
یُلْقٰۤی اِلَیْهِ کَنْزٌ اَوْ تَکُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یَّاْکُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا
مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ کَیْفَ ضَرَبُوْا لَکَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا اور کہا کافرون
نے کہ کیا حال ہے اِس رسول کا کہ کھانا کھاتا ہے اور بازار مین پھرتا ہے - اِسکے ساتھ فرشتے اور خزانہ
کیون نہین ہے اور باغات کیون نہین ہین کہ اُنمین سے کھاتا اور کہا ظالمون نے کہ تم پیروی نہین کرتے
مگر ایک آدمی جادو کئے ہوے کی- پس دیکھ کہ کیسی مثالین تجھ پر بیان کرتے ہین پھر گمراہ ہوے اور نہ پا سکے
راستہ- پس کھانا اور بازار مین چلنا اور باغات وغیرہ نہونا یہ بیان واقعی تھا کافرونکا مگر جب
متضمن اہانت اور بے ادبی تھا اسلئے توبیخ نازل ہوئی پس ایسا کلام کہ جس سے اہانت نبی پائی جاے
ضمنًا یا التزامًا عمدًا ہو خواہ سہوًا غیر واقعی ہو یا واقعی مستلزم ہے کفر کو یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا
نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىکُمْ صَدَقَةً ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ وَاَطْهَرُ فَاِنْ
لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یعنی اے مسلمانون جب سرگوشی کرو پیغمبر خدا صلعم سے تو صدقہ

دو پہلے اُس سے یہ بہتر ہے تمہارے لئے اور پاکیزہ بات اور اگر نپاؤ تو خدا غفور رحیم ہے - یہ بہت
واسطے تعظیم اور آداب رسالت کے تھی خدا کی طرف سے اگرچہ پھر فرضیت اسکی موقوف ہوئی وَلَوْ
اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا
اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ اور جب ظلم کیا تھا اُنھوں نے اپنے نفسوں پر کیوں نہ آئے تیرے پاس پس بخشش
چاہتے خدا سے اور بخشش مانگتا واسطے اُنکے رسول تو البتہ پاتے خدا کو رجوع برحمت کرنیوالا اور رحیم
اور وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ طلب رحمت کر واسطے اُنکے پس طلب رحمت تیری
موجب تسکین ہے واسطے اُنکے اور ایسے ہی صحیحین میں ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے جب نماز پڑھی
قبر امرأة سوداپر کہ مسجد میں جاروبکشی کرتی تھی ان هذه القبور مملوءة ظلمة على اهلها وان الله
ينورها لهم بصلوتی یعنی تاریک ہیں قبریں تمہاری اہل قبور پر اور روشن اور نورانی کرتا ہے اللہ
انکو اہل قبور پر بسبب میری دعا اور نماز کے پس ظاہر ہے یہاں سے کہ توبہ و استغفار پیش صلحا موجب
قبولیت ہے اور سبب مغفرت کا بسبب اُنکے استغفار کے ورنہ کیا خصوصیت تھی کہ جاؤک فرماتے
اور صل علیہم کہتے یہ رد ہے منکروں پر جو کہتے ہیں کہ خدا سبکی سنتا ہے بزرگوں کی کیا حاجت ہے
البتہ سنتا ہے مگر قبولیت جو انبیا اور صلحا کی دعا کو ہے وہ عوام گنہگاروں کو کہاں ہے اسی سبب
سے پیش بزرگان اور مشاہد متبرکہ پر امید اجابت دعا ہے کہ مقامات نزول رحمت الٰہی ہیں اور یہ
لوگ میزاب رحمت الٰہی اور جو لوگ تکبر کرتے تھے دعا چاہنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اُنکے لئے
فرمایا وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ
وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ اور جب کہا جاتا ہے انکو آؤ طلب مغفرت کرے رسول واسطے تمہارے سر ہلاتے
ہیں اور دیکھا تو نے کہ رکتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں اور يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ
اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ اے ایمان والو قبول کرو پکارنے خدا اور رسول کو جب پکارے رسول
تمکو تا زندہ کرے تمکو اور باتفاق علما اجابت واجب تھی جسوقت نبی صلی اللہ علیہ سلم پکارتے
یہ تعظیم رسالت نہیں تو کیا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ
يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا
طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ

فَلْيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ اے ایمان والو مت جاؤ نبی صلعم کے گھرون مین مگر جب اجازت ہو تمکو واسطے
کھانے کے اور نہ منتظر رہو پکنے کے مگر جب بلائے جاؤ داخل ہو اور جب کھا چکو نکل آؤ۔ مت لو
مزے باتون کے تحقیق یہ حرکت تمہاری ایذا دیتی ہے نبی کو پس وہ شرماتا ہے تمسے کہ کچھ نہین
کہتا اب یہ کسقدر تعلیم آداب اور تعظیم نبوت اور کیسا لحاظ اور پاس تکلیف نبی صلعم ہے وَالَّذِيْنَ
يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور جو لوگ اذیت دیتے ہین رسول خدا صلعم کو
انکو عذاب دردناک ہے چنانچہ آپنے ازواج مطہرات سے فرمایا کہ لاتوذونی فی عائشۃ اور اُنہون
نے پناہ مانگی خدا سے آپکے اذیت دینے سے پس معلوم ہوا کہ اذیت آپکی کچھ مخالفت حکم الٰہی پر
منحصر نہین کسی طرح اذیت دے داخل اس آیت مین ہے اور کہین فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو بسبب کمال قرب اور عظمت کے جناب الٰہی مین فعل الٰہی فرمایا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ
يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ یعنی جو تجھ سے بیعت کرتے ہین سکے تجزا
نہین کہ وہ خدا سے بیعت کرتے ہین ہاتھ خدا کا اُنکے ہاتھون پر ہے وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى اور تو نے نہین پھینکے وہ کنکر جسوقت پھینکے تھے مگر وہ خدا تعالیٰ نے پھینکے تھے
اور کہین اظہار عظمت رسالت فرمایا ہے ساتھ مغفرت اور عطائے درجات عالی کے دارین مین
يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اور اُٹھائیگا تجھکو تیرا رب مقام محمود مین کہ وہ یا مقام شفاعت
کبریٰ ہے یا مقام وسیلہ ہے کہ وہ تمام بنی آدم سے واسطے ایک آدمی کے ہوگا اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ
الْكَوْثَرَ ہمنے عطا فرمایا تجھکو حوض کوثر یا کثرت اُمت وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ہ
اور عنقریب عطا فرمائیگا تجھکو رب تیرا اسقدر عطا کہ تو راضی ہو جاویگا وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ
الْاُوْلٰى اور البتہ دار آخرت اچھا ہے واسطے تیرے اس دنیا سے یا ہر حال پچھلا تیرا بہتر ہوگا پہلے
سے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَ
يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا یعنی فتح
کر دی ہمنے تجھکو فتح ظاہر تاکہ بخشین گے ہم تیرے گناہ اگلے پچھلے سب اور پوری کرینگے اپنی نعمت تجھ پر
اور دکھائینگے تجھکو صراط مستقیم اور مدد کرینگے تیری مدد عزت کی اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کیا نہین کھولا ہمنے سینہ تیرا واسطے علم و حکمت اور ایمان اور اسرار الٰہی

کے اور کیا نہین بلند کیا ہمنے ذکر تیرا کہ اپنے نام کے ساتھ ہر جگہ تیرا نام داخل کیا ہے حتی کہ کلمۂ توحید
مین بھی اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ٥ بیشک تو اوپر خُلق بڑے کے ہے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً
لِّلْعٰلَمِيْنَ نہین بھیجا ہمنے تجھکو مگر رحمت واسطے اہل جہان کے اسلئے کہ آپکی برکت سے عذاب عام
اس امت پر سے موقوف ہوا ہے پس کفار بھی بسبب آپکے عذاب سے دنیا مین محفوظ ہین ۔ اور کہین
تسلی خاطر جناب رسالت صلعم کے بہ زجر و توبیخ کفار فرمائی ہے وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ
لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ٥ جو کوئی نافرمانی کریگا اللہ و رسول کی وہ دوزخ مین ہمیشہ
رہیگا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ تحقیق دشمن تیرا وہی ہے دُم کٹا وَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ
بِمَجْنُوْنٍ ٥ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ یعنی کافر جو تجھکو دیوانہ کہتے ہین تو اپنے رب کے
فضل سے دیوانہ نہین ہے بیشک تیرے لئے نیگ بے نہایت ہین اور کہین احسان جتاتے ہین
آپکی رسالت سے لوگون پر لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ
عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ یعنی آیا رسول تمہارے پاس تم مین سے گران ہوتی ہے
اُسپر تکلیف تمہاری اور چاہتا ہے بھلائی تمہاری اور مسلمانون پر مہربان اور رحم کرنیوالا ہے۔ اب دیکھو
رؤف اور رحیم اسماء حسنٰی مین سے ہے اور نودو نہ نام الٰہی مین موجود اور یہان خدا تعالیٰ نے انہین نامون
کے ساتھ نبی صلعم کو خطاب فرمایا ہے یہ کیسا شرک وہابیہ ہے کہ خدا اپنے ساتھ خود مشرک ہے۔ اور
کہین بزرگی اور عزت آپکی اظہار فرمائی ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا
يَعْلَمُوْنَ تحقیق عزت واسطے اللہ کے ہے اور اُسکے رسول کے اور واسطے مسلمانون کے لیکن منافق
نہین جانتے۔ یہان بھی حق تعالیٰ نے عزت مین اپنے ساتھ رسول صلعم اور مسلمانون کو شریک کیا
ہے۔ یہ بات قابل سمجھنے کے ہے کہ حق تعالیٰ خود اپنے ساتھ اپنے بندون کو اپنی صفت مین شریک
کرلیتا ہے اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا فَعَصٰى
فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ٥ یعنی بھیجا ہمنے طرف تمہارے رسول گواہ حال تیرا جیسا
بھیجا تھا طرف فرعون کے رسول جب نافرمانی کی فرعون نے رسول کی پکڑا ہمنے اُسکو وبال مین پس
اسیطرح اگر تم بھی نافرمانی کروگے رسول کی اور وہ دعائے بد تمپر کریگا جیسے حضرت موسیٰ نے کہا تھا
ربنا اطمس علی اموالہم واشدد علی قلوبہم فلا یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم قال قد اجیبت دعوتکما تو

تم بھی گرفتار عذاب ہو گئے چنانچہ قحط مکہ بسبب آپکے دعائے بد کے واقع ہوا اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ
عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ بیشک تو تحقیق رسولون سے ہے سیدھی راہ پر یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ
شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا اے نبی بھیجا ہمنے
تجھ کو شاہد امت پر کہ تیری عرض و معروض انکی نیک و بد مین مقبول ہے ہماری جناب مین اور خوشی
سنانے والا اور ڈرانے والا اور بلانے والا طرف خدا کے اور چراغ روشن اور کہین ڈرایا ہے لوگون
کو آپکی تکلیف دہی سے واسطے تعظیم رسالت کے مَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا اَنْ
تَنْكِحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ۔ نہین لائق ہے تمکو کہ اذیت دو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
اور یہ کہ نکاح کرو انکی بیویون سے بعد اُسکے کبھی فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ
تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ چاہئے کہ خوف کرین نافرمانی کرنے والے حکم رسول
کی یہ کہ پہونچے اُنکو فتنہ یا عذاب دردناک اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ
اُمَّهٰتُهُمْ اور نبی صلعم اولی تر ہین اعتبار مین اُنکے نفسون سے اور ازواج مطہرات مائین ہین اُنکی
غور کرین کہ یہ رتبہ ہر کارون اور ڈھنڈوریونکا ہو سکتا ہے کہ اُنکی بیویان مائین ہون مسلمانون
کی ۔ اور کہین تسلی فرماتے ہین اپنے رسول مقبول کی اسطرح پر کہ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ
رُسُلَهٗ نہ گمان کر اللہ کو کہ خلاف کریگا اپنا وعدہ رسولون سے ۔ اور کہین تسکین خاطر کرتے ہین اس
طرح وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ یعنی اگر تجھکو جھٹلاتے ہین تو غم نکر کہ تجھسے پہلے رسولون کو بھی
جھٹلا چکے ہین ۔ اور کہین اسطرح فرماتے ہین فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ
الْاُمِّیَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ اب عنقریب لکھینگے ہم رحمت
اور مغفرت کو واسطے تابعدارون نبی امی کے کہ پاتے ہین اُسکو لکھا ہوا توریت اور انجیل مین اور
کہین تقویت فرماتے ہین اپنے نبی کی اسطرح یَاۤ اَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ اے نبی کفایت کرتا ہے تجھکو خدا اور جو تابع ہین تیرے مسلمانون سے ۔ اب حق تعالی
نے یہان اپنے ساتھ شریک کیا مسلمانون کو کہ کفایت کرتا ہے اللہ اور مسلمان تجھ کو ۔ وَلَا تَحْزَنْ
عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِیْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ نہ غم کھا اُنپر اور نہ تنگدل ہو اُنکے فریب سے وَلَا يَحْزُنْكَ

الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْئًا نہ غمگین کرین تجھکو وہ لوگ جو دوڑتے
ہین کفر مین تحقیق نہ ضرر پہونچا سکینگے تجھکو کچھہ اور کہین بندوبست فرمایا ہے امور خانگی کا اور تادیب
فرمائی ازواج مطہرات کی تو جانین کہ کسقدر عنایت الٰہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال پر مبذول
ہے اِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ یعنی اگر تم دونو
غلبہ کروگی اُسپر پس خدا کارساز ہے اُسکا اور جبرئیل اور نیک بندے اور فرشتے بعد اسکے مددگار ہین -
اگر طلاق دیگا تمکو تو عنقریب رب اُسکا بدلا دیگا بیویان اُسکو بہتر تمسے - یہان بھی حق تعالی نے اپنے
ساتھہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور صلحائے مومنین رضی اللہ عنہم کو شریک فرمایا ہے - غرض اس
قسم کی فضیلتون اور تسلیون سے تمام قرآن بھرا ہوا ہے - اسیطرح احادیث صحیحہ مین ہے جیسے
صحیح مسلم مین ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انا اکثر الانبیاء تبعًا انا اول من یقرع
باب الجنۃ انا سید ولد ادم یوم القیمۃ وانا اول من ینشق عنہ القبر واول شافع
واول مشفع یعنی امت میری سب نبیون سے زیادہ ہوگی اور پہلے دروازہ جنت مین کھلواونگا
اور مین سردار اولاد آدم ہون دن قیامت کے اور مین پہلے قبر سے اُٹھونگا اور سب سے پہلے مین شفاعت
کرونگا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی - اور فرمایا ہے رسول خدا صلعم نے کہ فضیلت
دی گئی ہے مجھے نبیون پر چھہ چیز مین اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی
الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطھورًا وارسلت الی الخلق کافۃ وختم لی النبوۃ
یعنی عطا کیا گیا ہون مین جامع کلمات اور فتح دیا گیا ساتھہ رعب کے اور حلال ہوا مال غنیمت واسطے
میرے اور کی گئی زمین مسجد اور پاک کنندہ واسطے میرے اور بھیجا گیا مین طرف تمام خلقت کے اور
ختم ہوئی مجھہ پر نبوت اور بخاری مسلم دونو مین ہے اعطیت الشفاعۃ وبلینا انا نائم رایتنی اوتیت
بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی یعنی دیا گیا مین شفاعت اور مین سوتا تھا کہ دیکھا مین نے
کہ دیا گیا مین کنجیان خزانون زمین کی پس رکھی گئین میرے ہاتھہ مین اور صحیح مسلم مین ہے ان
اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقھا و مغاربھا وان امتی سیبلغ ملکھا ما زوی لی منھا و
اعطیت الکنزین الاحمر والابیض تحقیق اللہ نے پیٹش کی مجھہ پر زمین پس دیکھا مین نے مشرقون

اور مغرور اُسکے کو اور البتہ امت میری پہونچیگی عنقریب ملکوں اُسکے کو جو سمیٹی گئی تھی مجھ پر اور دیا گیا
مین دونو خزانے چاندی اور سونے کے - اور ترمذی مین ہے بیدی لواء الحمد ولا فخر وما من
نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی وانا حبیب اللہ ولا فخر وانا اکرم الاولین و
الآخرین ولا فخر یعنی قیامت کو میرے ہاتھ مین ہوگا جھنڈا حمد کا اور نہین کہتا ہون فخر سے بلکہ
بیان واقعی ہے اور نہین کوئی نبی آدم اور سوا اسکے مگر ہونگے نیچے جھنڈے میرے کے اور مین دوست
خدا ہون اور نہین کہتا تکبر سے اور مین بزرگ زیادہ ہون سب اگلون اور پچھلون کا اور نہین کہتا تکبر
سے - دارمی مین ہے وانا قائد المرسلین ولا فخر وان اللہ وعدنی فی امتی واجارھم من
ثلث لا یعمھم بسنۃ ولا یستاصلھم عدو ولا یجمعھم علی الضلالۃ وانا اول الناس
خروجا اذا بعثوا ومستشفعھم اذا حبسوا وانا مبشرھم اذا یئسوا الکرامۃ والمفاتیح
یومئذ بیدی ولواء الحمد بیدی وانا اکرم ولد آدم علی ربی یطوف علی الف خادم
کانھم بیض مکنون فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مین راہبر ہون رسولون کا اور نہین کہتا فخر
سے اور البتہ وعدہ کیا ہے اللہ نے مجھ سے میری امت کے باب مین اور بچایا اُنکو تین باتون سے
ایک یہ کہ نہ ہلاک کریگا اُن سب کو قحط سے اور دوسرے یہ کہ نہ جڑ سے کھودیگا اُنکو دشمن تیسرے
یہ کہ نہ متفق ہونگے گمراہی پر اور مین سب سے پہلے نکلونگا جب اُٹھائے جائینگے لوگ اور طلب شفاعت
کرنے والا ہونگا لوگون کے واسطے جب بند کئے جائینگے اور مین خوشی سناؤنگا لوگون کو جب ناامید
ہونگے بخشش سے اور کنجیان میرے ہاتھ مین ہونگی اُسدن اور جھنڈا حمد کا میرے ہاتھ مین ہوگا
اور مین بزرگتر اولاد آدم ہونگا خدا کے نزدیک دوڑین گے ہزار خادم میرے روبرو گویا کہ وہ سفید
موتی ہین نادر - اور ترمذی مین ہے اکسی حلۃ من حلل الجنۃ ثم اقوم عن یمین العرش
لیس احد من الخلائق ذلک المقام غیری واذا کان یوم القیمۃ کنت امام النبیین
وصاحب شفاعتھم ولا فخر فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنایا جاؤنگا مین لباس حلہ
ہائے جنت سے پھر کھڑا ہونگا مین دائین طرف عرش کے نہ ہوگا کوئی خلائق سے کہ کھڑا ہو اُس
جگہ پر سوا میرے اور جب ہوگا دن قیامت کا ہونگا مین امام نبیون کا اور شفاعت کرنے والا انکی
اور نہین کہتا ہون فخر کی راہ سے بلکہ بیان واقعی ہے - اور ترمذی مین ہے لا یمس النار

مسلماً رأنی او رای من رأنی یعنی نہ چھوئیگی آگ کسی مسلمان کو کہ دیکھا اُسنے مجھکو یا دیکھا اُسکو جسنے مجھے
دیکھا تھا اور جنگ بدر مین فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ھذا مصرع فلان و وضع یدہ
علی الارض ھھنا و ھھنا فما مات احدھم عن موضع ید رسول اللہ صلعم رواہ مسلم یعنی یہ
جگہ مرنے فلان شخص کی ہے اور یہ جگہ مرنے فلان کی ہے اور رکھا ہاتھ اپنا زمین پر کہ اِس جگہ اور اِس جگہ پس نہ
مرا کوئی غیر جگہ ہاتھ رکھنے رسول خدا صلعم کے پس یہ خبر آیندہ اظہار اُسی علم اولین اور آخرین کا تھا۔
اور ابی وقاص رض سے روایت ہے صحیح بخاری اور مسلم مین کہ جبرئیل اور میکائیل دونو داہنے اور بائین
رسول خدا صلعم کے اشد قتال کرتے تھے بدر کے دن۔ غرض اس قسم کی عظمت اور بزرگی سے تمام
کتب حدیث بھری ہوئی ہین اور معجزات آپکے حد سے زیادہ ہین کسکو طاقت ہے کہ تمام لکھ سکے۔
چنانچہ صحیح بخاری مین ہے کہ ساڑھے تین سیر آٹا جو کا تھا اور سالن ایک ہنڈیا مین کہ تھوکا آپنے
اُس آٹے مین اور سالن مین بھی اور دعائے برکت کی اور کہا روٹی پکاؤ اور ایک ہزار آدمی نے خندق
کی لڑائی مین کھایا پیٹ بھر کر اور بچ رہا۔ یہ سب برکت آپکے تھوکنے اور دعا کی نہ تھی تو کیا تھا۔
اور اسطرح پر فراخی دعوت تنگ بہت بار آپسے ہوئی۔ اور ایسطرح نکلنا پانی کا آپکی انگلیون سے
جب ہاتھ پیالۂ پانی مین رکھا کہ وہ پانی تمام لشکر کو کافی ہوا اور سوا اسکے صدہا معجزات ہین چنانچہ
کشش باران مین خطبہ کے وقت ایک اعرابی نے کہا کہ ہلک المال وجاع العیال پس بمجرد ہاتھ
اُٹھانے کے واسطے دعا کے پہاڑ مدلی کے اُٹھے اور ہفتہ بھر برابر مینہ برسا کہ پھر جمعہ کو اُس اعرابی
نے کہا کہ مکانات منہدم ہوے پھر آپنے دعا کی کہ آلہی گرد مدینہ کے برسے ہمپر نہ برسے اُسیوقت دھوپ
نکل آئی۔ یہ حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین موجود ہے یہ اثر کسکی زبان کو ہے سوائے نیک بندون
کے انبیا اور صلحا سے۔ پھر اُنسے کیونکر طلب دعا نہ کیجائے۔ اور اُحد کے دن بُلایا ایک درخت کو چلا آیا
کہا چلا جا چلا گیا۔ اور ایسطرح درخت کیکر کو جب واسطے ادائے شہادت کے بُلایا آپکے روبرو آکر
تین مرتبہ گواہی رسالت پر دی اعرابی منکر رسالت کے سامنے۔ جب فرمایا چلا جا چلا گیا۔ رواہ الدارمی
اور سلام علیک کہنا احجار اور اشجار کا متواتر حدیثون مین موجود ہے۔ اور اکثر صحابہ رض کو بھی ایسی باتین
ہوئی ہین جیسے روشن ہونا عصا اُسید ابن حضیر اور عباد ابن بشر کا اور زیادہ ہوتے جانا طعام حضرت
ابوبکر صدیق رض کا۔ رواہ البخاری۔ اور سفینہ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھول گئے تھے رستہ

لشکر کا زمین روم مین پھر ڈھونڈھتے پھرتے تھے لشکر کو کہ شیر ملا پس کہا سفینہ نے کہ اے شیر مین مولا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہون اور حال میرا ایسا ایسا ہے پس پیش آیا شیر واسطے اُنکے دم ہلاتا
ہوا اور چاپلوسی کرتا ہوا کھڑا ہوا پہلو مین اور پہونچایا لشکر تک رواہ فی شرح السنۃ - اور حضرت عمر رضہ نے
خطبہ مین پکارا یاساری الجبل اور وہان لشکر والون نے سُنا - رواہ البیہقی - اور جو کوئی کسی مسلمان سے
اللہ کے واسطے محبت رکھے اُسکے لئے فرمایا ہے رسول خدا صلعم نے کہ جانتے ہو تم کونسا کام خدا
کے نزدیک بہت بہتر ہے کسینے کہا نماز کسینے کہا جہاد کسینے کہا زکوٰۃ آپنے فرمایا کہ بہترین کامون کا
محبت ہے واسطے خدا کے - رواہ ابوداؤد - اور فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ نہین دوست رکھتا کوئی
کسی بندہ کو واسطے خدا کے مگر بزرگی دیتا ہے اُسکو اللہ رواہ احمد - اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ بندے ہین اللہ کے کہ نہ نبی ہین نہ شہید اور رشک کرینگے اُنپر انبیا اور شہدا قیامت مین - کہا
صحابہ رضہ نے خبر دیجئے ہمکو کون ہین وہ فرمایا محبت رکھنے والے بسبب رحمت خدا کے بے رشتہ
داری اور بے امید مال قسم ہے اللہ کی مونہہ اُنکے نورانی ہونگے اور نور کے منبرون پر ہونگے اور
نہ خوف کرینگے جب خوف مین ہونگے لوگ اور پوچھا ابوذر رضہ سے رسول خدا صلعم نے کہ کونسی دست آویز
ایمان کی مضبوط ہے کہا کہ خدا اور رسول دانا ہے فرمایا دوستی رکھنی واسطے اللہ کے - اور روایت
ہے ابوہریرہ رضہ سے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے جنت مین ستون ہین یاقوت کے اور اُنپر غرفہ زبرجد
کے اور دروازے کشادہ روشن مانند ستارون درخشان کے پس پوچھا کون رہینگے اُسمین فرمایا
دوستی کرنے والے واسطے خدا کے اور فرمایا ہے کہ حشر آدمی کا اُسکے ساتھ ہے جسکو دوست رکھے
پس جب مطلق دوستی کا مسلمانون سے واسطے خدا کے یہ حال ہے تو دوستی انبیا اور صلحا سے واسطے
خدا کے کونسا عمل بہتر ہوگا اس سے - پس لازم ہے ہر مسلمان کو کہ دوستان خدا سے محبت للہ پیدا
کرے اور اُسپر مضبوط رہے نہ یہ کہ قطع کرے محبت خدا اور رسول سے اور دوستان خدا سے اور داخل ہو
اس آیت مین وَيَقْطَعُونَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ چنانچہ تفسیر عزیزی مین ہے کہ ایک قطع تعلق
روح کا ہے کہ عالم ملکوت وجبروت سے بسبب غرق ہونے کے محبت اور شہوت دنیا مین - دوسرے قطع تعلق
انبیا اور مرشدون اور اُولیاؤن سے بسبب مصاحبت کفار اور منافقین اور مبتدعین کے اور سماعت
اُنکے شک اور شبہون کی اور صحابہ اور اہل بیت کی محبت اور تعظیم کے ساتھ مامور ہین ہم بلکہ تمام عز

کی محبت کے ساتھ حکم ہے اور صلحائے مومنین داخل ہین اُنہین کے حکم مین جیسے فرمایا ہے لاتسبوا
اصحابی - متفق علیہ یعنی میرے اصحاب کو بُرا نہ کہو اور اصحابی امنۃ لامتی اور نسائی مین ہے
اکرموا اصحابی فانھم خیارکم یعنی تعظیم اور توقیر کرو میرے اصحاب کی زندگی مین اور بعد موت کے
کہ وہ برگزیدہ امت ہین - اور ترمذی مین ہے کہ جسنے دوست رکھا اُنکو پس میری محبت سے دوست رکھا
اور جسنے بغض کیا اُسنے مجھ سے بغض کیا اور جسنے اذیت دی اُنکو مجھے اذیت دی اور جسنے مجھے اذیت
دی خدا کو ایذا دی اور جسنے خدا کو ایذا دی پکڑا جاویگا کہ فرمایا ہے حق تعالیٰ نے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ
اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا یعنی جو لوگ ایذا
دیتے ہین خدا اور رسول اُسکے کو لعنت کی ہے اللہ نے اُنپر دنیا اور آخرت مین اور تیار کیا ہے اُنکے
لئے عذاب ذلت کا اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے فرمایا ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ اور انت منی وانا منك اور من
کنت مولاہ فعلی مولاہ اور وھو ولی کل مؤمن اور انت اخی فی الدنیا والاٰخرۃ اور وانا دار
الحکمۃ وعلی بابھا اور لا یحب علیا منافق ولا یبغضہ مؤمن اور من سب علیا فقد سبنی اور
امر بسد الابواب الا باب علی یعنی تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے اور تو مجھ سے ہے اور
مین تجھ سے - اور جسکا مین مولا ہون اُسکا علی مولا ہے - اور وہ ولی ہے ہر مسلمان کا اور تو بھائی ہے
میرا دنیا اور آخرت مین اور مین گھر ہون حکمت کا اور علی دروازہ اُسکا ہے - اور نہین دوست رکھنے کا
علی کو منافق اور نہین بغض رکھنے کا اُس سے مسلمان - اور جسنے برا کہا علی کو پس تحقیق برا کہا مجھکو اور
حکم کیا ساتھ بند کرنے دروازون کے مگر دروازہ علی مرتضیٰ رض کا - اور اسیطرح حجۃ الوداع مین فرمایا ہے
انی تارك فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاٰخر کتاب اللہ حبل
ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا
کیف تخلفونی فیھما - رواہ الترمذی یعنی مین چھوڑتا ہون تم مین وہ چیز کہ اگر تمسک کروگے تم
ساتھ اُسکے ہرگز نہ گمراہ ہوگے - ایک اُن دونو نکا بڑا ہے دوسرے سے - کتاب اللہ کی رسی لٹکی
ہوئی ہے آسمان سے زمین تک اور قرابتی میرے اہل بیت میرے نہ جدا ہونگے یہ دونو یہانتک کہ
آوین دونو میرے پاس حوض پر پس دیکھو کسطرح معاملہ کرتے ہو بیچ ان دونو کے بعد میرے - غور

کرین اس عظمت مین کہ تمسک کو ساتھ اہل بیت کے برابر قرآن کے فرمایا ہے اور حضرت علی مرتضی
اور حضرت فاطمۂ زہرا اور امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم کی نسبت فرمایا ہے انا حرب لمن حاربہم
وسلم لمن سالمہم یعنی مین لڑنے والا ہون جو لڑائی انسے اور صلح کرنیوالا ہون جو صلح کرے اُنسے اور
فرمایا ہے احب اللہ من احب حسینا وحسین سبط من الاسباط وحسین منی وانا من حسین
وان الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ وفاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ یعنی دوست
رکھا خدا کو جسنے دوست رکھا امام حسین کو اور جناب امام حسین سبط ہین اسباط سے اور جناب امام حسین
مجھ سے ہین اور مین حسین سے ہون اور تحقیق امام حسنؓ اور امام حسینؓ سردار ہین جوانون جنت کے اور حضرت
فاطمۂ زہرا رضی اللہ عنہا سردار ہین عورتون اہل جنت کی اور فرمایا ہے وان مثل اھل بیتی فیکم
مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا ھلک یعنی اہل بیت میری مانند کشتی
نوح کے ہین کہ جو سوار ہوا اُسمین نجات پائی اور جو پیچھے رہا ہلاک ہوا اور وجہ نجات کی اور تخصیص
اہل بیت کی ساتھ اس فضیلت کے تفسیر عزیزی مین دیکھنی چاہیئے جو آیۂ حملناکم فی الجاریۃ مین لکھا
ہے کہ نجات ثقل گناہون سے ممکن نہین بدون توسل ایسے لوگون کے کہ اپنے دلکو ظرف الطف مثل
لکڑی کے کہ اُسمین ہوا متخلخل ہے بنایا ہو پس اُنکے دل مین اپنی گنجایش پیدا کرے اور اُنکی متابعت
اور محبت مین دل وجان سے کوشش کرے اور اس امت کے لئے وہ ظروف لطیفہ اہل بیت رسول اللہ
صلعم ہین کہ اُنکی محبت اور متابعت سے صورت نجات ہے اور دور کرنے ثقل گناہون مین حکم تریاق کا
رکھتی ہے اور حضرت عباسؓ کے لئے فرمایا ہے من اذی عمی فقد اذانی لا یدخل قلب رجل
الایمان حتی یحبکم للہ ولرسولہ - رواہ الترمذی یعنی جسنے ایذا دی میرے چچا کو البتہ مجھے ایذا
دی نہین داخل ہوگا ایمان کسی کے دل مین جب تک نہ دوست رکھے تمکو واسطے اللہ اور رسول کے
اور فرمایا ہے ایۃ الایمان حب الانصار وایۃ النفاق بغض الانصار اور فرمایا ہے لکل نبی
سبعۃ نجباء ورقباء واعطیت انا اربعۃ عشر - رواہ الترمذی اور فرمایا ہے بہ نسبت
اہل بیت کے فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم الغرض ثابت ہے
قرآن اور حدیث سے کہ بغیر محبت خدا اور رسول کے ایمان نہین حاصل ہوتا ہے اور مامور ہین ہم ساتھ
محبت اور تعظیم اہل بیت اور اصحاب رسول اللہ صلعم کے بلکہ تمامی قریش اور عرب کے چنانچہ روایت

کیا ہے بیہقی نے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے احبوا العرب لثلاث لانی عربی والقرآن عربی و
کلام اهل الجنة عربی یعنی دوست رکھو عرب کو تین سبب سے کہ مین عربی ہون اور قرآن عربی ہے
اور کلام اہل جنت عربی ہے - اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ منسوب ہے ساتھ جناب آنحضرت
صلعم کے اُس سے محبت رکھنی اور اُسکی توقیر اور تعظیم کرنی چاہئے اور داخل ہین اصحاب اور آل
مین تمام اتباع صلحا کہ اُنکی توقیر اور تکریم بھی داخل ہے اسی مین اسلئے کہ پیغمبر خدا صلعم نفس نفیس دعا
فرماتے تھے کہ آلہی عطا کر مجھے محبت اپنی اور اپنے دوستون کی اور اُس چیز کی جو قریب کرے تیری محبت
سے اور احب الاعمال الی الله الحب فی الله یعنی بہت دوست کامونکا خدا کے نزدیک محبت کرنی
ہے واسطے الله کے - اور مولوی رفیع الدین صاحب نے اپنے رسالہ اسرار المحبة مین لکھا ہے المحبة
مع الاحیاء الحاضرین نافعة عاجلا و اٰجلا و اما مع الاموات فنافعة فی الاجل بشرط
الاهلیة والایمان و اما فی العاجل فیشترط دوام التوجه وتخلیة القلب معه فی الخلوات
وملاومة ذکره وکثرة الدعاء له والبر معه بارسال الثواب الیه والاحسان الی اهله فتلك
کثیرا ما یفتح باب الاویسیة ویعطی منفعة الصحبة اور ظاہر ہے کہ علما اور صلحا سے کچھ محبت
انکی صورت اور مالداری سے نہین ہوتی فقط لله واسطے تعظیم اور محبت خدا کے ہوتی ہے اور جو کوئی کسیکو
دوست رکھتا ہے تو اُسکے گھر والون اور غلام اور اُسکے ملنے والون کو اور جس کسی سے اُسکو دوستی ہو سب
کو دوست رکھتا ہے اور سلوک کرتا ہے اور ہدیہ اور تحفہ بھیجتا ہے اور یہ سب دلیل اُسکی محبت کی ہوتی
ہے نہ انکی تعظیم اور توقیر اور سلوک باعث خفگی ہو بلکہ خوش ہوتا ہے چنانچہ جس کسی پر کہ عنایت بادشاہ
اور حاکم ہوتی ہے سب اُسکے پاس جاتے ہین اور سلام کرتے ہین اور تحفہ تحائف بھیجتے اور عظمت اور
توقیر کرتے ہین اور یہ امر موجب رضامندی بادشاہ ہوتا ہے اور اس بات کو بادشاہ اپنی عظمت اور
توقیر تصور کرتا ہے کبھی یہ نہین کہتا کہ اُسکو کیون سلام کیا اور کیون ہدیہ بھیجا اور کیون اُسکے پاس
گئے تمنے اُسکو میرے برابر کر دیا بلکہ جو چیز اُسکے ساتھ منسوب ہو اُسکی تعظیم داخل اُسکی تعظیم کے ہے
جیسا مشہور ہے کہ مجنون سگ کوچہ لیلی کی کیسی عظمت کرتا تھا بسبب لیلی کے کہ اُسکی گلی کا رہنے
والا ہے اب دیکھیے آدمی کو اپنی اولاد اور بیویون سے کہ فقط محبت طبعی ہے کسقدر کھلانے پہنانے مین
ایثار کرتا ہے کہ اچھا کپڑا اور میوہ اور کھانا بے اُنکے کھلائے پہنائے نہین کھاتا پہنتا ہے اور اگر موجود

نہین ہوتے انتظار کرتا ہے یا رکھ چھوڑتا ہے یا بسبیل ڈاک بھجواتا ہے اسیطرح بعض دوستون
سے بھی حال ہوتا ہے اور اسیطرح بعض امراء سے کہ محبت دنیا فقط نوکری یا سعی کی ہوتی ہے
کسقدر حاضر باشی اور سلام اور بھیجنا تحائف کا اور اطاعت اُنکی کرتا ہی پس محبت اور اطاعت انبیا اور اولیا اور
اور اہل بیت کہ باعث دخول جنت اور سعادت ابدی اور موجب حشر کا ہے اُنکے ساتھ جیسا کہ بخاری
اور مسلم مین ہے المرء مع من احب اور جب کہا ایک آدمی نے کہ مین اللہ و رسول کو دوست رکھتا
ہون تو فرمایا آنحضرت صلعم نے انت مع من احب اور مسلم مین ہے کہ این المتحابون بجلالی الیوم
اظلهم فی ظلی کہ کہان ہین دوستی رکھنے والے آپسمین بسبب میری بزرگی کے آجکے دن تو کہ جگہ
دون مین اُنکو اپنے سایہ مین کسطرح چھوڑنی چاہیئے اور بعض نادان کہتے ہین کہ محبت غیر خدا شرک
ہے پس اول تو محبت انبیا اور صلحا واسطے خدا ہی کے ہوتی ہے نہ واسطے مال اور رشتہ داری کے
اور یہ قول اُنکا رد ہے حدیث صحیح سے کہ فرمایا ہے آنحضرت صلعم نے لانی لا رجو لامتی فی حبهم
لابی بکر و عمر ما ارجو لهم فی قول لا اله الا الله اور حدیث ہے کہ حب ابی بکر و عمر ایمان و
بغضهما کفر اور جب محبت اور تعظیم اور اتباع انبیا اور صلحا جزو ایمان اور باعث حشر کا ہے اُنکے ساتھ
تو لازم ہے ہر مسلمان کو کہ پیدا کرے محبت اُن لوگون کی اور زیادہ بڑھاوے اُسکو اور قطع نکرے
اور طریقہ ازدیاد محبت کا حدیث شریف مین ہے تھادوا تحابوا یعنی ہدیہ اور تحائف بھیجو اور محبت
پیدا کرو اور جب اموات سے ظاہر مین یہ عمل نہین ہوسکتا ہے کہ اُنکو مین تحائف اور اموال سے نفع پہونچے
جیسا تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ چون مردہ ہا بعد از مفارقت اینجہان قابل انتفاع بعین المال نماندہ
اند طریق نفع رسانیدن بآنہا در شرع چنین قرار یافت کہ ثواب اموال را کہ مستحقان میرسانند
بآنہا عائد سازند - پس ثواب اُسکا اللہ دیکر اُنکو پہونچانا ممکن ہے - اور حدیثون مین پہونچنا ثواب ہر عمل
نیک کا ثابت ہے جسکی طرف سے کرے اُسکو پہونچتا ہے اور اُسی کو عرف ہندوستان مین نذر
اور نیاز بزرگون کی کہتے ہین اگرچہ اصطلاح شرع مین نذر بمعنی ایجاب غیر واجب تقربا الی اللہ ہے
جیسے کہ مولوی رفیع الدین صاحب مرحوم نے رسالہ نذور مزارات مین لکھا ہے کہ جو کچھ بزرگون کے سامنے
لیجاتے ہین اُسکو عرف مین نذر اور نیاز کہتے ہین اور نذر لغت مین بمعنی عہد اور پیمان کے ہے
پس نذر اولیا کے معنی اقرار اور پیمان کے اولیا سے ہوئے کہ اسقدر ثواب یا اس چیز کا ثواب اسطرح اُنکو

پہونچائینگے اور کچھ کہنے اس لفظ مشترک سے حرمت وغیرہ لازم نہین آتی کہ صبا نا بجائے سلمنا شاہد اسکا موجود ہے اور یہ طریقہ علما اور مشائخین سلف نے واسطے پیدا کرنے محبت صلحا اور بڑھانے محبت کے ساتھ صلحا کے تاکہ حشر انکے ساتھ ہو اور اگر وہ دعا کرین تو باعث مغفرت اور تسکین ہو دونو جہان مین بحکم اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّهُمْ اور پہونچانے نفع کے فقرا مسلمین کو طعام وغیرہ سے اور حاصل کرنے منفعت کے اُنسے مقرر کیا ہے اور برکات اس عمل کی بہت ہوتی ہین کہ نفع ہے سب طرح سے زندون کو اور مُردون کو ثواب اور طعام اور دعا سے اور زیادہ ہوتی ہے عظمت اور محبت خدا کی بسبب محبت اور تکریم انبیاء اور صلحا کے اور توقع مضبوط ہوتی ہے حشر کی اُنکے ساتھ پس جب دیکھا شیطان نے اُسکو ایسا عمل خیر کہ سب طرح مفید ہے اور وہ دشمن قدیمی بنی آدم ہے پس ڈالے اُسمین وسوسے طرح طرح سے - اول یہ کہ اس عمل کو شرک قرار دیا حالانکہ ایمان اور شرک نام اعتقاد کا ہے کوئی فعل بے اعتقاد اور نیت کے شرک نہین ہوتا ہے اہل سنت کے ہان جیسے کہ آگے بیان ہوگا - دوسرا لفظ نذر مین کہ مشترک ہے (معنی عرفی اور اصطلاحی ہین) وسوسہ ڈالا کہ نذر لغیر اللہ حرام ہے اور نہین دیکھتے قرآن مین کہ لفظ ضلالت کا شرع مین گمراہی کفر پر بولا گیا ہے جیسے کہ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا اور مثل اسکے بہت جگہ ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسبت کہا ہے اِنَّكَ لَفِىْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ اور یہان گمراہی کفر مراد نہین ہے اور ایسا ہی لفظ سید ہے کہ خدا تعالیٰ کو کہتے ہین حدیث ہے السید ھو اللہ اور سید القوم سردار کو بھی کہتے ہین اور اسیطرح لفظ صلاۃ کے معنی صلاۃ الناس نماز اور نیاز کے ہین اور صلاۃ اللہ معنی رحمت خدا ہے اسیطرح نذر کے شرعی معنی نذر اولیا مین مراد نہین ہین اور بعض کے دلمین اسطرح وسوسہ آیا کہ نذر اور نیاز بزرگون کی لوگ یہ جانکر کرتے ہین کہ انکو ادراک اور شعور ہے اور قدرت و تصرف رکھتے ہین مثل زندون کے نفع و نقصان پہونچانے مین اور یہ شرک ہے - اول تو ایصال ثواب واسطے نفع رسانی کے ہے شرع مین اموات کو اور نفع بے ادراک و شعور ممکن نہین اور زندے اور مردے غیر خدا ہونے مین برابر ہین جب زندون کو ہدیہ اور تحفہ نذر کرنا شرک نہین بامید نفع و نقصان کے تو مردون کو شرک کہان سے ہوا اور مردہ یعنی بے ادراک اور شعور کے جسم ہے روح کو فنا نہین عذاب قبر کہ منکر اُسکا ملحد ہے عین دلیل ادراک و شعور ہے واسطے مردون کے ورنہ

عذاب کسپر ہوا اور روح مثل فرشتون کے ہے جیسے حدیث ابن ماجہ مین فرمایا آنحضرت صلعم نے۔
ان ارواح المؤمنین فی طیر خضر اور حضرت جعفر کے لئے فرمایا ہے یطیر مع الملائکۃ اور حضرت جبرئیل
کو روح القدس اور روح الامین کہتے ہین اور ملائکہ قدرت افعال پر رکھتے ہین زندہ آدمیون سے زیادہ
ویسے ہی روح کو قدرت افعال پر ہے چنانچہ بیان اسکا مع دلائل اور اقوال ایمۂ سلف آویگا
آیندہ اِس رسالہ مین آور بعض کو یہ وسوسہ ہوا کہ فاتحہ اور نذر بزرگون مین اسقدر اہتمام ہوتا ہے کہ
دن ناغہ نہو گویا اُسدن کو مثل اوقات نماز کے فرض سمجھتے ہین اس سبب سے یہ معذور ہے پس کچھ تعین
وقت شرع مین حرام اور منع نہین ہے چنانچہ اکثر شادیون مین دن مقرر کرکے اطلاع دیتے ہین اور پھر
اُسدن انکا کمال اہتمام رہتا ہے کہ ناغہ نہو کوئی اس تعین کو منع نہین کرتا اور تعین یوم سوم سبب کتنے فائدون
کے ہے ایک یہ بھی ہے کہ نیک آدمی بہت سے جمع ہون اور ثواب تلاوت اور ذکر زیادہ ہو اور بھی
فائدے ہین اور اہتمام نہ ناغہ ہونے دن سے یہ بات لازم نہین آتی ہے کہ اُسکو رکن یا شرط اس
کام کا سمجھتے ہین چنانچہ بہت نفل اور سنتین ہین کہ اکثر لوگ اُسکا کمال اہتمام رکھتے ہین اور فرض
نہین سمجھتے نہ کوئی فرض کا اہتمام سمجھ کر منع کرتا ہے کہ انکو ناغہ کرو فرض کے ساتھ نہ پڑھو اور وظائف
شبانہ روز کے لیئے حدیثون مین بہت تاکید ہے کہ اپنے وقت پر ادا کرے اگر شب کا وظیفہ ناغہ
ہو دنکو پورا کرے چنانچہ اسکا بیان بھی مشرح آگے آویگا اور بعض کو یہ وسوسہ دل مین آیا کہ زایرین
بوسہ لیتے ہین اور طواف وغیرہ کرتے ہین اور یہ فعل حرام اور شرک ہین پس کہتے ہین ہم کہ کوئی
فعل بے اعتقادِ الوہیت شرک نہین ہے یہ غلطی فہم ہے ہان علمائے سلف کو ان کامون
مین اختلاف ہے بعض مباح کہتے ہین اور بعض مکروہ نہایت کار یہ ہے کہ ان افعال سے منع
کیا جاوے نہ یہ کہ ہدایت ترک فاتحہ کی کیجاوے اگر کوئی شخص نماز اسطرح پڑھے کہ تعدیل
ارکان نہ ہوتی ہو یا کوئی عمل کثیر نماز مین کرتا ہو اُسکو ہدایت کرنا چاہیئے کہ تعدیل ارکان کرے
اور عمل کثیر سے باز رہے کہ اِس سے نماز نہین ہوتی نہ یہ کہ اُسے ہدایت کیجاوے کہ تو ایسی
نماز پڑھنے سے نماز پڑھنا ہی موقوف کر یہ کام اہل ہدایت اور ارشاد کا نہین ہے اور بیان
بوسہ اور طواف کا آگے آویگا غرض شیطان بہرحال دشمن انسان ہے بعضون کو یہانتک
تعظیم انبیا اور اولیا مین گرفتار کیا کہ قائل الوہیت کے ہو کر گمراہ ہوے اور بعضون کو اسقدر

منکر انکی بزرگی اور قرب الٰہی سے کیا کہ درپے اہانت اور تحقیر انکے ہوکر ضلالت مین پڑے -
پس جب آگاہ کرنا امر نیک وبد پر فرض کفایہ تھا لہذا تحقیق معنی شرک وبدعت اور بعض مسائل
متعلقہ اُسکے کہ جنمین فی زمانناان لوگون کو التباس اور اشتباہ پڑا ہے قرآن وحدیث سے
موافق اقوال علماے اہل سنت کے واسطے ہدایت عوام کے لکھے ہین - واللہ یہدی من یشاء الی
صراط مستقیم اول عقائد باطلہ نجدیہ سے یہ ہے کہ افعال اور اعمال کو داخل حقیقت ایمان مثل
تصدیق کے سمجھتے ہین جیسے کہ معتزلہ اور خوارج افعال کو رکن ایمان جانتے ہین اور مذہب جمہور
اہل سنت جماعت یہ ہے کہ رکن ایمان کا تصدیق قلبی ہے اور اقرار شرط اجراے احکام ہے
دنیا مین اور بعض کہتے ہین کہ ایمان عبارت ہے تصدیق اور اقرار سے مگر اقرار محتمل سقوط ہے
جیسے گونگے اور مکرہ مین چنانچہ شرح عقائد نسفی مین ہے ھذا الذی ذکر من ان الایمان
ھو التصدیق والاقرار مذھب بعض العلماء وجمھور المحققین الی انه التصدیق
بالقلب وانما الاقرار شرط لاجراء الاحکام فی الدنیا لان التصدیق بالقلب امر
باطن ولا بد له من علامة فمن صدق بقلبه ولم یقر بلسانه فھو مؤمن عند الله
وان لم یکن مومنا فی احکام الدنیا ومن اقر بلسانه ولم یصدق بقلبه کالمنافق
فھو بالعکس فقط اور ایسا ہی ثابت ہوتا ہے قرآن سے کہ ایمان نام تصدیق قلبی کا ہے نہ اقرار
زبانی کا جیسے فرمایا ہے اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ
یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ یعنی منافق اقرار جھوٹا
کرتے ہین تصدیق قلبی نہین کہ ایمان ثابت ہو پس عمل رکن حقیقت ایمان کا نہین ہے مگر مجازاً
اطلاق ہوتا ہے جیسے بال اور ناخن کہ جزء بدن کہتے ہین اور اُنکے معدوم ہونے سے بدن معدوم
نہین ہوتا ہے پس مرتکب کبیرہ مذہب اہل سنت مین مؤمن ہے اور خوارج کافر جانتے ہین اور
معتزلہ نہ مومن نہ کافر جیسا شرح عقائد نسفی مین ہے والکبیرة لا تخرج المؤمن من الایمان
خلافا للمعتزلة حیث زعموا ان مرتکب الکبیرة لیس بمؤمن ولا کافر وھذا ھو المنزلة
بین المنزلتین بناء علی ان الاعمال عندھم جزء من حقیقة الایمان ولا یدخله فی
الکفر خلافا للخوارج فانھم ذھبوا الی ان مرتکب الکبیرة بل الصغیرة ایضا کافر وانه

لا واسطة بين الایمان والكفر اور معتزلہ ابطال مذہب اہل سنت پر اٹھارہ دلیلیں آیات اور حدیث سے ذکر کرتے ہیں اور اہل سنت اُسکا جواب دیتے ہیں چنانچہ یہ تمام سوال اور جواب شرح مواقف میں موجود ہیں اُسی میں سے یہ آیت ہے وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ اور جواب یہ ہے کہ یہاں ایمان بمعنی لغوی مراد ہے نہ ایمان مصطلح وعن ابن عباس فی تفسیر هذه الآية ان سألتهم من خلق السموات والارض ليقولن الله فذلك ايمانهم وهم يعبدون غيره فذلك شركهم اخرجه البخاري وغيره اور یہ بیان ہے حال مشرکین عرب کا نہ وعدہ آیندہ کے لئے اور تمام آیہ یہ ہے وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ وَكَأَيِّنْ مِنْ آيَةٍ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ۝ اور دوسری آیت یہ ہے وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ اور جواب یہ ہے کہ نہ حکم کرے تمام حکم الٰہی کے موافق یعنی جو کچھ خدا نے نازل کیا ہے کسی پر حکم نہ کرے یا مراد ما انزل اللہ سے توریت ہے بقرینۂ ماقبل پس یہ آیت مخصوص ہے ساتھ یہود کے غرض اکابر اہل سنت نے جواب معتزلہ اور خوارج انواع طرح سے دیا ہے اور کہیں استدلال بمعارض قوی کیا ہے پس جو آیتیں خوارج اور معتزلہ سند پکڑتے ہیں وہی یہ نجدیہ بیان کرتے ہیں اسی سبب سے ہر فعل کو حرام ہو یا مکروہ شرک اور کفر کہتے ہیں اور اکثر افعال پر حکم شرک اور کفر کا کرتے ہیں بے شرط تصدیق مثل خوارج کے کہ ہر مکروہ اور حرام کو کفر کہتے ہیں جیسا کہ شرح مواقف میں ہے فقالت الخوارج كل معصية كفر وقد ابطلناه اور حکم بکفر اہل قبلہ ہرگز جائز نہیں اور نسبت بہ کفر کرنے میں کمال احتیاط لازم ہے جیسا کہ بحر الرائق میں لکھا ہے روی الطحاوی عن اصحابنا لا يخرج الرجل من الايمان الا جحود ما ادخله فيه ثم ما تيقن انه ردة يحكم بها وما يشك انه ردة لا يحكم بها اذ الاسلام الثابت لا يزول بالشك مع ان الاسلام يعلو ولا يعلى اور خلاصہ وغیرہ میں ہے جب ایک مسئلہ میں کئی وجہ تکفیر ہوں اور ایک وجہ مانع تکفیر پس لازم ہے مفتی کو کہ اختیار کرے وجہ منع تکفیر کو بسبب حسن ظن کے ساتھ مسلم کے اور تاتارخانیہ میں ہے کہ نہ تکفیر کیجائے کلام محتمل سے اور قابل پرہیز کے ہے کہ فتویٰ دیا جائے مسلمان ساتھ کفر کے اور ممکن ہو کہ حمل

کیا جائے کلام اُسکا محمل نیک پر یا ہو اُسکی کفر مین اختلاف اگرچہ کوئی روایت ضعیف ہی ہو
اسی سبب سے اکثر الفاظ تکفیر کے ہین کہ نہین فتوا دیا جاتا ساتھ تکفیر کے اُنسے اور فتح القدیر مین ہے
کہ مجتہدین مسلم الثبوت مین حکم کرتے ساتھ تکفیر خوارج کے جو کہ اہل مذاہب تکفیر اکثر کی کرتے ہین
وہ نہین ہے کلام فقہا مجتہدین کا اور نہین اعتبار غیر فقہا کے کلام پر اور ایسا ہی کچھ شرح
مواقف اور در مختار اور اشباہ وغیرہ مین ہے اور ایسا ہی لکھا ہے ملا علی قاری نے شرح فقہ
اکبر مین کہ خوارج کافر کہتے ہین مرتکب ہر گناہ کو اور خاص لوگ اہل کلام اور فقہ اور حدیث
سے نہین تکفیر کرتے ساتھ اعمال کے مگر بیچ عقائد بدعیہ کے نہ بیچ فعل کے پس جو لوگ تکفیر
کرتے ہین ہر متبدع کے پس یہ مذہب قریب ہے مذہب خوارج اور معتزلہ سے اور بڑا عیب
اہل بدعت کا یہ ہے کہ تکفیر کرتا ہے بعض بعض کی اور کمال خوبی اہل سنت جماعت کی ہے
کہ تکفیر نہین کرتے خطا وار کہتے ہین فقط آب ظاہر ہے کہ قول وہابیون کا مثل قول خوارج
اور معتزلہ کے ہے کہ ہر فعل مکروہ اور حرام کو بدعت سے کفر اور شرک کہتے ہین اور کچھ شرط اعتقاد
علیہ بدعت سیئہ اُسمین نہین کرتے اور وہی آیۂ ومایؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون
جو خوارج دلیل پکڑتے ہین یہ بھی سند لاتے ہین غرضکہ فقط افعال اور اعمال معصیت پر
حکم شرک کرنا مذہب خوارج اور معتزلہ ہے بے شرط اعتقاد اور تصدیق کے - آب جاننا چاہیے
کہ ایمان نام ہے تصدیق اُس چیز کا کہ لائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے توحید
اور رسالت اور معاد اور احکام عبادات وغیرہ سے اور توحید جاننا اس امر کا ہے کہ اللہ
تعالیٰ اپنی ذات اور صفات سے ایک ہے کوئی شریک اُسکا نہین ہے نہ الوہیت مین نہ کمال
صفات مین کہ مختص بالوہیت ہین اور وہ کمال ذاتی ہونا ہے صفات کا کہ اُسکو مستقل
بھی کہتے ہین اور عموم ہے کہ اُسکو اطلاق بھی کہتے ہین یعنی جمیع صفات کمال مثل سمع اور بصر
اور کلام اور قدرت اور علم اور حیات اور ارادہ اور حکمت وغیرہ اُسکو ثابت ہین بالذات یعنی
کسیکی دی ہوئی نہین اپنی ذات سے حاصل ہین اور تمام ممکنات مین اُسکی دی ہوئی ہین
جب چاہے لے لے بالاستقلال نہین اور سب صفات اُسکی کامل ہین اس درجہ مین
کہ اُس کمال کو نہایت نہین اور اسی کو عموم اور اطلاق کہتے ہین مثلاً مطلق علم اور عموم علم

یہ ہے کہ علمِ ماضی اور حال اور استقبال اُسکو برابر ہر وقت ازل سے ابد تک عموماً اور مطلقاً حاصل
ہے کہ ازل مین کیا ہوا اور اب کیا ہو رہا ہے اور آیندہ کو کیا ہوگا اور بعد قیامت کیا ہوگا غرض کہ
اُسکے علم کو نہایت نہین کہ کوئی بیان کر سکے اور جو کچھ بیان مین آتا ہے وہ متناہی ہو جاتا ہے
اور اُسکا علم غیر متناہی ہے جو کچھ مشکل سے مشکل معلومات تصور کیجئے اُس سے اُسکا علم بالاتر
ہے یعنی عام اور مطلق ہے اور اسیطرح قدرت کا حال ہے کہ ہر چیز پر اور ہر شخص پر اور ہر کام پر کیسا ہی
مشکل ہو قدرت رکھتا ہے کوئی مرتبہ ایسا نہین کہ وہان اُسکی قدرت کو مقید اور محصور کرین بلکہ
مطلق اور عام ہے جو کام مشکل سے مشکل ذہن مین تصور کیا جائے قدرت اُسکی اُس سے بالا ہے
اگر چاہے مثل ان آسمانون کے اور زمین کے الی غیر النہایۃ پیدا کر سکتا ہے غرض کسی مرتبہ مین نہایت
اُسکی قدرت کو نہین کہ اُس سے زیادہ نہو اور ایسا ہی حال ہے سمع اور بصر کا کہ کوئی چیز کہین
کسیقدر پوشیدہ ہو دیکھتا ہے کوئی مرتبہ پوشیدگی ایسا نہین کہ وہ اُسے نہ دیکھ سکتا ہو اور کوئی
کلام اور آواز کیسی ہی باریک اور خفیہ ہو سبکو سنتا ہے اگر تمام مخلوقات ایک آنِ واحد مین عرض
کرین سب کی عرض جدا جدا سنتا ہے غرض کوئی مرتبہ سماعت اور بصارت مین ایسا نہین کہ
اُس سے آگے اُسکی سمع اور بصر نہو بلکہ جو مرتبہ مشکل سے مشکل سمع اور بصر مین تصور کیجئے اُسکی
سمع اور بصر اُس سے زیادہ ہے ۔ غرض تمام صفات ثبوتیہ اللہ تعالی کی غیر متناہی ہین کمالات
مین کسی مرتبہ مین محصور نہین کہ اُس سے آگے نہ بڑھین اور یہی مراد ہے اطلاق اور عموم صفات
سے کہ کسی مرتبہ مین مقید اور محصور نہین اور یہ کمال مختص بالوہیت ہے کسی مخلوق کی کسی صفت
کو حاصل نہین اور ایسی کوئی صفت عام اور مطلق کسی مخلوق مین جاننی شرک ہے علم ہو یا قدرت
وغیرہ اور پرتو ان صفات خدا کا انسان اور دیگر مخلوقات مین بھی ہے کہ آدمی بھی سنتا اور دیکھتا
اور کلام کرتا ہے اور علم اور قدرت اور ارادہ اور حیاۃ وغیرہ رکھتا ہے جیسا کہ تمام آدمیون مین
مشاہد اور محسوس ہے ایسا کہ کچھ خفا نہین اور شرع سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ صفات حق تعالی
نے انسان کو بھی عطا فرمائین جیسے فرمایا ہے فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۔ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ
الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۔ وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ اور ارادہ مین فرمایا ہے وَمَا تَشَآءُوْنَ
اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ط وَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۔ وَاِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓءَ

یا تمہی اور زندگی مین فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا - وَاضْرِبْ
لَهُمْ مَّثَلَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا اور قدرت کسب فعال جوارح اور انواع افعال پر ثابت ہے قَدْ
خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ اور تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا
قُصُوْرًا - اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ - لِلَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ پس یہ صفات
انسان مین اور دیگر مخلوقات مین بھی مثل جنات اور ملائکہ اور ارواح مجرّدہ کہ مثل فرشتون کے
ہین اور اسی سبب سے فرشتون کو بھی روح کہتے ہین جیسے کہ جبرئیل علیہ السلام کو روح القدس اور
روح الامین کہتے ہین پائی جاتی ہین مثلاً کہتے ہین فلان شخص اندھا بہرا نہین سب کچھ سنتا دیکھتا
ہے یا فلان ہرکارہ بیس۲۰ کوس چلنے کی قدرت رکھتا ہے یا فلان پہلوان اگر ارادہ کرے پانچ من
بوجھ اُٹھا سکتا ہے اور یہ قدرت افعال فرشتون مین بنی آدم سے زیادہ معلوم ہوتی ہے
شریعت سے - جیسے جیسے حضرت جبرئیل ع سے ہلاک ہونا بعض بستی کفار کا حدیث مین آیا ہے
اور اشدّ قتال کرنا جبرئیل اور میکائیل ع کا بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور
بعض حدیثون مین مع اسلحہ بھی وارد ہے یا جیسے قرآن مین ہے اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ
اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یعنی ثابت رکھو اے فرشتو مسلمانون کو مقابلہ کفار مین
یا کہنا حضرت جبرئیل ع کا مریم ع سے لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا اور اسیطرح بولتے ہین فلان شخص
اپنا نفع وضرر خوب جانتا ہے اور امام اعظم فقہ مین بڑے عالم ہین اور کلام اور علم فرشتون کو
بھی ثابت ہے جیسے حضرت آدم ع کے باب مین کہا قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ
یَسْفِكُ الدِّمَآءَ اور ہونا علم لوح محفوظ کا حضرت اسرافیل ع کو احادیث صحیحہ سے ثابت اور
جبرئیل ع سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر باتین پوچھی ہین اور اُنہون نے بتائی ہین پس
یہ صفات بنی آدم سب ایک دوسرے کو ثابت کرتی اور بولتے ہین اور آجتک باہم اسیطرح
گفتگو کرنے کو کسی نے شرک نہین کہا اور نہ منع کیا اسی سبب سے کہ کوئی صفات انسان و غیر مخلوق
کو بالذات اور عام مثل صفات حق تعالی کے نہین جانتا اور اسیطرح بادشاہ کے حکم کو بھی حکم کہتے
ہین اور اُسکے ماتحت لوگون کے فیصلہ کو بھی حکم کہتے ہین کہ فوجدار نے فلان مقدمہ مین یہ حکم
دیا اور دیوان نے یہ حکم لکھا اور تحصیلدار نے یہ حکم کیا اور کمشنر نے یہ حکم جڑھایا اور ہرچند بادشاہ

جانتا ہے مگر کبھی ممانعت نہین کرتا کہ انکے حکم کو حکم نہ کہو میرے حکم کی طرح بلکہ اُسکو اپنا ہی حکم
سمجھتا ہے کہ وہ سب حکومتین پرتو اُسی حکومت کا ہے انکی رونق اور عزت اُسی حکومت کی
رونق ہے اور سب لوگ یہی سمجھتے ہین کوئی حکم تحصیلدار وغیرہ کو برابر مرتبہ مین حکم بادشاہ کے
نہین جانتا اسلئے کہ حکومت بادشاہ اُنکی دی ہوئی نہین ہے بالذات ہے اور حکومت تھانہ اور
تحصیل ناقص ہے کماً وکیفاً اسیطرح صفات ممکنات سب عارضی ہین خدا کے دیے ہوے جب چاہے سلب
کرلے اور صفات الٰہی سب بالذات اور مستقل ہین کسی کی دی ہوئی نہین دوسری صفات ممکنات
سب ناقص متناہی ہین مثلاً سمع اور بصر انسان کی کیسی ہی کامل ہو مگر چیونٹی کے پانو کی آواز
نہین سُن سکتا اور ساتوین زمین کے نیچے جو کچھ ہے نہین دیکھ سکتا ہے - یہی حال قدرت کا
ہے کہ کیسا ہی پہلوان زبردست ہو پہاڑ نہین اُٹھا سکتا نہ زمین کو چیر ڈالنے کی قدرت رکھتا
ہے اور ایسا ہی حال علم کا ہے کہ جو چیز حواس ظاہری اور باطنی سے نہین معلوم ہو سکتی ہرگز نہین
جان سکتا اور اہل علم کامل جانتے ہین کہ کیسا ہی کمال ہو مگر مجہولات اُس علم کے بہ نسبت معلومات
زیادہ ہونگے مثلاً کیسا ہی طبیب ہو ہزارہا چیزون کے خواص مجہول ہونگے اور ہزارا اسباب اور
علامات امراض غیر معلوم اور امام اعظم رحمہ اللہ علیہ نے بہت جگہ لاادری فرمایا ہے غرض صفات انسان
سب محدود ہین ایک حد تک کہ اُس سے زیادہ نہین ہوسکتی ہین اور ایسا ہی حال ملائکہ وغیرہ ممکنات
کا ہے جیسے بھوک پیاس کی کیفیت فرشتون کو نہین معلوم نہ قیام قیامت کا علم ہے - اور اللہ تعالیٰ
کی سب صفات کامل ہین بکمال غیر متناہی یعنی کسی مرتبہ اور کسی حد پر محصور نہین پس ناقص کو برابر
کامل اکمل اور عرضی کو برابر ذاتی مستقل کے کون سمجھتا ہے اگرچہ بولنے مین ایک لفظ دونو جگہ بولا
جاوے پس حق تعالیٰ کو صاحب علم اور صاحب قدرت کہنا یہ معنی ہین کہ اُسکی قدرت اور علم ذاتی
ہین اور کامل حد سے زیادہ اور انسان اور جنات اور ملائکہ اور ارواح کو ذی علم اور قدرت کہنا
یہ معنی ہین کہ انکا علم اور قدرت عرض ہین غیر مستقل اور ناقص بقدر استعداد محصور اور محدود
پس ظاہر ہوا کہ بولنے الفاظ مشترکہ سے بلحاظ تفاوت معنی خدا اور مخلوق مین شرک لازم نہین
آتا جیسے مولوی اسمٰعیل صاحب مرحوم نے بھی تقویۃ الایمان مین لکھا ہے کہ السید ھو اللہ
حدیث ہے سید خدا کو بھی کہتے ہین اور سردار قوم کو بھی بتفاوت معنی پس جیسے صفات الٰہی

تمام انسان باہم ایک دوسرے پر بولتے ہین کوئی شرک نہین کہتا ایسے ہی اطلاق اِن صفات کا ملائکہ اور ارواح اموات پر اُسی معنون مین شرک نہین ہو سکتا کہ باقی رہنا ارواح کا بعد مفارقت شرع سے ثابت ہے اور تمام علما اور صلحا اِسکے قائل ہین چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب اور شیخ عبدالحق صاحب محدث اور ملا علی قاری وغیرہ متقدمین علما نے بخوبی شرح لکھا ہے کہ روح بعد مفارقت بدن بجمیع اوصافہ باقی رہتی ہے بلکہ روح صلحا کو ترقی ہوتی ہے اور شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی مین لکھتے ہین کہ روح کو بُعد مانع ادراک نہین جیسے قوۃ بصر زندون مین ساتوین آسمان کے ستارے دیکھتی ہے چنانچہ یہ سب اقوال علما کے اور محدثین جواس باب مین وارد ہوئی ہین آگے مذکور ہونگی مگر جو کہ زندون مین عارضی اور ناقص ہونا اِن صفات کا محسوس ہر خاص و عام ہے اور ارواح اموات مین عوام کو کچھ معلوم نہین ہوتا تو وہم ہوتا ہے کہ شاید اموات مین ان صفات کو ذاتی اور مستقل اور غیر متناہی مانند صفات الٰہی کے سمجھین اور گرفتار ضلالت ہون لہذا بنظر حفظ ایمان عوام اور دفع توہم کے اطلاق اِن صفات کا روح اموات پر مصلحتاً بہتر نہین ہے واسطے عوام کے نہ کہ اطلاق اِن صفات کا روح پر عموماً شرک ہے بلکہ جیسے زندون مین یہ صفات ہین روح اموات مین بھی ہین اگر شرک ہو تو دونو جگہ برابر ہے اور نہین تو دونون جگہ نہین ہے جیسے زندون مین غیر ذاتی اور ناقص ہین ویسے ہی روح اموات مین اگر کوئی کسی غیر خدا مین یہ صفات ذاتی اور کامل اور غیر متناہی سمجھے شرک ہے زندہ ہو یا مردہ فرشتہ ہو یا جن وغیرہ جو اکثر اس مقام مین دھوکہ تھا لہذا تشریح کی گئی ہے اور ارواح انسانی کو یہ صفات اس دنیا مین بھی بوساطت حواس جسمانی حاصل ہین مثلاً سوتے مین کہ حواس خمسہ معطل ہوتے ہین خواب مین آدمی دیکھتا ہے کسی زندہ یا مردہ کو اور اُسکو پہچانتا ہے کہ فلان شخص ہے اور سبز یا سفید کپڑے مین اور کچھ کہتا ہے اُسسے یا جو کچھ وہ کہتے ہین سنتا ہے اور سمجھتا ہے۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب اور اُنکے والد نے اپنے خواب لکھے ہین اُسمین بیعت کرنا خواب مین اور دریافت کرنا بعض مسائل کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور دیگر اولیا سے ذکر کیا ہے اور افعال بھی روح اموات سے مثل زندون کے ہوتے ہین کہ اولیا سے بتواتر منقول ہین اسلئے کہ مردہ جسم ہے بسبب مفارقت روح کے اور روح باقی ہے شرعاً اور عقلاً جیسے قرآن

مجید مین ہے قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ ٥ اور حدیث مین ہے کہ جب اُٹھاتے ہین جنازہ لوگ پس اگر ہوتا ہے نیک کہتا ہے آگے لیچلو مجھکو اور اگر ہوتا ہے بدکار کہتا ہے افسوس کہان لیچلے مجھکو یسمع صوتھا کل شئ الا الانسان ولو سمع الانسان لصعق اور ابن ماجہ مین ہے کہ کہا محمد بن منکدر نے جابر ابن عبداللہ سے وقت موت اُنکی کے کہ اقرأ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السلام اور ابن ماجہ مین ہے کہ کہا ام بشر نے کعب سے وقت موت اُنکی کے کہ اگر ملاقات ہو فلان سے میرا سلام کہنا اور جب کہا کعب نے کہ ہم حال مین مشغول ہونگے تو کہا ام البشر نے کہ اے کعب کیا نہین سُنا تو نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے ان ارواح المؤمنین فی طیر خضر تعلق بشجرۃ الجنۃ قال بلی قالت فھو ذاک اور روالنازعات کی تفسیر مین صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ ارواح دوستان خدا بعد موت کے مدبرات امر مین داخل ہوتی ہین یہ اُنہین کی قسم ہے غرض بہت آیتین اور حدیثین بقائے ارواح پر دلالت کرتی ہین اور بڑی دلیل ثبوت عذاب قبر ہے کہ منکر اُسکا ملحد ہے مگر اہانت کرنے والے دوستان خدا کے کہ درپردہ اہانت الٰہی کرتے ہین اُنکا بیچہا نہین دیکھتے ہین نہ اقوال علمائے سلف سنتے ہین اب بعض ناداں کہتے ہین کہ خدا دور و نزدیک سے برابر سنتا ہے اور دیکھتا ہے ایسا کسیکو سمجھنا شرک ہے وہ لوگ غافل ہین معرفت الٰہی سے اور جاہل آیات قرآن سے اسلئے کہ خدا تعالی جسم نہین کہ بظاہر دور و نزدیک کسی سے ہو دور اور نزدیک ہونا اشیا سے اسطرحپر خاصہ جسم کا ہے حق تعالی سے قرب اور بُعد باعتبار مرتبہ کے ہے نہ بحسب ظاہر اور آیۃ قرآن شریف کہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ اور اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ سے حق تعالی کو ہر بشر کے ساتھ کمال قرب ہے اور ہر چیز کے ساتھ احاطہ بُعد کسی بشر اور کسی شئے سے نہین ہے پھر دور خدا کو کہنا اور نزدیک کہنا جسم ثابت کرنا ہے یا انکار کرنا ہے آیۃ نحن اقرب الیہ سے اور یہ دونو باتین کفر مین قائل اس کلام کا پہلے اپنی جہالت کفر سے توبہ کرے پھر اورون کو ہدایت کا مضائقہ نہین۔ اور جاننا چاہئے کہ بعض آدمی ایسے تیز سماعت اور بصارت ہوتے ہین کہ سو دو سو قدم کے فاصلہ سے بات سُن لیتے ہین اور کتنی دور سے کسیکو آتے دیکھین پہچان لیتے ہین کہ فلانا شخص ہے اور بعض کی سماعت اور بصارت ایسی نہین ہوتی کہ دور کی بات سنین یا دور کے آدمی کو پہچانین پس پہلے آدمی کو کہتے ہین کہ یہ دور اور

نزدیک سے برابر سنتا دیکھتا ہے اور دوسرے کو کہتے ہین کہ یہ پاس سے سنتا دیکھتا ہے دور سے نہین
سنتا دیکھتا اور قائل اس کلام کا مشرک نہین اور اگر کہین کہ یہ کچھ بُعد نہین مراد بُعد آسمان و
زمین ہے تو بہت حدیثون مین آیا ہے کہ بنی آدم کے حال سے فرشتے مطلع ہوتے ہین جیسے
حدیث بخاری اور مسلم مین ہے کہ جب طلب کرتا ہے شوہر اپنی بیوی کو بستر پر اور وہ انکار کرتی
ہے پس وہ ہوتا ہے غصہ مین پس لعنت کرتے ہین اُس عورت پر فرشتے صبح تک اور ترمذی اور
ابن ماجہ مین ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ نہین تکلیف دیتی کوئی عورت اپنے خاوند کو دُنیا
مین مگر کہتی ہے بیوی اُسکی حورون سے کہ نہ اذیت دے اُسکو لعنت کرے تجھکو خدا یہ مہمان ہے
تیرے پاس عنقریب آویگا ہماری طرف - پس یہان سے صاف ظاہر ہے کہ فرشتے مطلع ہوتے
ہین احوال بنی آدم پر جیسا کہ علما نے استدلال کیا ہے ان حدیثون سے اور مثل اسکے بہت
حدیثین ہین کہ اُنسے اطلاع فرشتون کی احوال بنی آدم پر معلوم ہوتی ہے - اب چاہئے کہ اور
کوئی حد بُعد مقرر کرین کہ حق تعالیٰ اسقدر دور سے سنتا دیکھتا اور مطلع ہوتا ہے اور سوا اُسکے کوئی
اِسقدر دور سے مطلع نہین ہوتا اور ثابت کرین اُس بُعد کو شرع سے جیسے ثابت ہے قرب
نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ سے اور اسیطرح بعض جہلا کہتے ہین کہ زندہ کرنا موتی کا
اور اچھا کرنا مریض کا اور خبر غیب کی دینا خاصہ خدا کا ہے دوسرے کسی مین یہ صفتین سمجھنی
شرک ہے - اور نہین دیکھتے حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کہ کہا ہے وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ
وَاُحْيِي الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۚ
اور نہین دیکھتے حال جناب خاتم المرسلین کا کہ واقعۂ بدر مین ہاتھ رکھ رکھ زمین پر فرمایا کہ فلان
شخص اس جگہ مریگا اور فلان اس جگہ اور ایسا ہی وقوع مین آیا اور جنکو شہید فرمایا وہ شہید ہوکر
مرے اور درباب خلافت کے جو مدت فرمائی تھی وہی ظہور مین آئی اور علامات قیامت مین کیسی
خبرین آیندہ کی دی ہین اور جو خبرین دی ہین ایسی ہی واقع ہوئین اور باقی ہونگی اور جنگ خیبر مین جناب
ولایت مآب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو واسطے عَلم دینے کے بُلایا تو آنکی آنکھین دُکھتی
تھین پھر فوراً اچھی ہوگئین آپکی برکت سے اور اسیطرح خبر دی یہود کو نام باپون اُنکے سے
خیبر مین اور سلمۃ ابن الاکوع کی پنڈلی مین جب ضرب آئی ایسی کہ لوگون نے جانا کہ مرگیا پھر چھونکا

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ اُسیوقت اچھا ہوگیا جیسا کہ بخاری مین ہے اور غزوہ
مُوتہ مین خبر دی آپنے موت زید اور جعفر اور ابن رواحہ کی پہلے آنے خبر شہادت اُنکی سے اور
خندق کھودنے مین عمار سے فرمایا تقتلك الفئة الباغية اور جب عبد اللہ بن عتیک پھر
ابو رافع یہودی کو قتل کرکے اور ٹوٹ گئی ٹانگ اُنکی اور عمامہ سے باندھکر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آئے اور بیان کیا پس آپنے ہاتھ پھیرا فوراً اچھے ہوگئے بخاری مین موجود
ہے اور اسیطرح سُننا اور معلوم کرنا عذاب قبر کا آنحضرت صلعم سے مروی ہے غرض صدہا باتین
اِس قسم کی احادیث مین ہینگی مگر جنکے دلون مین اہانت انبیاء اور اولیاء اللہ ہے وہ ایسی
حدیثین نہین سُنتے دیکھتے اور ناحق لوگون کو مشرک بناتے ہین اور اس بہانہ سے عوام کے دلون
مین سے محبت اور عظمت اُنکی جو دلیل ایمان ہے کھوتے ہین اگر یہ کہین کہ یہ مخصوص انبیا سے
ہے تو دیکھین کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل حدیث موجود ہے اور کرامات صلحائے مومنین
برحق ہے منکر اُسکا کافر جیسا کہ کتب عقائد مین لکھا ہے اور حدیث سے ثابت ہے بلکہ استدراجا
کفار سے بھی ہوتا ہے جیسے دجال سے زندہ کرنا مردونکا اور مثل اسکے بہت باتین حدیثون مین
مذکور ہین پس قدرت اِن کامون کی مخلوق کو بھی ثابت ہے اور ورا اسکے اور طرح طرح کی
قدرت مخلوق کو ثابت ہے جیسے اُٹھانا گائے کا تمام زمین کو سینگ پر یا ایک فرشتہ کا ہاتھون
پر حدیث مین وارد ہے اور قبض ارواح کرنا عزرائیل علیہ السلام کا ہزارہا بنی آدم سے ہر روز
اور رزق پہونچانا میکائیل علیہ السلام کا اور ہونا علم لوح محفوظ کا اسرافیل علیہ السلام کو
احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور ہلاک کرنا صیحہ سے بعض فرشتونکا بعض شہر کفار کو اور
اسیطرح انواع تاثیرات اشیا کی جیسے جلانا آگ کا اور تبرید پانی کی اور تاثیر اشیاء سمی اور
فادزہر کی شبانہ روز محسوس اور مشاہد ہین اگر کہین کہ یہ باتین تمام مخلوق اور ممکنات کو
حق تعالی کی دی ہوئی ہین اُنکو اپنی ذات سے حاصل نہین جب چاہے لیلے تو بیشک
یہ بات درست ہے مگر یہ سمجھنا تمہارا مسلمانون کی نسبت کہ یہ اِن صفات کو مخلوق مین
بالذات سمجھتے ہین بن کہے اُنکے کیونکر معلوم ہوا اگر وحی ہے تو جھوٹ ہے کہ نبوت ختم ہوچکی
اور اگر گمان ہے تو ظن المومنین خیرا چاہئے اور اگر قیاس ہے تو غلط ہے اسلئے کہ مسلمان

سب کو مخلوق اور محتاج حق تعالی سمجھتے ہین اور جب خود ہر شئے کو بنفسہ مخلوق سمجھا تو اُسکی
صفات کو کسطرح غیر مخلوق اور بالذات سمجھین گے بلکہ اگر کوئی کسی ملازم بادشاہ مثل تھانہ دار
یا تحصیلدار یا فوجدار وغیرہ کے انتظام اور حکومت کی تعریف کرے کہ اُسکا حکم مثل نادر کے
ہے اور عدل مثل نوشیروان کے اور انتظام اور سیاست اس درجہ مین کہ اُس سے زیادہ
کوئی نہین کرسکتا ہے پس وہ بادشاہ اُسکی تعریف سنکر خوش ہوتا ہے کہ فی الحقیقت تعریف
اُس بادشاہ کی ہے اِسلیئے کہ وہ حکومت اُسیکی دی ہوئی ہے ایک شعبہ ہے اُسکی حکومت
سے اِس تعریف کو کوئی شرکت نہین کہتا ہے نہ تعریف کرنیوالا شرکت سمجھتا ہے بلکہ اُسکی
حکومت کی تعریف کو تعریف حکومت بادشاہ سمجھتے ہین اسلئے کہ حکومت تھانہ دار وغیرہ
اُسکی دی ہوئی ہے اور قلیل ہے برابر حکومت بادشاہ کے کیونکر ہوسکتی ہے کبھو کسیکے خیال
اور وہم مین بھی شرکت نہین آتی ہر چند کہ جو سیاست وغیرہ حکومت ہر بادشاہ مین ہے وہ
حکومت تھانہ دار وغیرہ مین بھی ہوتی ہے مگر کوئی تھانہ دار کو برابر بادشاہ کے نہین جانتا
اور اگر کوئی یہ سمجھے کہ اسنے حکومت تھانہ اور تحصیل کو برابر حکومت بادشاہ کے کردیا تو وہ شخص
نادان ہے اپنی بیوقوفی کا علاج کرے کہ غلط سمجھا نہ کہ اسطرح تعریف کرنیکو منع کرے بلکہ وہ
حکومت سلطانی کو نہین سمجھا کہ کیا چیز ہے اور کس عظمت کے ساتھ ہے اور حکومت تھانہ کیا
ہے اگرچہ حکومت دونون کو برابر کہتے ہین جیسے حرارت آفتاب اور حرارت چراغ دونو کو حرارت
کہتے ہین مگر حرارت چراغ کو کیا نسبت عظمت حرارت آفتاب سے پس جو لوگ کہ اس قسم کی
ہر ایک بات کو شرک کہتے ہین وہ عظمت اور قدرت صفات الہی کو نہین جانتے کہ کس مرتبہ
مین ہے اور کیا چیز ہے اگر جانتے تو کبھی صفات محدودہ اور محصورہ غیر مستقلہ مین شرکت نہ کہتے
ان لوگون کو چاہیئے کہ معرفت صفات الہی پیدا کرین جب خود بھی صاحب ایمان ہونگے اور
دوسرونکو بھی شرک سے بچائینگے اور جب تک کہ خود ہی عظمت اور مرتبہ صفات الہی نہین
جانتے تو اورونکو کیا ہدایت کرینگے اب اکثر صفات الہی سوائے الوہیت کے اُسکی مخلوق
مین بھی اُسی کی دی ہوئی پائی جاتی ہین مگر وہ فقط مشارکت اسمی ہے جیسے حکومت تھانہ
اور حکومت شاہی حکومت تھانہ کیسی ہی عالی مرتبہ دار وگیر مین ہو حکومت شاہی سے

کیا نسبت اور مبالغہ سیاست حکومت تھانہ مین عین تعریف حکومت شاہی ہے نہ شرکت بلکہ
سب تابعین حکومت سلطانی کی حکومت مین مبالغہ کرنا اور اطاعت کرنی اور عظمت بیان
کرنی ظاہر کرنا عظمت حکومت شاہی ہے نہ شرکت اور تحقیر اور اہانت کرنی اُنکی اور عدم اطاعت
دلیل صریح ہے توہین حکومت شاہی کی اسی سبب سے جو کوئی تعظیم اور تکریم گورنر کی اور اُسکی اطاعت
نہین کرتا باغی تصور کیا جاتا ہے اور جو کوئی تعظیم گورنر کی کرتا ہے بسلام اور نذرانہ اور تعمیل
حکم وہ مقربین اور مخلصین اُس دولت سے ہوتا ہے پس سمع و بصر و علم اور کلام اور حیاۃ اور
ارادہ وغیرہ انسان اور فرشتون اور ارواحون مین کہ وہ بھی مثل فرشتون کے مجردات سے
ہین موجود ہین اگرچہ ذاتی اور عام نہین پس اگر کسی کی نسبت اموات سے اِن صفات کو مثل
زندون کے جانے تو شرک نہین ہو سکتا اسلئے کہ روح کو شرع مین فنا اور موت نہین۔ فانی
اور مردہ جسم ہے بسبب جدا ہونے تعلق روح کے اس جسم سے اور روح باقی ہے۔

اب چند افعال کہ نجدیہ اُنکو شرک کہتے ہین بلا شرط کے اُنکا حال لکھا جاتا ہے کہ مجتہدین
اور معتمدین علمائے سنت کے نزدیک اُنکا کیا حکم ہے **اول** سجدہ ہے کہ جسکو غیر خدا کے
واسطے عموماً شرک کہتے ہین اور یہ بھی کہتے ہین کہ شرک سے ممانعت اور توحید کا حکم سب شریعتوں
مین حضرت آدم کے وقت سے برابر ہے اور آیہ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ
اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝ سے بخوبی ثابت ہے کہ ہمیشہ توحید سب نبی بیان
کرتے رہے ہین اور فرشتون نے حضرت آدم کو اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف
کو سجدہ کیا اگر مطلقاً سجدہ شرک ہوتا تو فرشتے اور نبی مشرک ہوتے جو معصوم ہین شرعاً پس مطلقاً
شرک ہونا سجدہ کا یہ دعوی اُنکا غلط ہے جیسا کہ تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ پیشانی بر زمین نہادن
بدو طور واقع می شود یکے برائے اداے حق عبودیت باشد و این قسم در جمیع ادیان و ملل برائے
غیر خدا حرام و ممنوع است و ہیچگاہ جائز نشدہ زیراکہ از محرمات عقلیہ ست و محرمات
عقلیہ بہ تبدل ادیان و ملل متبدل نمی شوند و دلیلش آنکہ این تعظیم مشعر بغایت تذلل است
و غایت تذلل برائے کسے سزاوار کہ در غایت عظمت باشد و غایت عظمت آنست کہ ذاتی
باشد و عظمت ذاتی خاص بحضرت حق است در ہیچ مخلوق یافتہ نمی شود دوم آنکہ برائے تکریم

وتحیہ باشد مانند سلام وسر خم کردن و ہمعنی باختلاف رسوم وعادات وتبدل ازمنہ متبدل میشود
گا ہے جائز وگا ہے حرام در امتہائے سابقہ جائز بود چنانچہ در قصۂ یوسف وخروا لہ سجدا واقع
وو در شریعت ما انیہم مابین مخلوقات حرام وممنوع وسجود فرشتگان برائے حضرت آدم ہمین
طریق بود فقط۔ اور فتاوائے منیہ مین لکھا ہے کہ سجدہ بوجہ تکریم پانچ جگہ جائز ہے رعیت بادشاہ
کو بیٹا باپ کو مرید شیخ کو قوم نبی کو اور فتاویٰ سراجی اور فتاویٰ خانی مین لکھا ہے اذا سجد
الانسان سجدۃ التحیۃ لا یکفر واذا سجد الرجل لسلطان وکان قصدہ التعظیم و
التحیۃ دون الصلوٰۃ لا یکفر اور فتاوا کافی مین ہے کہ کہا صدر شہید نے من سجد لغیر اللہ
وبریدبہ التحیۃ دون العبادۃ لا یکفر پس سجدہ کہ بہ نیت عبادت ہو تحیہ ہو کسی غیر کے
واسطے کفر نہین باتفاق علما کے اور حرمت اور جواز مین بھی علما مختلف ہین پس اور افعال
بے نیت اور عقیدہ کے کیونکر شرک ہو سکتے ہین یہ غلط فہمی اور غلط بیانی وہابی مشربونکی ہے کہ
مثل خوارج فعل پر حکم کرتے ہین اور وہ بھی برخلاف تمام علمائے سلف کے۔ اور ایسا ہی مطلقاً طواف
غیر کعبہ کو کوئی شرک کہتا ہے کوئی حرام کہتا ہے حالانکہ خصوصیت اعمال مین جائز لکھا ہے جیسا
کہ انتباہ فی سلاسل اولیا مین لکھا ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے کہ چون بمقبرہ در آید دوگانہ بروح
آن بزرگوار ادا کند اگر سورۂ فتح یاد باشد در اول رکعت بخواند ودر دوم اخلاص والا در ہر رکعت سورۂ
اخلاص پنجبار بخواند بعدہ قبلہ را پشت دادہ بنشیند ویکبار آیۃ الکرسی وبعض سور تہا بخواند وختم کند و
تکبیر گوید بعدہ ہفت کرت طواف کند ودران تکبیر بخواند وآغاز از راست بکند بعدہ طرف پایان رخسارہ
نہد وبیاید نزدیک روئے میت بنشیند وبگوید یارب بست ویکبار بعدہ اول طرف شمال بگوید یا
روح و در دل ضرب کند یا روح الروح تا وا سکہ انشراح یابد این بکند کشف قبور وارواح اوراحاصل آید و
اسیطرح اگر کوئی بطور ریاضت کے کسی چیز کے گرد گھومے جیسے پہلوان کرتے ہین تو سب مباح
کہتے ہین اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ فعل بلا اور شرک بے اعتقاد الوہیت نہین ہے۔ اور اسیطرح
کہتے ہین کہ وقت تکلیف کے غیر خدا کسیکو یاد کرنا شرک ہے اور نہین دیکھتے اس حدیث کو کہ حصن
حصین مین موجود ہے اذا خدرت رجلہ فلیذکر احب الناس الیہ اسی جگہ سے لوگ نام
لیتے ہین امیر المؤمنین علی مرتضی رض کا یا جناب سید الشہدا امام حسین رض کا جسوقت پانو پھسلے یا گرنے

جو مثل انسان ... ایسا ہی کرنا ... نہین ہوتا ہے
جو مثل انسان بادشاہ کو سجدہ ... تعظیم اور تحیہ ہو ... نہین ہوتا ہے

لگتین اور جو کوئی سجدہ نادان کرنے لگتا ہے تو متولی اُسکے اسی طرح کہتے ہین اس سبب سے کہ دوستی اہل بیت
کا حکم ہے قرآن مین قُل لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى اور حدیثون مین کمال
تاکید محبت اہل بیت کی ہے اور مثل کشتی نوح فرمایا ہے اور خصوصًا محبت امیر المومنین علی مرتضی کرم
اللہ وجہہ اور جناب حسنین رضی اللہ عنہما مین زیادہ تاکید ہے جیسے کہ آغاز کتاب مین مذکور ہو چکا پس جب
ہر مسلمان کو لازم اور شعار ایمان اُنکی محبت تھی اور حکم ہوا کہ کرتے وقت نام لے احب الناس کا اور
مسلمانون کو اہل بیت نبوی سے زیادہ کوئی دوست نہین اس سبب سے بموجب حدیث لوگ نام
ان حضرات کا لیتے تھے مگر وہابیہ کہ دشمن صلحا اور اہل بیت ہین اور اہانت ان حضرات کی
مذہب انکا ہے اس کام نیک کو بہانہ شرک منع کیا اور نہ دیکھا کہ جب پیغمبر خدا نے حکم فرمایا ذکر
احب الناس کا پھر شرک کیونکر رہا اسلئے کہ نبی شرک سے مانع ہین نہ یہ کہ حکم کرین واسطے شرک
کے مگر جب کسی کو خدا گمراہ کرتا ہے تو عقل سلب کر لیتا ہے عیاذًا باللہ من ذلک یا یہ کہ وہابیت
ایک شریعت جدید ہے اس شریعت وہابیہ مین شرک ہے نہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا السلام مین
اور اسیطرح بوسہ غیر حجر اسود کو کوئی چیز ہو قبر ہو یا آستانہ کسی بزرگ کا یا ہاتھ یا پانو وغیرہ کوئی
شرک کہتا ہے اور کوئی مکروہ بیان کرتا ہے اور تفسیر آیۂ کُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ مین شاہ عبد العزیز
صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی نے کھڑے ہو کر عکرمہ کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور بغل مین
لیا اور برابر اپنے بیٹھایا جب اُنہون نے ناجی ہونا ساکتین کا اصحاب سبت سے بحسب قاعدۂ
شرع بیان کیا اور تفسیر آیۂ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ مین لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی نے
عبد اللہ بن سلام کو آفرین کی اور پیشانی پر بوسہ دیا جب اُنہون نے کہا کہ مین رسالت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو اپنے فرزند سے زیادہ جانتا ہون گو اُسکی فرزندی کا مجھے اقرار ہے مگر احتمال ہے کہ اُسکی
مان نے کسی اور کا نطفہ لیکر یا کسی اور کا ولد لیکر میرے ساتھ منسوب کیا ہو اور انکی رسالت مین کچھ
شک نہین ہے۔ اور ابو داؤد مین روایت ہے زارع سے کہ جب آئے ہم مدینہ مین پس جلدی
کی سواری سے اترنے مین فقبّل ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجلہ اور روایت ہے
عائشہ رض سے کہ نہین دیکھا مین نے کسیکو اشبہ وقار اور خلق مین ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے فاطمہ
زہرا رض سے کانت اذا دخل علیہا قامت الیہ فاخذت بیدہ فقبلہ واجلستہ فی مجلسہا

اور ترمذی مین حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ زید ابن حارث جب آئے مدینہ مین تو آئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور دروازہ کھٹکھٹایا فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عریانا یجر
ثوبه فاعتنقه وقبله اور ترمذی اور ابن ماجہ مین ہے حضرت عائشہ رضہ سے ان ابا بکر قبل
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو میت اور روایت ہے ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ مین حضرت
عائشہ رضہ سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل عثمان ابن مظعون وھو میت و
ھو یبکی حتی سال دموع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی وجه عثمان اور بوسہ لینا صبیان کا
آنحضرت صلعم سے مروی ہے صحاح مین - اور شاہ عبدالعزیز صاحب اپنے باپ کی قبر اور حضرت خواجہ
باقی باللہ صاحب قدس سرہ کی قبر اور مزار حضرت محبوب الٰہی سلطان نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ
العزیز کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی حالت زندگی مین قابل قدمبوسی کے ہے بعد مرنے کے
اسکی قبر کو بوسہ دیتا ہون مین - اور اسیطرح چادر چڑھانی اور شامیانہ اور قبہ کھڑا کرنے کو شرک کہتے
ہین اور بخاری مین ہے رأی ابن عمر فسطاطا علی قبر عبد الرحمن فقال انزعه یا غلام فانما
یظله عمله عینی مین لکھا ہے کہ عبداللہ ابن عمر رضہ اور سعید ابن مسیب رضہ مکروہ جانتے تھے اسکو اور عمر رضہ نے
کھڑا کیا یہی خیمہ اوپر قبر زینب بنت جحش کے اور حضرت عائشہ رضہ نے اوپر قبر اپنے بھائی کے اور محمد ابن
حنفیہ نے اوپر قبر ابن عباس رضہ کے اور فاطمہ رضہ بنت امام حسین رضہ بن علی کرم اللہ وجہہ نے اوپر قبر خاوند
اپنے حسن ابن امام حسن رضی اللہ عنہ کے اور سنن ابی داود مین روایت ہے قاسم ابن محمد سے کہ
اکابر تابعین اور فقہائے سبعہ مدینہ سے ہین قال دخلت علی عائشة رضی اللہ عنہا فقلت یا
اماہ اکشفی لی عن قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبیه فکشفت لی عن ثلثة
قبور لا مشرفة ولا لاطیة مبطوحة ببطحاء العرصة الحمراء اس حدیث سے پوشیدہ رکھنا قبور
متبرکہ کا ظاہر ہے - اور اسیطرح الٹے پانو چلنا بوقت رخصت جسکو شرک کہتے ہین یہ مقتضائے ادب ہے
صلحا کے ساتھ جیسے روایت کیا احمد نے حضرت عائشہ رضہ سے کہ مین بعد دفن ہونے عمر رضہ کے حجرہ
مین بے کپڑا اوڑھے لپیٹے نہین جاتی تھی حیاءً من عمر رضہ اور فقہا نے الٹے پانو چلنے کو لکھا ہے کہ
استحسنها المشائخ - اور اسیطرح اس حدیث من سرہ ان یتمثل له الناس قیاما فلیتبوأ
مقعده من النار سے ہاتھ باندھکر کھڑے ہونے کو غیر خدا کے سامنے شرک اور حرام کہتے ہین اور

یہ حدیث مخالف ہے اُنکے دعوے کی کہ شیخ عبدالحق محدث رح نے ترجمہ مشکوٰۃ مین لکھا ہے کہ
اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مکروہ اور ممنوع دوست رکھنا ہے اسبات کا کہ آدمی خدمت
مین بطریق تعظیم کھڑے رہین اور اگر اسطرح پر نہو کچھ مکروہ نہین چنانچہ فتاویٰ عالمگیری مین بیچ
زیارت قبر نبی صلعم کے لکھا ہے کہ یقف کما یقف فی الصلوٰۃ اور ایسا ہی شیخ عبدالحق رح نے
جذب القلوب مین لکھا ہے اور مطلق قیام واسطے تعظیم علما اور صلحا اور سردارون اور ماباپ کے
ثابت ہے ابو سعید خدری کی حدیث سے کہ صحیح بخاری اور مسلم مین ہے کہ جب نازل ہوئے
بنو قریظہ حکم سعد ابن معاذ پر پس بُلایا آنحضرت صلعم نے سعد ابن معاذ کو اور جب آئے سعد کہ سوار تھے
گدھے پر فرمایا صحابہ سے قوموا الی سیدکم اور کہا نووی نے کہ اس سے معلوم ہوا کہ اہل فضل کی
تعظیم اور توقیر کرے اور کھڑا ہو جاوے وقت آنے اُسکے کے اور حجت پکڑی ہے ساتھ اسکے
جمہور علما نے۔ اور روایت ہے حضرت عائشہ رض سے اِسیطرح کھڑا ہو جانا حضرت فاطمہ زہرا
کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور بوسہ دینا اُنکے ہاتھ کا۔ اور بعض جگہ صحابہ رض کو قیام سے
منع کیا ہے شل عجمیون کے پس حکم اور منع دونون حدیث سے ثابت ہین جیسے پانی پینا
کھڑے ہو کر کہ ممانعت ہے اور پینا دونون ثابت ہین اور رفع یدین اور عدم رفع نماز مین اور
آمین جہر اور خفیہ بھی اور ممانعت چلنے کی ایک جوتی پہنکر اور چلنا بھی اور مانند اسکے بہت کام
مختلف ثابت ہوئے ہین اور یہ وسعت ہے دین مین ایک دوسرے کو طعن کرنا نہین چاہئے
جیسا کہ حجۃ اللہ البالغہ مین ہے نہ یہ کہ بدعت اور کفر ہین۔ اور اسیطرح مجاور بن بیٹھنے کو کسی ولی یا
نبی کے آستانہ پر اور گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنیکو شرک کہتے ہین پس مجاورت مکہ معظمہ
اگرچہ مختلف فیہ ہے کہ بعض شافعیہ مستحب کہتے ہین اور امام ابو حنیفہ اور مالک مکروہ۔ مگر خوبی
مجاورت مدینہ منورہ باحادیث صحیحہ ثابت ہے چنانچہ روایت ہے صحیح مسلم مین ابو ہریرہ رض سے
کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لایصبر علی لاواء المدینۃ وشدتھا احد من امتی
الا کنت لہ شفیعا یوم القیمۃ۔ اور ایسی ہی روایت ہے ابن عمر سے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے
من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت بھا فانی اشفع لمن یموت بھا رواہ احمد و
الترمذی اور ایسی ہی تعظیم حرم مدینہ ثابت ہے حدیثون سے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے۔

انّ ابراهيم حرم مكة واجعلها حراما وانی حرمت المدينة حراما ما بين مَازِمَيها ان لا يهراق دم ولا يحمل فيها سلاح القتال ولا يخبط فيها شجر الا لعلف رواه مسلم۔ اور جب مجاورۂ مدینہ اور اُسکے آداب احادیث صحیح سے ثابت ہے تو صلحا اور علما کہ ورثۂ انبیا ہین انکا حکم بھی اُسی سے ثابت ہے استحساناً۔ اور اسیطرح دور سے سفر کرنا زیارت قبور کو مطلقاً حرام اور شرک کہتے ہین اور سفر زیارت نبی صلعم حدیث اور فقہ سے ثابت ہے۔ فتح القدیر مین ہے، قال مشائخنا هو من افضل المندوبات (وفی مناسك الفارسی وشرح المختار) انه قريبة من الواجب لمن له سعة (واخرج الدارقطنی) من حج وزار قبری بعد موتی كان كمن زارنی فی حیوتی اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہے ومن نذر الزيارة وجبت عليه اور حدیث لا تشد الرحال نسبت بہ مساجد ہے نہ بمشاہد بلکہ زیارتِ قبور سنت ہے اور زیارت قبر والدین اور استاد اور مرشد کہ حکم والدین مین ہین موجب مزید ثواب اور مغفرت ہے ہمیشہ جمعہ کو بموجب حدیث کے کہ روایت ہے محمد بن نعمان سے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے من زار قبر ابویه او احدهما فی كل جمعة غفر له وكتب برا رواه البیهقی فی شعب الایمان اور اس حدیث سے مردود قول اُنکا جو کہتے ہین کہ زیارت قبور محض واسطے یاد کرنے موت کے ہے اور استغفار میت کے اور کچھ فائدہ زیارت کرنے والے کو نہین ہے اور اسیطرح مراد مانگنے کو مزارِ صلحا پر مطلقاً شرک کہتے ہین پس دعا زیارت کرنیوالے کے واسطے اپنی اور میت کی شرع مین ماثور ہے اور اگر کہے کہ آلٰہی بحرمت اِس نبی اور ولی کے حاجت میری روا کر یا اسطرح سے کہ یا رسول اللہ اور یا ولی اللہ جناب آلٰہی مین دعا کرو کہ حاجت میری برآوے درست ہے باتفاق اور اقوال ائمہ دین سے بخوبی ثابت ہے جیسا لکھا ہے شیخ عبدالحق محدث اور مولوی رفیع الدین صاحب نے چنانچہ آگے وہ عبارتین نقل ہونگی اور خصوصیت دعا کی بمشاہد متبرکہ یہ ہے کہ وہ محل نزول رحمت ہے وہان امید قبولیت دعا زیادہ ہے اور افادہ اور استفادہ موجود ہے جیسا کہ تفسیر عزیزی مین بیچ بیان آیۃ ثم اماته فاقبره کے لکھا ہے کہ دفن کردن گویا مسکنے برائے روح ساختن است بنا بر انیست کہ از اولیاء مدفونین انتفاع و استفادہ جاری است و آنہا افادہ و اعانۃ نیز متصور اور جب ادراک اور شعور اموات بدلیلِ عذاب قبر ثابت ہے اور سماعت بحدیث قتلائے بدر اور قدرت نفس ناطقہ کو بعد تجرد عقلاً و شرعاً زیادہ پس کہنا مردہ سے ایسا ہوا

کہ جیسے کچھ طلب کرنا زندہ سے اور سب آدمی اپنی حاجات ایک دوسرے سے طلب کرتے ہین
بے اعتقاد الوہیت شرک نہین ہوتا ہے اور تفسیر عزیزی مین بیچ آیۂ لَا تَجْعَلُوا لِلّٰہِ اَنْدَادًا اقسام
شرک مین لکھا ہے کہ بعضے واسطے دفع بلا اور حصول منفعت کے دوسرون کی طرف رجوع کرتے
ہین مستقل سمجھ کر نہ اسطرح کہ توسل دوسرون سے کرین یہ شرک نہین ہے اور منت ماننی اور
نذر نیاز کرنیکو صلحا کے جو حرام اور شرک کہتے ہین وہ آگے مسئلہ نذر مین بیان ہوگا - اور اسطرح
کسیکو پکارنا اور مراد مانگنی مطلقاً شرک نہین ہے بے اعتقاد الوہیت کے کہ حصن حصین مین ہے
معجم طبرانی کبیر سے اذا اراد عونا فلیناد یا عباد اللہ اعینونی اور مسند بزار اور مصنف
ابن ابی شیبہ سے لکھا ہے اذا انفلتت دابتہ فلیناد اعینونی یا عباد اللہ رحمکم اللہ
اور صلوۃ الضرورۃ لکھی ہے ترمذی اور ابن ماجہ اور نسائی اور مستدرک حاکم سے فلیتوضأ و
لیصل رکعتین ثم لیقل اللھم انی اسألک واتوجہ الیک بہ نبیک محمد نبی الرحمۃ
یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم فشفعہ لی اور تفسیر
عزیزی مین بیچ سورۂ انشقت کے ہے کہ بعض از خواص اولیاء اللہ را کہ جارحۂ تکمیل و ارشاد بنی نوع
خود کردہ اند درینحالت تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع
توجہ باین سمت نمی شود و اویسیان تحصیل کمالات باطن از انہا می نمایند و ارباب حاجات حل
مشکلات خود از انہا می طلبند و زبان حال آنہا در آنوقت مترنم باین مقالات ہست مصرعہ
من آیم بجان گر تو آئی بہ تن + اور نذر و نیاز بزرگون کی کرنی بمعنی ہدیہ پیش کرنے بزرگون کے
ہے نہ بمعنی نذر مصطلح شرع کہ وہ ایجاب غیر واجب تقربًا الی اللہ ہے پس نذر مشترک ہے دو معنون
مین ایک عرفی بمعنی پیش کرنے کے دوسرے شرعی جیسا مولوی رفیع الدین صاحب نے اپنے رسالہ
نذور مزارات مین لکھا ہے اور تین صورت سے نذر اولیا درست لکھی ہے چنانچہ آخر کتاب مین بیان
اسکا آویگا اور لفظ نذر مشترک سے کچھ حرمت نہین پیدا ہوتی ہے اسلئے کہ صبانا مسلمانون نے
بجاے اسلمنا کہا ہے - اور شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہے ازین ہست کہ حضرت
امیر و ذریہ او را تمام امت بر مثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را وابستہ بایشان میدانند
و فاتحہ و درود و نذر و منت بنام ایشان رائج و معمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ مرسوم است

جاننا چاہیے کہ ان لوگون کو اشتباہ معنی شرک مین ہوا ہے کہتے ہین کہ مشرکین عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین بھی بتون کو اللہ اعتقاد نہین کرتے تھے یہی افعال سجدہ اور طواف اور بوسہ اور سفر زیارت اور نذر اور قربانی اور یاد کرنا وقت مصیبت کے اور پکارنا اور تعظیم مکان اسکے کی اور مانند اسکے کرتے تھے اب جو کوئی یہ فعل کسی نبی یا ولی یا اہل بیت یا شہید یا فرشتے یا جنیت وغیرہ کے ساتھ کرے مشرک ہے گو اعتقاد الوہیت اسکا نرکھتا ہو اور یہ عقیدہ سراسر غلط ہے قرآن اور حدیث سے اور مخالف ہے تحقیق ائمہ دین کی اول ترجمہ مقدمہ ہدایہ کہ جو رد نجدیہ مین علمائے مکہ نے لکھی ہے مختصرا اور ملتقطا لکھا جاتا ہے بعدہ آیات اور اقوال دیگر علما ذکر کئے جاوینگے - پوشیدہ نرہے کہ ہر چیز کا ایک رکن ہے کہ مدار وجود و عدم اسکیکا موقوف اسپر ہوتا ہے اور دیگر فروعات اور عوارض ہین کہ وجود و عدم اس چیز کا اسکے وجود و عدم پر موقوف نہین ہے - پس رکن توحید کا اعتقاد حصر الوہیت ہے بیچ ایک کے اور اقرار شرط ہے نہ رکن اور اعمال نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ فروع اور عوارض ہین کہ بغیر ان سب کے توحید حاصل اور بے توحید (یعنی بے اعتقاد حصر الوہیت کے بیچ ایک ذات کے) یہ سب افعال اور اعمال بے اعتبار ہین یعنی ادا کرنیوالا ان افعال کا بے اعتقاد اور اقرار موحد نہین ہے جیسے یہود و نصاریٰ وغیرہ منافقین عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ نماز روزہ جہاد وغیرہ سب کامون مین شریک تھے اور مومن نہ تھے اسیطرح رکن شرک اعتقاد شرکت ہے بیچ الوہیت کے اور اقرار شرط ہے اور سجدہ اور طواف اور نذر اور قربانی وغیرہ فروع اور عوارض ہین کہ بے ان سب کے شرک موجود اور بے اعتقاد الوہیت ان اعمال اور افعال کو کچھ اعتبار نہین یعنی مرتکب ان افعال کا بے اعتقاد اور اقرار مشرک نہین ہے اور مشرکین عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتون کو اللہ اعتقاد کرتے تھے اور اقرار کرتے تھے یہی تھا شرک انکا اسی کے رد کے واسطے قرآن مجید نازل ہوا اگرچہ بتون کو مالک علی الاطلاق اور موجد کل نہین جانتے تھے مگر صفت الوہیت ثابت کرتے تھے اپنی غلط فہمی سے کہ اللہ تعالی کو اپنے اوپر قیاس کرتے تھے کہ ایک بادشاہ خبرگیری شہرون دور کی بے اعوان اور شرکا نہین کرسکتا ہے اسی سبب سے اللہ کے لئے شریک مقرر کرتے تھے عزی واسطے عزت دینے کے اور ود واسطے محبت کرانے کے اور یعوق واسطے محافظت کے دشمنون سے اور مانند اسکے - اور غلطی انکی یہ تھی کہ خاص کو عام کیا یعنی صفت الوہیت کہ خاص

واسطے اللہ کے تھی عام سمجھتے تھے اور تصرف اولیاء اور انبیاء کو کہ عام ہے اور مشابہ بتصرف خدا تاثیر
قدسی مین کہ باسباب ظاہری کچھ تعلق نہین ہے اور اپنے نفس مین اور دیگر بادشاہون مین نہین پایا
شک مین پڑے کہ اس قسم کا تصرف خاص ہے واسطے خدا کے جو کوئی ایسا تصرف کسی غیر کے
واسطے بزرگون سے اعتقاد کرے مشرک ہوجاتا ہے پس دونو فرقے مشرکین سابقین اور لاحقین
غلط فہمی مین برابر ہین اور سبب غلطی دونو فرقون کا قیاس غائب کا ہے حاضر پر اور جیسا کہ شرک
واجب ہے پرہیز اُس سے اسیطرح حکم شرک بھی برخلاف شرع واجب الاجتناب ہے اُنہون نے برخلاف
کتاب وسنت اور جمہور علما بعض آیات مین مثل وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَآءَ کہ
لفظ من دون اللہ کا پایا اُسکے معنی ہمسر خدا سمجھے اور کہنے لگے کہ مشرکین عہد رسالت بتون کو برابر
خدا کے نہین جانتے تھے کمتر سمجھتے تھے فقط یہی افعال سجدہ اور طواف اور نذر وغیرہ کرتے تھے جو
کوئی یہ افعال کسیکے ساتھ کرے مشرک ہے اور معنی لفظ من دون کے غیر اور سوا کے ہین جیسے جمہور مفسرین
نے لکھا ہے اور قطع نظر مفسرین کے یہ مطلب کہ مشرک اپنے معبود بتون وغیرہ کو برابر خدا کے
جانتے تھے بہت آیات قرآنی سے بے لفظ دون بھی ثابت ہے اور ابطال قول اس فرقہ مین
کچھ شک نہین قُلْ لَّوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ
سَبِيْلًا اور لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ اور وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ
اور وَلَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اور اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اور
ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اور ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اور اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ اور لَوْ
كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ اور
اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ
اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ۔ غرض جو کچھ ذکر کیا ہمنے
اُس سے بخوبی ثابت ہے کہ شرعاً معتبر توحید اور شرک میں وہی صفت الوہیت ہے اور بسبکہ وہ صفت
سوائے ذات خدا کے کسی طرح کسی مین نہین پائی جاتی نہ بالذات نہ بعطائے حق تعالیٰ نہ بوجہ کمال
نہ نقصان۔ اور اسی سبب سے شرک اخبث الخبائث ہے کہ مستلزم تعمیم صفت خاص ہے بخلاف

تمام صفات اور افعال کے کہ انہین مخلوقات کو بھی حسب المراتب شرکت عطا فرمائی ہے فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ط وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ۔ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ط تُكَلِّمُ النَّاسَ ۔ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۔ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ط لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ان آیات محکمات سے شرکت صفات ذاتیہ ثبوتیہ مین کہ عبارت حیات اور علم اور سمع اور بصر اور کلام اور مشیت اور قدرت اور ارادہ ہے بخوبی واضح ہے اور شرکت شریعت مین باعتبار ان صفات کے غیر ممکن اور اسیطرح اضافیہ اور افعال مین کہ ان صفات ذاتیہ سے پیدا ہوتے ہین اور متعلق ہین انہی صفات ذاتیہ سے جیسے تصرف بقدرت اور غیب دانی بعلم اور مانند اسکے اسلئے کہ یہ چیزین مخلوق کو بھی عطا فرمائی ہین اور جو صفت کہ منشا شرک ہے یعنی الوہیت وہ اصلا اور مطلقاً قابل عطا نہین ہے اور یہ صفات اور افعال یعنی قدرت اور علم اور حیات اور سمع اور بصر کہ خدا تعالیٰ کے واسطے ہین غیر کے واسطے ثابت کرنی مدار شرک شرعا نہین ہین اسلئے کہ بنص قرآن وسنت ثابت ہے کہ مشرکین اپنے بتون کو مانند حق تعالیٰ کے صفات مین نہین جانتے تھے اور مشرک تھے وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ط وَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ اور مثل اسکے بہت آیتین ہین پس ثابت ہوا کہ شرع مین شرک باعتبار صفات اور افعال کے نہین ہے بلکہ مدار اسکا صفت الوہیت ہی پر کہ اعتقاد الوہیت سے ہیچ مخلوق کے صفات ذاتیہ مین بھی شرک ہو جاتا ہے اور بے اعتقاد الوہیت اثبات جمیع صفات ذاتیہ سے شریعت مین شرک لازم نہین آتا مگر نجدیہ کہ بہت شیطان نے اصل مطلب فروگذاشت کرکے مدار شرک چار چیز پر دیکھا علم اور تصرف اور افعال عبادت اور افعال عادت اور یہ احکام توقیفی ہین چاہئے کہ اپنے دعوے کو کلام شارع سے ثابت کرین اور وہ حاصل نہین پس ایجاد نئی شریعت کا کیا ہے حالانکہ کلام شارع سے بخوبی ظاہر ہے اور کتب عقائد مین موجود اور سب اہل اسلام پر ہویدا ہے کہ شرک نہین ہے مگر صفت الوہیت مین اور تمام صفات ثبوتیہ ذاتیہ و اضافیہ کو شرک مین دخل نہین ہے اس قرن شیطان نے تمام صفات سے صفت علم کو اختیار کیا نہ اور صفات کو اور یہ خلاف معقول اور منقول ہے خلاف معقول واسطے لزوم ترجیح بلا مرجح کے اور تخصیص بلا مخصص کے ہے

کہ تمام صفات احکام ثبوت مین واسطے ذات کے یکسان اور برابر ہین اور خلاف منقول یہ کہ
مخالف ہے اُسکے جو شارع سے منقول ہے جیسا کہ گذرا اور آویگا اور جو فصل کہ اس مقدمہ مین منعقد
کی ہے اُسمین آیتین اور حدیثین ذکر کی ہین کہ دلالت کرتی ہین اُوپر خصوصیت علم غیب کے ساتھ
خداتعالی کے نہ دلالت کرتے ہین اسپر کہ یہ صفت غیر مین سمجھنی شرک ہے نہایت یہ کہ غیب خاصہ
خدا کو اگر کوئی کسی مخلوق کے لئے ثابت کرے یہ اعتقاد باطل اور مخالف شرع ہے نہ یہ کہ شرک ہو
اسلئے کہ ہر باطل اور مخالف شرع شرک نہین ہے اور عادت اس قرن شیطان کی یہ ہے کہ ایک لفظ
ایک جگہ سے لیتے ہین اور اطراف پر کچھ خیال نہین کرتے اور نہ اصول دین پر نظر رکھتے ہین بلکہ اپنی
سمجھ کے موافق بیہودہ گوئی کرتے ہین چنانچہ اسی بحث مین کہ علم غیب کو بغیر خدا شرک کہتی ہین حالانکہ
ہر آیۂ کریمۂ وَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ مین استثنا بھی موجود
ہے اگر غیب مدار شرک ہوتا اظہار دوسرے کا غیب پر ممکن نہ تھا اور جمہور مفسرین اور اکابرون نے
تطبیق کی ہے ساتھ جدا کرنے غیب کے دو قسم پر کہ غیب خاصۂ خدا غیب مطلق ہے اور جو غیب کہ عطا
کیا جاتا ہے غیب اضافی ہے۔ غیب مطلق کہ خاصۂ خدا ہے وہ ہے کہ بہ نسبت سب مخلوق کے
غائب ہو اور غیب اضافی یہ کہ غائب ہے فرشتون سے اور حاضر ہے نزدیک انسان کے مانند کیفیات
جسمانی کے یا عکس اسکے جیسے عالم برزخ اور بہشت اور دوزخ اور جو کچھ کہ متعلق ہے ساتھ ملکوت
کے حاضر ہے نزدیک فرشتون کے اور غائب ہے انسان سے پس اطلاع فرد بشری اوپر تمام ملکوت
کے اور اطلاع روح کسی کامل کی برزخ مین اوپر تمام احوال زندون کے یا کل افراد نوع اپنی پر بلکہ
تمام عالم ترابی پر غیب مطلق نہین ہے۔ طحاوی نے بیچ تفسیر کے اور دوسرون نے بھی تشریح کی ہے کہ اطلاع
تمامی لوح محفوظ پر بھی غیب مطلق نہین ہے جو خاص بخدا ہے کہ احادیث صحیحہ مین واسطے حضرت
اسرافیل ع کے ثابت ہے اور واسطے بعض اولیاء اللہ کے متواتر منقول۔ نظر قرآن مین نہین کرتے
وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا پس جو کہتے ہین کہ من زعم ان ارواح الانبیاء والاولیاء حاضرة وناظرة
صار مشرکا کمال جہالت ہے اسلئے کہ اسماء الٰہی توقیفی ہین اور کہین اسمائے حسنیٰ مین حاضر اور ناظر
نہین ہے اور نہ تمام فصل مین کہین ذکر کیا ہے مگر ظاہرا اہل عجم بجائے شہید کے یہ لفظ بولتے ہین اور
قرآن شریف مین موجود فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ

شہیدگا ۱۵ اور فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عُرضت علی اعمال امتی فوجدت فی
محاسن اعمالہا الاذی یماط عن الطریق ووجدت فی مساوی اعمالہا النخامۃ تکون
فی المسجد لا تدفن رواہ مسلم اور صلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم اسیطرح
تصرف کو افعال الٰہی سے مدار شرک کہتے ہین اور تمام آیات اور احادیث مذکورہ فصل مین ایک جگہہ
بھی یہ لفظ نہین ہے، اور ایسا ہی دو قسمون باقیون مین کہ افعال عبادت اور افعالِ عادت پر
مدار شرک رکھا ہے بے اصل ہے - اصل مسئلہ افعال کو یاد رکھنا چاہئے کہ بہت جگہ بکار آمد ہے اور وہ
یہ ہے کہ بہ نسبت جن افعال کے خصوصیت مع الطلب وارد ہوئی ہے یعنی جن افعال کو بندون سے
خاص واسطے اپنے طلب فرمایا ہے وہ افعال بھی دوسرے کے لئے کرنے شرک نہین ہین جب تک
کہ اعتقادِ الوہیت نہو اگرچہ ممنوع ہون اور قید طلب باختصاص کی اسلئے ہے کہ بعض صفات
و افعال خاص ہین واسطے خدا کے مگر طلب نہین ہے جیسے اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ کہ اختصاص حکم
بخدا ہے مگر یہ بات نہین کہ خاص مجھی کو حاکم کہو اور کو نہین اسلئے کہ خصوصیت طلب کی بے منع
طلب کے غیر سے نہین ہوتی ہے اور مثل اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہ خصوصیت استعانت بخدا ہے مگر طلب
نہین یعنی خاص مجھ ہی سے طلب کرو دوسرے سے نہین اسلئے کہ خصوصیتِ طلب بے منع طلب
غیر سے نہین ہوتی - تمام ہوا ترجمہ مقدمہ ہدایہ مکیہ کا - اور شاہ ولی اللہ صاحب نے فوز الکبیر مین لکھا ہے مشرک
آنست کہ غیر خدا را صفات مختصہ بخدا اثبات نماید مثل تصرف باراده کہ تعبیر ازان بہ کن فیکون می شود
یا علم ذاتی غیر از اکتساب بحواس و دلیل و منام و الہام و مانند آن یا ایجاد یا شفاء مریض یا لعنت کردن
شخصے و ناخوش بودن از وتا بسبب آن کراہیت تنگدست یا بیمار یا شقی گردد یا رحمت فرستادن
بر شخصے تا بسبب آن رحمت فراخ نعمت و صحیح بدن و سعید باشد و این مشرکان در خلق جواہر
و تدبیر امور عظام ہیچکس را شریک نمی دانستند و چون خدا تعالی برائے کارے ابرام فرماید ہیچکس را قدرت
مخالفت اثبات نمی کردند بلکہ شرک ایشان در امور خاصہ بعضے بندگان بود گمان میبردند مانند آنکہ
بادشاہ عظیم بندگانِ خاصِ خود را باطراف ملک می فرستد و ایشان را در امور جزئیہ تا وقتیکہ صریح حکم بادشاہ
نرسد مختار و متصرف میدارد و خود بامورِ جزئیہ بندگان نمی پردازد و حوالہ سائر بندگان بقہارمہ میکند و
شفاعت قہارمہ درباب خادمان و متوسلان ایشان قبول می نماید ہمچنین حق تعالی بعضے بندگان را

طلعت الوہیت دادہ ورضا وسخط ایشان در سائر بندگان اثر می کند پس واجب می دانستند تقرب بآن بندگان خاص تا شائستگی قبول ملک مطلق حاصل شود وشفاعت برائے ایشان در مجاری امور درجۂ پذیرائی یابد وبملاحظہ این امور سجدہ وذبح برائے ایشان واستعانت در امور ضرور بہ بقدرت کلی نیکوان ایشان می نمودند وصورتہا از سنگ وصفر ورو مین برائے ایشان تراشید وقبلہ توجہ بآن ارواح ساختند وجاہلان رفتہ رفتہ آن سنگہا را نبدانتہ خود خدا انگاشتند فقط اور مانند اسیکے ہے حجۃ اللہ البالغہ مین بیچ حال مشرکون کے ذهبوا ان الصالحين من قبلهم عبدوا الله وتقربوا اليه فاعطاهم الله الالوهية فاستحقوا العبادة من سائر خلق الله الخ فنصبوا على اسمائهم احجارا وجعلوها قبلة عند توجههم الى هؤلاء فخلف من بعدهم خلف فلم يفطنوا الفرق بين الاصنام وبين من هي على صورته فظنوها معبودات بعينها ولذلك رد الله تعالى عليهم تارة بالتنبيه على ان الحكم والملك لله خاصة وتارة ببيان انها جمادات أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا الخ اور اسیطرح شاہ عبدالعزیز صاحب نے بیچ فتح العزیز کے لکھا ہے کہ استعانت بغیر یکہ توہم استقلال آنچیز در وہم وفہم ہیچکس از مشرکین وموحدین نباشد بلا کراہت جائز است الخ اور بیچ افراط استعانت کے لکھا ہے کہ ملائکہ وارواح انبیا را در پردۂ صور وتماثیل وقبور وتعزیہ ہا معبود سازد وزن وفرزند وخدمت ومنصب از ایشان باستقلال درخواست وشفاعت وعرض ایشان در جناب او تعالی واجب القبول دانند گو مکروہ آنجناب باشد فقط وقیہ از انجملہ کسانیکہ در دفع بلا دیگران را میخوانند وہمچنین در تحصیل منافع بدیگران رجوع نمایند بالاستقلال نہ اینکہ توسل بآن دیگران نمایند وقیہ بخشیدن فرزند وتوسیع رزق وشفاء امراض ومانند آن را مشرکان نسبت بارواح خبیثہ واصنام می نمایند وکافر می شوند وموحدان از تاثیر اسماء الہی یا خواص مخلوقات او میدانند از ادویہ وعقاقیر یا دعاے صلحاے بندگان او کہ ہم ازجناب او درخواستہ انجاح مطالب می کنانند می فہمند ودر ایمان شان خلل نمی افتد اور تفسیر آیۃ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ مین لکھا ہے کہ علماے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک اور کفر کو سحر سے دور کرکے استعمال کیا ہے۔ اصلاح پہلی قسم کی دعوت علوی ہے کہ ملائکہ علویہ کو باستعانت اسماء الہی اور آیات قرآنی مسخر کرتے ہین اور اصلاح قسم دوم عزیمت

اور دعوت سفلی ہے کہ موکلان زمین اور جنات کو باستعانت اسما اور آیات بے شائبہ کفر و شرک اور
تعظیم غیر خدا بحکومت اور غلبہ مسخر کرتے ہین آور اصلاح تیسری قسم کی حاصل کرنا ربط کا ہے ساتھ
ارواح پاک صلحا اور اولیا کے کہ اکثر اُوسی مذہب کے عمل مین لاتے ہین اور حاجتون مین اپنی اور دیگر
خلق اللہ کے منتفع ہوتے ہین اور طریقہ اُسکی تحصیل کا طہارت اور تلاوت اور پہونچانا ثواب صدقات
واسطے ارواح کے منظور رکھتے ہین آور اصلاح پانچوین قسم کی عقد ہمت ہے کہ مشائخ عظام سے
واسطے حلِ مشکلات کے واقع ہوا ہے اور وہ بسبب استغراق کے بیچ ملاحظہ کسی نام کے اسمائے
آلہی سے حاصل ہوتا ہے کہ سراسر مبنی اوپر پاکیزگی روح اور ترقی روح کے ناپاکیون دنیا سے ہے۔
آور اصلاح چھٹی قسم کی غور ہے بیچ خواص آیات اور اسماء آلہی کے اور قسمون اور عددون اُسکی اور
ترکیب دینے بعض کو ساتھ بعض کے اور پڑھنے اوقات مبارک کو کاغذون مختلف اور تختیون متفاوۃ
الخواص کے تا کوئی مطلب نیک حاصل کرین جیسا کہ کتب تعویذات اور خواص اسماء اور سور قرآن
مین ساتھ قید اور شرطون کے ہے اور کتب تکسیر مین مشرح اور بہ تبعیت اِس علم کے بیچ خواص اور
چیزون کے عنصریات سے اور خواص بروج اور درجات شرف و بال سے بھی نظر کرتے ہین اور
ذکر اللہ بھی اُسکے ساتھ ملاتے ہین۔ خلاصہ یہ کہ وجہ بُرے ہونے سحر کی یہ ہے کہ منجر بکفر اور شرک
ہوتا ہے اعتقاد تاثیر کواکب اور ارواح مدبرہ اور خبیثہ شیاطین سے اور بسبب التجا کے طرف
غیر خدا کے اور منہمک ہونے اسباب مین اسطرح پر کہ خدا سے غافل ہوجاوین جب یہ برائی جاتی
رہے پس مدار حلت اور حُرمت غرض پر ہے آور اُسی تفسیر مین ہے وَمَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ
اللّٰہِ یعنی مقرر کرتے ہین سوا خدا کے کہ منعم حقیقی اور محبوب بالذات سوائے اُسکے دونو جہان مین
کوئی نہین اَنْدَادًا شریک حالانکہ اسقدر دلائل روشن مانع اِسکے ہین کہ کوئی برابر اُسکے نہین ہوسکتا
اگرچہ ایک کوئی ہو نہ کہ اسقدر انبوہ معبودون کا پھر فقط اعتقاد ہونے پر اکتفا نہین کرتے بلکہ ہر
چیز مین برابر خدا کے کرتے ہین یہانتک کہ یُحِبُّوْنَهُمْ کَحُبِّ اللّٰهِ دوست رکھتے ہین اُنکو مانند
دوستی خدا کے اور حق تعالی کو بالذات اور بالاصالت دوست رکھنا چاہئے اور جو کچھ سوا اُسکے
ہے یا اُسکے حکم سے محبوب ہے مانند انبیا اور صلحا کے یا یہ کہ اُسنے وسیلہ حاجت ادا سے اُسکے کا کیا ہے
الخ آور بعضے لوگ ارواح مدبرہ اور ملائکہ موکلہ کو مخلوقات پر یا ارواح انبیا اور اولیا اور عباد اور علما کو

بے لاخطہ علاقہ بندگی خدا اور محبوبیت اُسکی کے بالاستقلال محبت مین برابر خدا کے کرتے ہین آخر آیۃ
تک تیس ثابت نہین ہوتا شرک موافق اقوال مذکورہ علمائے اہل سنت کے جب تک عالم بالذات اور
متصرف بالاستقلال سوائے خدا کے کسی کو نہ سمجھے اور یون سمجھنے سے کہ یہ علم جزئی یا یہ تصرف مقید
اُنکو خدا کا دیا ہوا ہے شرک نہین ہوتا- اب بعض آیات اور حدیث کہ جو وہابیہ استدلالاً اپنے مطلب
پر بیان کرتے ہین اُنکا حال لکھا جاتا ہے پس رد شرک فی العلم مین لکھتے ہین وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ
الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ اور مفاتیح غیب مبادی غیب ہین وہ کوئی کسیکو ثابت نہین کرتا نہ نبی
نہ ولی نہ فرشتہ وغیرہ کو البتہ غیب اضافی سبکو ہوتا ہے وہ اس آیت سے ثابت نہین ہوتا اور قُلْ
لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ اس آیت مین غیب مطلق مراد ہے نہ ہر غیب
جیسے معلوم ہوتا ہے اِس آیت سے لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ
پس اگر ہر علم غیب خاصۂ خدا ہے کہ دوسرے مین جاننے سے شرک ہوتا ہے جیسے وہابیہ کہتے ہین پھر
یہ استثناء من ارتضیٰ من رسول کیونکر صحیح ہوتا ہے مگر عادت اِن مبتدعین کی ہے کہ اصول اور اطراف
پر نظر نکر کے اپنی رائے سے تفسیر کرتے ہین اور گمراہ ہوتے ہین اور دیگر جہلا کو گمراہ کرتے ہن چنانچہ
تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ غیب وہ ہے کہ کسی حواس ظاہری اور باطنی اور اسباب اور علامات اور
عقل اور فکر سے نہ معلوم ہو اور یہ غیب مختلف ہوتا ہے جیسے اندھے کے نزدیک عالم الوان غیب ہے
اور فرشتون کے نزدیک الم بھوک پیاس غیب ہے اور یہ غیب اضافی ہے اور ایک وہ کہ نسبت سب مخلوق
کے غائب ہے جیسے آنا قیامت کا وہ غیب مطلق ہے پس اس غیب پر خدا مطلع کرتا ہے اپنے رسولون سے
جسکو چاہے ایسی اطلاع کہ جسمین شبہ و شک نہو- اب جب کہ قرآن سے ثابت ہوا کہ غیر خدا کو بھی اطلاع
غیب پر ہے پھر شرک کہان رہا اور جسوقت معلوم ہوا کہ نجوم اور رمل اور کہانت اور جفر او استدلالات وقائع
آئندہ اور حوادث کونیہ باسباب و علامات ظنیہ یقینی نہین ہوتے پس داخل علم نہین اور کشف اور
الہامات اولیا ہرچند یقینی ہوتے ہین ساتھ بعض حوادث کونیہ وغیرہ کے مگر رفع اشتباہ بجمیع وجوہ
نہین ہوتا اسلیئے تکلیف عام اُس سے ثابت نہین اور اسی سبب سے خصوصیت رسولون کی ہے یا
یہ کہ وہ علم اولیا کو بالاصالت نہین ہے بتبعیت انبیا ہے اسلئے خصوصیت من ارتضیٰ من رسول ہے یا
یہ کہ اظہار شخص غیب پر او بات ہے جو رسولون کو حاصل ہے اور اظہار غیب کسی پر امر دیگر ایک کے

نفی سے دوسرے کی نفی لازم نہین آتی اسلیئے اظہار غیب اولیا پر جائز ہے اور واقع جیسے حضرت موسیٰ
کی ماکے حق مین فرمایا ہے اِنَّا رَادُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اور بعض قدمائے مفسرین
اہل سنت کہتے ہین کہ مراد غیب سے لوح محفوظ ہے اور اطلاع لوح محفوظ سوائے پیغمبرون کے کسیکو حاصل نہین
ہوتی اور یہ کلام درست نہین ہے۔ اول اسلئے کہ باخبار صحیح روایت ہے کہ خصوصیت اس امر کی ساتھ حضرت
اسرافیل کے ہے اور وہ رسول نہین ہین دوسرے یہ کہ اطلاع مضامین لوح محفوظ پر بلکہ مطالعہ نقوش
اسکے کا بعض اولیا سے بتواتر منقول ہے انتہی خلاصہ تفسیر عزیزی اور مرقاۃ مین ملا علی قاری نے
لکھا ہے للغیب مبادی ولواحق ولا یطلع علیه ملك مقرب ولا نبی مرسل واما اللواحق
فهو ما اظهره الله تعالیٰ علی بعض احبائه وخرج ذلك عن الغیب وصار غیبا اضافیا
وذلك اذا تنورت الروح القدسیة وازداد نورها واشراقها بالاعراض عن ظلمات
عالم الحس وتجلیة القلب عن صداء الطبیعة والمواظبة علی العمل والعلم وفیضان
الانوار الالهیة حتی یقوی النور وینبسط فی فضاء قلبه فتنعکس فیه النقوش
المرتسمة فی اللوح المحفوظ ویطلع علی المغیبات ویتصرف فی الاجسام السفلی بل یتجلی
حینئذ الفیاض الاقدس بمعرفته التی هی اشرف العطایا فکیف بغیره انتهی اب ترک
انہون نے اس مضمون پر کہ جو امر کل ہوگا فلان شخص جانتا ہے ایک حدیث بیان کیجاتی ہے کہ کچھ عورتین
گاتی بجاتی تھین اور پیغمبر خدا کے سامنے ایک عورت نے یہ گایا وفینا نبی یعلم ما فی الغد فقال
دعی هذه وقولی بالذی کنت تقولین پس اس حدیث مین کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
اسکو شرک نہین فرمایا نہ اسکو حکم توبہ اور تجدید ایمان کا کیا پھر شرک ہونا کیونکر ثابت ہوا سوائے
اسکے کہ اپنی عقل سے جو چاہتے ہین کہتے ہین اور منع فرمانا رسول خدا صلعم کا اس وجہ سے تھا کہ وہ
حالت لہو ولعب مین مدح رسول اللہ صلعم کہ قسم عبادت سے ہے کرنے لگین اس سبب سے منع فرمایا اور
اگر شرک ہوتا تو توبہ اور تجدید ایمان کا حکم فرماتے بلکہ خود حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے علمت علم الاولین والاخرین اور خفاجی نے شرح شفا مین لکھا ہے فلعله کان
اخر احواله بعد انقطاع عرض جبریل له پس جب علم اولین اور آخرین حاصل تھا تو علم غد کی کیا
اصل ہے پس ممانعت صرف واسطے ملانے مدح وثنائے رسول ثقلین ہے ساتھ لہو ولعب کے اور

شرک نہین ہوتا مگر ساتھ ثابت کرنے علم ذاتی کے واسطے غیر خدا کے اور غیب اضافی مخصوص بخدا ہی
نہین ہے بلکہ غیب مطلق پر بھی اظہار رسول مرتضیٰ ثابت ہے اور حدیث اذا سألت فاسئل الله
واذا استعنت فاستعن بالله مشکوٰۃ کے باب توکل مین ہے اُسکو شرک سے کچھ علاقہ نہین جو ذکر کرتے
ہین اور اگر یہ معنی ہون کہ کسی سے سوال کرنا کسی بات کا یا مدد چاہنی شرک ہے تو کوئی مسلمان شرک
سے نہین بچا ہے نہ صحابہ رض نہ اہل بیت اسلئے کہ سب استعانت طباخ اور موچی اور طبیب اور درزی
وغیرہ سے کرتے ہین اور اسیطرح سوال نوکری کا یا اُجرت پر لگانے یا اور اشیا کا اپنے بھائی بیٹے
خدمتگار وغیرہ سے کرتے ہین چاہیئے سب شرک ہو جائین یہ فہم انکا غلط ہے استعانت اور سوال
کسی سے بے اعتقاد الوہیت شرک نہین ہے اور ایسے ہی حدیث لیسأل الله احدکم حاجته کلها
حتی یسأله ملحا وحتی یسأل شسع نعاله اذا انقطع اس حدیث سے بھی یہ ثابت نہین
ہوتا کہ کسی سے حاجت طلب کرنی شرک ہے ورنہ جوتی طلب کرنی موچی وغیرہ سے اور نمک طلب
کرنا بقال وغیرہ سے شرک ہوتا اور یہ سب وہابی مشرک ہوتے اسلئے کہ یہ سب چیزین اکثر لوگ باہم
طلب کرتے ہین کوئی اقتصار طلب خداتعالیٰ پر نہین کرتا بڑے واعظون کو دیکھا ہے کہ جب جوتی
کھوئی گئی ہے تو بطلب نعلین ننگے پانو دوڑے ہین یہ نہین دیکھا کہ بیٹھے خدا سے طلب کرین اور
ایسی ہی حدیث لما نزلت وانذر عشیرتك الاقربین دعی النبی صلی الله علیه وسلم
قرابته فخص فقال یا بنی کعب انقذوا انفسکم من النار فانی لا املك لكم من
الله شيئاً الخ وقال یا فاطمة انقذی نفسك من النار سلینی ما شئت من مالی
فانی لا اغنی عنك من الله شيئا کا ترجمہ کرتے ہین کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم نے مین
نہین کام آونگا الله کے ہان تمہارے کچھ اور یہ سراسر غلط ہے لا املكُ اور لا اغنی کے معنی نہین
ہین کہ پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم اپنے ذوی القربیٰ اور امت کے کچھ کام نہ آوینگے خدا کے روبرو خیال
تفسیر عزیزی مین یہ روایت موجود ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے اول من اشفع من امتی اهل
بیتی ثم بنو هاشم ثم الاقرب فالاقرب من قریش اور صحیح بخاری اور مسلم مین موجود ہے روایت
حضرت عباس رض سے قال قلت یا رسول الله هل اغنیت عن عمك فانه یحوطك ویغضب
لك قال نعم هو فی ضحضاح من نار ولولا انا لكان فی الدرك الاسفل من النار پس کام

آنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذوی القربیٰ کافر کے واسطے بھی ثابت ہے مگر یہ قرن شیطان کہ مذہب
اور طریقہ انکا تحقیر اور توہین انبیا اور صلحائے مؤمنین ہے اپنی عقل سے خلاف آیات اور حدیث
کے کہتے ہین بلکہ اصل یہ ہے کہ ہر ایک علاقہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بکار آمد ہے جیسا کہ
شفاء قاضی اور دیگر کتب حدیث مین حضرت ابوبکر صدیق رض سے روایت ہے کہ معرفۃ آل محمد
براءۃ من النار وحب آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم جواز علی الصراط والولایۃ لآل محمد
امان من العذاب اور معنی لا املک من اللہ اور لا اغنی من اللہ کے یہ ہین کہ جیسے کوئی وزیر عاقل
اور کمال معتمد بادشاہ اور مقبول القول کسی مجرم سے یہ کہے کہ مین مالک حکم بادشاہ پر نہین ہون کہ
اُسکے حکم کے برخلاف کر سکون اور تمکو برخلاف حکم بادشاہ بری کر دون مین مطیع حکم ہون مالک حکم
بادشاہ ہے مجھے نہین معلوم کہ وقت حکومت کیا حکم کرے اُسکو اختیار ہے جو چاہے حکم دے قابل
رہائی کو چاہے قید کرے اور قابل قید کو چاہے چھوڑ دے وہ حاکم ہے پس یہ کہنا وزیر کا اُسکی عالی
حوصلگی اور کمال عقلمندی پر دلیل ہے کہ باوجود قبولیت اور اعتماد بادشاہ ہماہمی کا کلمہ نہ بولا نہ یہ کہ
وزیر کو اپنے منصب وزارت اور عرض و معروض مقدمات مین کچھ دخل نہین ہے اور اعتماد مین کچھ خلل
ہے ایسا کوئی بیوقوف سے بیوقوف بھی نہین سمجھتا ہے چنانچہ اکثر مختار لوگ رئیسون کے جو عالی
حوصلہ ہین اسیطرح کہتے ہین مگر لوگ یہ نہین سمجھتے کہ یہ بیدخل ہین اور انکی سعی سے کچھ نہین ہو سکتا
اور انکو یارائے عرض و معروض نہین ہے بلکہ یہی کہتے ہین کہ اگر یہ سعی اور عرض کرین تو یہ کام ممکن
ہے اور دیکھین کہ بعد نزول اس آیت کے اور اسطرح فرمانے جناب رسالت مآب کے کونسی صحابہ نے
تعظیم کم کی اور طلب دعا و مغفرت اور حاجات مین کب آپ کی طرف رجوع نہ کی اسلئے کہ یہ معاملہ
ابتدائے نبوت کا ہے - اور ایسے معنی ہی حدیث واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل
بی ولا بکم ہین اسلئے کہ بہت آیتون اور حدیثون سے مغفرت جناب رسالت مآب اور علو مقامات
ثابت ہے پھر کہنا کہ نہین معلوم مجھے کہ کیا کیا جاوے ساتھ میرے مطلع کرنا ہے اس بات پر کہ حق
تعالی احکم الحاکمین ہے جو چاہے کرے کوئی اُسپر حاکم نہین اگر جنتیون کو دوزخ مین اور دوزخیون کو
جنت مین داخل کرے کوئی اُسکو مانع نہین ہو سکتا ہے اگرچہ بحسب وعدہ یہ نہین ہو سکتا مگر بحسب
قدرت و اختیار ممکن ہے اور یہ حدیث مشکل اور مجہول المحمل ہے علما کے نزدیک ایسی حدیث سے استدلال

درست نہین ہے اور اسیطرح آیت وَالَّذِینَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ اَولِیَاءَ مَا نَعبُدُهُم اِلَّا لِیُقَرِّبُونَا
اِلَی اللّٰهِ زُلفٰی کا ترجمہ غلط کرتے ہین اور کہتے ہین جو کوئی کسیکو اپنا حمایتی سمجھے گو کہ یہ جانے کہ اسکے سبب
سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے وہ مشرک ہے اور ظاہر ہے کہ انکار ولی پکڑنے پر اور عبادت کرنے پر
واسطے حصول نزدیکی خدا ہے اور لیقربونا متعلق ہے ساتھ نعبد کے اب لیقربونا کو متعلق کرتے ہین ساتھ
اتخذوا کے اور نعبد کو درمیان سے گم کرتے ہین اور مطلب یہ ہے کہ مشرک عبادت اپنے معبودون کی
کرتے تھے اور اُسکو سبب قرب الٰہی کہتے تھے انکار عبادت پر ہے اور لفظ من دون اللہ کا ترجمہ کمتر خدا
سے کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مشرک بھی بتون کو کمتر خدا سے سمجھتے تھے برابر خدا کے نہین جانتے تھے
فقط یہ افعال ہی سجدہ اور طواف اور نذر وغیرہ کرتے تھے اور آیہ وَمَن یَتَّخِذُ مِن دُونِ اللّٰهِ اَندَادًا
سے ابطال قول اُنکا ظاہر ہے کہ لفظ من دون اللہ اور انداداً دونو موجود ہین اگر مراد کمتر سمجھنا ہوتا تو
انداداً کیونکر ہو سکتا تھا اور محبوبیت اور شفاعت خواص مومنین اور تفویض امور اور تصرف کو ساتھ
اُنکے شرک کہتے ہین اور نہین سمجھتے کہ یہ باتین بے اعتقاد الوہیت کسی مین سمجھنی شرک نہین ہین
مشرکین بتون سے اعتقاد الوہیت رکھتے تھے جیسا کہ آیہ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَل هُم قَومٌ یَّعدِلُونَ
اور قَالُوا ءَاٰلِهَتُنَا خَیرٌ اَم هُوَ اور مثل اسکے بہت سی آیتین ہین کہ مشرک بتون کو الٰہ سمجھ کر انکی
عبادت کرتے تھے جسکے رد کے واسطے قرآن نازل ہوا چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہے
ثُمَّ خَلَفَ مِن بَعدِهِم خَلفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فحملوا الالفاظ المستعملة
المتشبهة على غير محلها كما حملوا المحبوبية والشفاعة التي تثبتها الله تعالى في قاطبة الشرائع
لخواص البشر على غير محلها كما حملوا صدور خرق العوائد والاشراقات على انتقال العلم
والتسخير الاقصيان الى هذا الذي يرى فيه والحق ان ذلك كله يرجع الى قوى ناسوتية
اور روحانيه تعد لنزول التدبير الالهي على وجه وليس من الايجاد والامور المختصة
بالواجب في شيء فقط اور اسیطرح کہتے ہین دور و نزدیک سے برابر سننا خاصہ خدا کا ہے حالانکہ حق تعالیٰ کو
کسی سے قرب وبعد مکانی ممکن نہین اسلئے کہ وہ جسم نہین البتہ قرب وبعد باعتبار رضامندی ہے یہ کلام
ہی بےمعنی اور لغو ہے اور مطلع ہونا ارواحون کا برزخ مین بخوبی ثابت ہے تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ روح
را قرب وبعد مکانی مانع این دریافت نمی شود اور حدیث صحیح موجود ہے صلوا علیّ فان صلوٰتکم

تبلغنی حیث کنتم سے ثابت ہے کہ ہر جگہ سے کہ درود پڑھا جاے آپکے پاس پہونچتا ہے اور اسیطرح
حدیث مین ہے کہ جب عورت انکار کرتی ہے اپنے خاوند سے تو فرشتے لعنت کرتے ہین اُسپر صبح تک
پس ظاہر ہے کہ فرشتے مطلع ہوتے ہین جب لعنت کرتے ہین آور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح
مشکوٰۃ مین لکھا ہے کہ قال القاضی وذلك ان النفوس الزکیۃ القدسیۃ اذا تجردت
عن العلائق البدنیۃ عرجت واتصلت بالملاء الاعلیٰ ولم یبق لها حجاب فتری
الکل کالمشاھد بنفسها او باخبار الملك وفیه سرّ یطّلع علیه من تیسّر له ذلك آور
حدیث السید ہو اللہ مین صاف ظاہر ہے کہ کسیکو سید کہنا گویا اللّٰہ کہنا ہے شرک ہوتا ہے اسم ذات
کے ساتھ آور خود مولوی اسمٰعیل صاحب نے لکھا ہے کہ سیّد کے دو معنی ہین ایک یہ کہ مالک اور مختار
ہو محکوم کسیکا نہو جو چاہے کرے اِن معنون کو سوائے خدا کے کسیکو سید کہنا درست نہین ہے
آور دوسرے یہ کہ اور لوگون سے ممتاز ہو پس ان معنی کر پیغمبر خدا صلعم کو سیدِ عالم کہنا اور جاننا
ضرور ہے پس جب یہ قاعدہ درست ہوا کہ الفاظِ مشترکہ مین ارادہ شرط ہے وہ معنی کہ سوائے خدا کے
مخلوق مین ممکن ہون بولنا درست ہے پس لفظِ عبد مین عموماً کیونکر شرک رہا کہ عبدالرسول اور
عبدالنبی جو کوئی نام رکھے مشرک ہے اسلئے کہ عبدالدرہم اور عبدالدینار اور عبدالعصا زبانِ عرب
مین مستعمل ہے آور شیخ محمد عابد سندی انصاری رحمہ اللہ نے کہ علمائے حرمین سے ہین اسباب مین رسالہ
لکھا ہے اور مستحسن رکھا ہے اس نام کو اسلئے کہ الفاظِ مشترکہ بے اعتقاد اور نیت اور اقرار کے باعث
شرک نہین ہو سکتے ہین کہ شریعت مین مجاز اور کنایہ اور استعارہ معتبر ہے آور اسی جگہ سے ہے کہ
اسمائے پیغمبر خدا صلعم کے مثل رؤف اور رحیم اور مؤمن اور عزیز اور حق اور عظیم اور خبیر اور شکور اور
شہید اور سوا اسکے کہ احادیث صحیحہ مین وارد ہین بہت ہین اور شرک نہین ہین - آور اب معنی الٰہ کہ مدار
شرک اُسپر ہے معلوم کرنے چاہئین پس لفظِ الٰہ شرع مین بمعنی معبود برحق اور واجب لذاتہ ہے کہ
متصف بجمیع صفات کمال اور منزہ سب نقصان سے ہو جیسا کہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے الالٰه هو
المعبود سواء عبد بحق او باطل ثم غلب استعماله علی المعبود بحق آور تفسیر حقانی مین ہے
الالٰه اسم لذات المعبود فهو وان لوحظ فیه المعنی لم یقصد فلذلك لا یوصف به ثم
غلب علی المعبود بالحق آور اسی تفسیر حقانی مین امام غزالی رح سے نقل کیا ہے الالٰه هو الموجود

الازلی لابدی الواجب لذاته المنزه عما لا یلیق به الموجد لغیرہ پس شرک شریعت مین نہین ہے مگر شریک کرنا غیر خدا کا ساتھ خدا کے الوہیت مین خواہ الوہیت بمعنی استحقاق العبادۃ ہو خواہ بمعنی وجوب وجود جیسا کہ شرح عقائد نسفی مین ہے الاشراک هو اثبات الشریك فی الالوهیة بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادة کما لعبدة الاصنام اور یہی شرک کفر ہے اور غیر مغفور برخلاف عقیدۂ وہابیہ کہ ایک شرک اعلیٰ اور ایک ادنیٰ کہتے ہین آور شرک اعلیٰ کی چار قسمین کہتے ہین اور شرک ادنیٰ کی کوئی قسم نہین بیان کرتے نہ کچھ حال کہتے ہین بجز اسکے کہ سوائے ان چار قسمون کے اور شرک ادنیٰ ہین یہ ایک شریعت جدید ہے برخلاف دین اسلام عیاذاً باللہ منہا۔ اور اسیطرح باب شرک مین نقل کرتے ہین حدیث لا تقولن احدکم ما شاء الله و شاء فلان اور اس حدیث مین یہ نہین فرمایا کہ یہ شرک ہے بلکہ کہا ہے خفاجی نے شرح شفا مین هذا النهی تنزیهی لرعایة الادب بالواو الموهمة للتساوی اور شرح حدیث بئس خطیب القوم انت مین لکھا ہے امر النبی صلعم الخطیب بالافراد لئلا یوهم کلامه التسویة والمخاطب الوفد الذی قرب عهده بالاسلام ومثله قوله لا تقولوا ما شاء الله وشئت او لانه یفهم منه التساوی فیختص بمن کان حاله کذلك ویقوی هذا الاحتمال حدیث ابی داود الذی علم فیه النبی صلعم امته کیف خطبة الحاجة انتهی خلاصة اور حجة البالغہ مین ہے کہ نفی عدویٰ کچھ نفی اسکی اصلیت کی نہین ہے بلکہ اُسکو سبب مستقل جانتے تھے اور توکل کھو گئے تھے اور ہامہ فتح باب شرک تھا اور ایسا ہی غول پس منع کیا اشتغال سے ساتھ ان کامون کے نہ یہ کہ انکی کچھ اصل نہین۔ اور ایسی ہی کہانت ہے کہ ممانعت اُس سے بسبب فساد مظنۂ شرک ہے اور ایسی ہی انوار و نجوم ہے اشتغال اُسکے ساتھ منع ہے بسبب مظنۂ کفر کے نہ یہ کہ انکی کچھ اصل نہین ہے۔ اور ایسیطرح منع فرمایا ہے آنحضرت صلعم نے دیکھنے توریت اور انجیل سے کہ وہ محرفہ ہین اور مظنہ عدم تعمیل و تعظیم قرآن ہے اور ایسی ہی ممانعت رقیہ اور تمائم سے جس حدیث مین ہے مراد اُس سے وہ رقیہ و تمائم ہین کہ جن مین شرک ہے نہ وہ جنمین کچھ شرک نہین خصوصاً جب آیات قرآنی اور عجز سے آگے خدا کے ہو اور ایسی ہی طیرہ ہے کہ اصلیت اسکی بے اصل نہین ہے مگر بسبب پیدا ہونے وسواس و مظنۂ کفر کے منع فرمایا ہے اسمین مشغول رہنے کو اور اسکے عمل مین لانے کو اور ایسے ہی ہے حدیث شومی عورت

اور گھر اور گھوڑے مین اور ایسے ہی عین انسان اور نظر جن اور وجہ ممانعت اشتغال ایسے کامون میں بسبب پیدا ہونے وسواس اور مظنہ شرک و فساد ہے نہ عدم اصلیت ان چیزون کی انتہی ترجمۂ حجۃ اللہ البالغہ ملتقطاً اور وجہ ثبوت اصلیت ان چیزون کی بھی اسمین لکھی ہے جسکو منظور ہو دیکھے پس بعض چیزو نیز انمین سے جو لفظ شرک وارد ہوا ہے جیسے تولیہ اور رقیۃ اور تمائم کو شرک کہا ہے حدیث ابوداود مین سو شرک سے مراد افعال مشرکین ہین جیسے کہا ہے شیخ محدث نے معنی حدیث مین کہ آل عبداللہ بن مسعود بے پروا ہو شرک سے اور محتاج اسکے نہین کہ دفع امراض مین تمسک کرو ساتھ افعال مشرکین کی کہ اکثر منتر اُس زمانہ کے متضمن شرک تھے بسبب مشتمل ہونے کے اسماء شیاطین پر اور ملا علی قاری کہتے ہین کہ مراد شرک سے اعتقاد اسکا ہے کہ یہ سبب قوی ہے اور اسیکے لئے تاثیر ہے پس یہ شرک خفی ہے اور اگر اعتقاد کرے کہ فقط وہی مؤثر ہے تو شرک جلی ہے اور ابوداؤد مین ہے الطیرۃ شرك لكن يذهبه الله بالتوكل پس اگر حقیقۃً شرک ہوتا تو توکل سے کیونکر رفع ہوتا۔ پس اطلاق شرک اس جگہ مجازاً ہے کہ افعال مشرکین اور اُن افعال کو کہ جنمین بسبب اعتقاد بد مظنہ شرک تھا شرک فرمایا ہے نہ یہ کہ یہ افعال حقیقۃً شرک ہین جیسے اکثر افعال مثل نماز اور صبر اور حیا وغیرہ کو ایمان یا شعبۂ ایمان فرمایا ہے مجازاً اگر بے اعتقاد توحید اور رسالت اور معاد کے کہین کوئی علمائے سلف سے قائل مومن ہونیکا فقط ان افعال سے نہین ہوا اسلئے کہ منافقین عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز روزہ اور جہاد ہمراہ رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کرتے تھے مگر مسلمان نہ تھے اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ فرمایا ہے اور اسیطرح فرمایا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یعنی عطف کیا ہے عمل صالح کو ایمان پر اور معطوف اور معطوف علیہ متغائر ہوتے مین ایک نہین ہوتے پس معلوم ہوا کہ عمل صالح غیر ایمان ہین اور اسیطرح اکثر وہابیہ مشربون کو معنی بدعت مین اشتباہ واقع ہوا ہے اول یہ کہ ہر بدعت کو ضلالت کہتے ہین اور یہ غلط ہے اسلئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کو نعمت البدعۃ ھذہ کہا ہے پس معلوم ہوا کہ ہر بدعت قبیح اور ضلالت نہین ہے بلکہ حسن بھی ہے جیسے تراویح اور اسیطرح حدیث ترمذی اور ابن ماجہ مین ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضاھا اللہ ورسولہ کان علیہ من الاثم مثل اثام من عمل بھا یعنی جسنے نکالی بدعت ضلالت کہ نہین پسند کرتا اسکو خدا اور رسول اُسکا ہوگا اوپر اُسکے گناہ مثل گناہون عمل کرنیوالون

فل ہو شرک ... نرع کر ... اسکو ... ساتھ توکل ... ۱۲ منہ

مطلب منافق ... مین ... ۱۲ منہ

جو لوگ ایمان لائے اور ... نیک ... ۱۲ منہ

بیان ... بدعت

کے اُسپر پس بدعت ضلالت کہنے سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر ضلالت بھی ہین کہ خدا اور رسول اُنسے راضی
ہین جیسے تراویح وغیرہ مثل ترتیب اور کتابتِ قرآن اور تصحیح و تدوینِ حدیث دوسرے یہ کہ جو امر قرون ثلثہ
مشہود لہا بالخیر مین مروج ہوا ہو وہ قطع نظر حسن و قبح امر سے بدعت نہین ہے اور جو بعد قرون ثلثہ
نکلا وہ بدعت ہے اور یہ سراسر غلط ہے اسواسطے کہ تراویح کو حضرت عمرؓ نے بدعت کہا اور وہ زمانہ
صحابہ تھا پس قرون ثلثہ مین بدعت ثابت ہے اور قید رواج بھی مخالف حدیث ہے کہ فرمایا ہے
اصحابی کالنجوم بایّھم اقتدیتم اھتدیتم یعنی اصحاب میرے مثل ستارون کے ہین جسکی پیروی
کروگے راہ یاب ہوگے اور اگر یہ بات صحیح ہو کہ جو کچھ قرون ثلثہ مین نیا نکلا وہ بدعت نہین تو چاہئے
کہ مذہب نواصب و خوارج اور روافض اور مرجئہ اور قدریہ اور معتزلہ اور مذہب مخلوق ہونے کلام اللہ
کا یہ سب ضلالت اور بدعت سیئہ نہون باوجودیکہ اتفاق ہے اہل سنت کا کہ یہ سب مذاہب ضلالت
ہین پس قرون ثلثہ مین بدعت حسنہ مثل تراویح اور بدعت ضلالت مثل مذہب شیعہ اور نواصب
دونو موجود ہین اور یہ بات کہ جو کام بعد قرون ثلثہ نکلا وہ بدعت ضلالت ہے مردود ہے حدیث
مثل امتی کمثل غیث لا یدری اولھا خیر او وسطھا او اٰخرھا سے یعنی اُمت میری مثل مینہ کے
ہے نہ معلوم کہ اول بہتر ہے یا اوسط یا آخر پس توقع خیر وسط اور آخر مین بھی ہے یہ بات نہین کہ بعد
قرونِ ثلثہ خیر نہین ہی سب ضلالت ہے اور ایسی ہی رد کرتی ہے یہ حدیث من سنّ فی الاسلام
سُنّۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا ومن سنّ سُنّۃ سیّئۃ فلہ وزرھا ووزر
من عمل بھا یعنی جسنے نکالا دین اسلام مین طریقہ نیک واسطے اُسکے ہے ثواب اُسکا اور جو کوئی
عمل کرے اُسپر اور جسنے نکالا طریقہ بد پس واسطے اُسکے ہے گناہ اُسکا اور گناہ عمل کرنیوالون کا
اُسپر پس تعمیم من سنّ فی الاسلام سنۃ شامل ہے ہر زمانہ کو اور ایسی ہی دلالت ہے اسپر کہ جو
طریقہ نکلا ہر زمانہ مین نیک و بد ہوگا بے خصوصیت قرون ثلثہ کے اور دلالت ہے اسپر کہ بدعت
نیک و بد دو تو ہوتی ہین اور قرون ثلثہ کی نسبت جو خیر ہونا فرمایا ہے اُس سے یہ بات ثابت
نہین ہوتی کہ جو کچھ نئی بات اِس زمانہ مین نکلی وہ بدعت ضلالت نہین ورنہ مذہب نواصب
اور روافض ضلالت نہوتا اور ہونا خیر کا اور نکلنا طریقۂ نیک کا بعد قرون ثلثہ بھی بموجب
احادیث مذکورہ ثابت البتہ پیروی خلفاے راشدین اور صحابۂ کرام کی ہدایت ہے بموجب حدیث

کے اور تابعین اور تبع تابعین کے واسطے یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ انکی کل پیروی ہدایت ہو اور بہتری زمانہ سے یہ بات کچھ ضرور نہین ہے کہ اُس زمانہ کے مخترعات بھی سب نیک ہون پس یہ عقیدہ سراسر غلط ہے اب معنی بدعت ضلالت کے کلامِ شارع سے سمجھنے چاہئین موافق اقوال علمائے اہلِ حق کے پس صحیح بخاری اور مسلم مین ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے من احدث فی امرنا ھذا مالیس منه فھو رد یعنی جسنے نئی نکالی بیچ کام ہمارے اس کام دین کے وہ چیز کہ نہین ہے اُسمین سے پس وہ مردود ہے اور احداث کے لئے کوئی زمانہ مقرر نہین فرمایا قرون ثلثہ مین ہون یا بعد قرون ثلثہ چنانچہ جملہ اسمیہ دلالت اسی دوام اور استمرار پر کرتا ہے اور اسی وجہ سے عمر رضہ نے تراویح کو بدعتِ نیک کہا اور ایسی ہی تعمیم مُحدَث کی ہے لفظ مَن کے ساتھ کہ کوئی کسی زمانہ مین ہو اور امرنا ہذا سے مراد امر رسالت اور دین ہے بدلیلِ حدیث تابیر النخل کے چنانچہ فرمایا ہے انتم[1] اعلم بامور دنیاکم واذا امرتکم من دینکم فخذوہ اور ایسے ہی قصۂ بریرہ مین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے خاوند کو اختیار کرے اور جب اُسنے پوچھا کہ یہ حکم رسالت ہے یا سفارش اور صلاح تب فرمایا کہ حکمِ رسالت نہین ہے مشورت اور مصلحت ہے خواہ قبول کر خواہ نہین اور دین کے معنی جزا کے ہین اور جب پیغمبر کا کام حکم کرنا ایک کام کا ہے اور اُسپر بشارت دینی یا منع کرنا ایک کام کا ہے اور اُسپر ڈرانا جیسے قرآن مین ہے اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ٥ اسلئے احکامِ رسالتِ پیغمبرِ خدا صلعم کو احکام دین کہتے ہین پس مراد امرنا ہذا سے وہی کام دین کے ہین جو منصبِ رسالت سے فرمائے ہین انہین نئی بات مخالف اُن کامون کے نکالنی بدعتِ سیئہ اور ضلالت ہے اور موافق اور مؤید[2] انکی بدعت حسنہ ہے اور نئی بات نکالنی کامون رسم اور عادات مباحہ غیرِ دین مین داخلِ بدعت نہین خواہ وہ رسم و رواج کسی قوم کا ہو خواہ کسی شہر کا اسلئے کہ ہر قوم اور ہر ملک مین جُدا جُدا رسوم اور عادات ہین جیسے کھانا شب دیگ کا یا پینا ہر وقت چاہ کا عادت اہل کشمیر ہے اور کھانا ارہر کی دال اور خشکہ کا عادت اہلِ بنارس اور مچھلی خشکہ کھانا عادت بنگالیون کی ہے یا پکانا بڑی خشکہ کا شادیون مین واسطے مہمانون کے رسم اہلِ خطہ ہے اسیطرح ہر ملک مین کھانے پینے اور لباس اور شادی اور غمی مین ہر ایک قوم کی جدا جدا ایک عادت اور رسم ہے چنانچہ میوات مین اکثر عورتین تنگ پاجامہ

[1] تم خوب جانتے ہو اپنے دنیا کے کامون کو اور جب مین حکم دون کسی دین کے کام کا پس تعمیل کرو اسکی ۱۲ منہ

[2] یعنی ایسی نئی باتین جو مضبوط کرنے والا اور سرسبز کرنے والا اور ترقی دینے والا ایمان والون کے ہو ۱۲

پہنتی ہین اور پورب مین غرارہ دار اور کابل مین اکثر لوگ چغے اور بمبئی مین اکثر صدریان اور بنگالہ
مین ساڑھیان پہنتی ہین اور کشمیر مین عورتین کرتہ پہنتی ہین اور دہلی اور لکھنؤ مین انگیا کرتی پہننے
کی رسم ہے اس رسم مین کوئی نئی بات نکالنی مخالف رسم قوم بدعت نہین جب تک مخالف دین
نہو یعنی لباس متکبرانہ نہو اور اسراف بھی نہو اور ستر عورت بھی رہے اگر اسکے خلاف ہوگا جو حکم دین
ہے تو بدعت سیئہ ہو جاویگا اسیطرح طعام شادی مین رسمین مختلف مین میوات مین شکرانہ ہوتا ہے
اور دہلی مین پلاؤ وغیرہ کی رسم ہے اور مارواڑ مین شیرہ پوری اسمین کوئی امر نکالنا خلاف رسم و عادت
قوم بدعت نہین البتہ جو احکام کھانے سے متعلق ہین از روئے حرمت اور کراہت اگر وہ پائے
جائینگے کسی ترکیب مین مثل فخر اور سمعہ اور شکر کے تو بدعت سیئہ ہے جیسے تاڑی پورب مین۔
اور ربڑی جو مثل دلیہ کے میوات مین کھاتے پکاتے ہین بدعت نہین۔ اسقدر یاد رکھنا چاہیئے
کہ رسم اور رواج مباحہ مین کوئی بات نئی نکالنی مخالف رسم کے بدعت نہین جب تک مخالف حکم
دین نہو۔ اور احداث یعنی نیا نکالنا ہر امر مین دو طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ جو اصل مراد اُس کام سے
ہے فوت ہو جاوے مثلاً قینچی کہ مطلب اُس سے کترنا کپڑہ و کاغذ وغیرہ کا ہے اگر کوئی ایسی ترکیب
نکالے کہ اُس سے کچھ کترا نہ جائے اور مطلب اصلی اُس سے جو تھا مفقود ہو تو اسکو قینچی نہین کہنے کے
گو صورت قینچی کے کچھ باقی رہے۔ دوسرے یہ کہ جو مراد اُس سے ہے وہ بوجہ احسن ظہور مین آئے مثلاً
قینچی ایسی ترکیب کی نکالے کہ دونو حلقے باہم ملکر مختصر ہو جائین اور کترنے کپڑے وغیرہ مین بہت
چاق ہو تو بہت تحفہ قینچی کہینگے جیسے معالجہ اصول یونانی مین پہلے مسہل سقمونیا اور ایلوے وغیرہ
کا تھا بعدہ نقوع املتاس مع سنا وغیرہ نکلا مگر اسکو مخالف اصول یونانی نہین کہتے اسلئے کہ تنقیۂ
اخلاط جو اُس سے مقصود تھا اس سے بخوبی حاصل ہے پس جب احداث دو طرح کا تھا اسلیئے
جناب رسالت مآب قائل او تیت جوامع الکلم نے اُس احداث کو مشرح کیا اور فرمایا ما لیس منہ
اگر یہ نفرماتے تو کل محدثات مثل تراویح وغیرہ بدعت سیئہ ہوتی اب ما لیس منہ کہنے سے معلوم ہوا
کہ جو کچھ مخالف امر دین نہین ہے بلکہ موافق اور موئد ہے جیسے تراویح اور فقہ اور نحو اور طرق ذکر اذکار
شغل اور مراقبہ اور محاسبہ کے وہ مقبول اور نیک ہین اور جو کام مخالف امر دین ہے جیسے مذہب
روافض اور خوارج اور دیگر اہل بدع اور اہوا کا وہ نامقبول اور مردود ہے اور غلط ہوئی یہ بات کہ

ہر نیا امر موافق امر دین ہو یا مخالف وہ بدعت سیئہ ہے اسلئے کہ اگر یہ مطلب ہوتا تو مالیس منہ فرماتے
من احدث فی امرنا ھذا فھو رد کافی تھا پس مراد مالیس منہ سے وہ ہے کہ موید اور موافق اصول
مسلمۂ دین کے نہو بلکہ مخالف ہو ورنہ جب ایک امر نیا نکلا تو بعینہ وہ پہلا امر نہین رہتا بلکہ کوئی
خصوصیت زمانی اور مکانی اور تخصیص وضع وغیرہ اُسکے ساتھ اور بھی ملحق ہوگی وہ اگر موافق اور موید
امور دین نہو بلکہ مخالف ہو تو مردود دین اور بدعت سیئہ ہے اور محدثات امور سے حدیث ایاکم و
محدثات الامور مین وہی امور مراد ہین کہ مخالف احکام رسالت ہون ورنہ تراویح بدعت حسنہ اور
سنت نہوتی اور حضرت بلال رضہ نے جو دو رکعت نماز بعد وضو نئی پڑھنی شروع کی تھین بے تعلیم آنحضرت
صلعم کے سنت تقریری نہوتین پس جب نماز جنس عبادت سے تھی اور عبادت ایک امور دین سے
ہے کچھ تعین زمان اور تعداد رکعات اور تخصیص وضع جلسات سے بدعت ضلالت نہوئی اسلئے کہ
یہ مخصصات محدثہ اُسکو عبادت ہونے سے خارج نہین کرتے نہ کچھ مخالفت امر دین مین ان محدثات
سے پیدا ہوتی ہے کہ مالیس منہ مین داخل ہون اور بدعت ضلالت تصور کئے جاوین اور اسی جگہ سے
مولوی رفیع الدین صاحب نے اپنے فتوے مین لکھا ہے کہ طعام فاتحۂ بزرگون مین بے شبہ امر مستحسن
ہے اور تخصیص ماکولات کی جیسے فاتحہ شیخ عبدالحق اور اصحاب کہف اور فاتحہ امام حسین رض مین فعل
مخصص ہے باعث منع نہین ہوسکتا ہے یہ تخصیصات قسم عرف اور عادت سے ہین چنانچہ تخصیص
کھچڑہ کی فاتحۂ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ مین درمختار مین ہے اور تخصیص آنحضرت صلعم کی
بیچ ذبح جانور اور تقسیم گوشت کے ساتھ دوستان خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا کے حدیث صحیح سے
ثابت ہے فقط اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے فتوائے جواز عرس مین لکھا ہے کہ ہیئت مجموعی جو بہت
سے آدمی جمع ہوکر ختم کلام اللہ کرتے ہین اور فاتحہ شیرینی یا کھانے پر دیکر تقسیم کرتے ہین یہ معمول
زمان پیغمبر خدا صلعم اور خلفائے راشدین مین نہ تھا اور اگر کوئی کرے تو کچھ ڈر نہین کہ اسمین کچھ قباحت
نہین بلکہ فائدہ زندون اور مردون کو حاصل ہے اور مولوی رفیع الدین صاحب نے لکھا کہ امداد بدعا و
ختم وطعام بدعت مباح ہے کوئی وجہ قباحت کی نہین ہے اور اسی جگہ سے منع کرنا حضرت عمر رض
کا عورتون کو مسجد مین آنے سے واسطے نماز کے بدعت ضلالت نہوا بلکہ حضرت عائشہ رض نے فرمایا
کہ اگر عورتون کو اس صفت پر جناب رسول مقبول صلعم بھی دیکھتے تو منع فرماتے باوجودیکہ حضرت کے

وقت مین عورتین مسجد مین نماز کو آتی تھین اسلیئے کہ پرہیزگاری ملاک امر دین ہے اور باہر نکلنے سے
عورتون کے اندیشہ فساد زنا وغیرہ ہوتا ہے خصوصًا جب شہوت غالب ہو اور تقویٰ کمتر اور حکم
الٰہی ہے یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ یعنی آنکھین بند رکھین غیر مردون کے دیکھنے سے اور باہر
نکلنے مین مخالفت اِس امر کی لازم آتی تھی پس یہ ممانعت مالیس منہ مین نہ داخل تھی اسیواسطے
محمود ہوئی اور بُری نہوئی پس احکام رسالت کو اسطرح سمجھنا چاہئے کہ جیسے طب یونانی مین قواعد
بوعلی سینا کو سطر اور قانون کلی سمجھتے ہین اگرچہ کسی وقت کسی امر جزئی مین کسیکو مخالفت معلوم
ہو ظاہر مین جیسے سہل الملتاس مگر جب تک اصول کلیہ مقررہ اُسکے سے خارج نہو خلاف طب
یونانی نہین اور جب جاننا علم عقائد اور مسائل نماز روزہ اور حلال حرام کا فرض تھا کہ حدیث
مین ہے طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة اور یہ سب علم قرآن حدیث مین ہین اور
وہ عربی زبان ہے بے صرف اور نحو کے کچھ نہین معلوم ہوتا اسلیئے علما نے نحو کو بدعت واجب
لکھا ہے کہ ذریعہ علم قرآن اور فہم حدیث ہے اور وہ فرض ہے وقت پیش آنے معاملہ کے ہر شخص پر
ورنہ فرض کفایہ ہے پس جو امر مخالف مقصود دین ہے وہ البتہ بدعت ضلالت ہے جیسے مطلب لباس
سے دین مین تستّر ہے اور دفع برد اور اظہار شکر خدا نہ تبختر اور افتخار پس غرض جس لباس سے
تبختر اور تکبر ہو نہ تستّر وہ بدعت سیئہ ہے اور ایسا ہی نکاح کا حال ہے کہ مقصود اُس سے دین مین
حفظ نسل ہے اور حفظ اموال اور احصان نہ استیفائے لذت شہوانی چنانچہ فرمایا ہے مُحْصِنِيْنَ
غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ پس جو کوئی نکاح فقط شہوت رانی کو کرے اور مقصود احصان وغیرہ نہو بلکہ ناز
و عشوہ اور جمال اور دلال ظاہری کو عفت عورت پر اختیار کرے اور جب وہ بات اُسمین سے زائل
ہو جائے طلاق دیکر دوسری عورت ایسی ہی تلاش کرے واسطے نکاح کے مثل متعہ کے اسی نیت
سے کہ جب تک وہ جوان اور خوبصورت ہے ایسا نکاح بدعت سیئہ ہے اور جو امر موافق اور موید
اصول دین ہے وہ بدعت نیک ہے جیسے علم نحو کہ علما اسکو بدعت مفروضہ کہتے ہین۔ اور ایسے ہی
مسائل فقہ مجتہدین بدعت حسنہ ہین چنانچہ علم فقہ کو علم دین کہتے ہین اگرچہ یہ مسائل پیچھے مجتہدون
نے نکالے ہین مگر جو کہ مُخرج اُنکا احکام رسالت ہین اسلیئے انپر مالیس منہ کہنا صادق نہین آتا بلکہ
محل استنباط اور مقیس علیہ ان مسائل کا احکام اور اصول دین مین یہ بھی داخل علم دین مین جیسے کہ

بعض صحابہ نے پیغمبر خدا صلعم سے عرض کیا کہ جب قرآن اور حدیث مین نہ پاؤنگا تو اجتہد برائی[۱]
اور آپنے فرمایا ہے کہ الحمد للّٰہ الذی[۲] وفق رسول رسولہ ادر ابو داؤد اور ابو حزم وغیرہ اصحاب ظواہر
جو منکرِ قیاس ہین اُنکا مذہب اہل سنت کے نزدیک مردود ہے چنانچہ اُنہون نے بھی بعد معقید
ہونے کے توبہ کی ہے آور ایسے ہی بیع قرآن اور اجرت کتابت قرآن پر لینی بدعت حسنہ ہے
کہ بعد زمانِ خلفاے راشدین یہ امر نیا نکلا اور صحابہ اور تابعین اِسکو بُرا جانتے تھے اور امام اعظم
رحمۃ اللہ علیہ اور اُنکے استاد امام نخعی مکروہ فرماتے تھے چنانچہ فتح العزیز مین بیچ تفسیر آیۂ وَیَکْتُبُوْنَ
الْکِتَابَ بِاَیْدِیْهِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِیَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا کے مین سب
حال مفصل لکھا ہے کہ زمانِ صحابہ مین قلم دوات منبر پاس رکھتے تھے ہر کاتب قدرے قرآن لکھدیتا
تھا اسطرح قرآن لکھا جاتا تھا اور اقوالِ صحابہ درباب منع بیع قرآن اور ممانعت اُجرت پر لکھنے قرآن
کے اُسمین مذکور ہین اور آخر مین یہ بھی لکھا ہے کہ یہ بدعتِ حسنہ ہے آور ایسا ہی حال ہے اُجرت
تعلیم قرآن و حدیث اور فقہ اور آذان دینی اور نماز پڑھانے اور خطبۂ نکاح پڑھانے کا اور اُجرتِ
قضا اور افتا اور احتساب اور تحصیلِ خراج اور عُشر اور زکوٰۃ کا کہ زمانِ سابق مین یہ کام حسبۃ
للّٰہ لوگ کرتے تھے اور سلاطینِ عادل مال مسلمین سے کچھ دیتے تھے نہ بطور مزدوری کے بلکہ بطور اعانت
کے اور اُجرت لینے کو عبادت کے کام پر حرام کہتے تھے آور متاخرین علما جو اُسکو جائز کہتے ہین وہ
اِس اُجرت کو بعوض حاضر رہنے مکانِ خاص اور زمانِ معین کے مباح کہتے ہین نہ مقابل عبادت
کے اسلئے کہ جب محض ثواب کی نظر سے کوئی قرآن پڑھانے والا نہ ملا کہ تمام دن پڑھاوے اور
اجرت دیکر سکھانا نہ جاوے تو قرآن پڑھنے سے لوگ محروم رہتے ہین کہ عمدہ عبادت اور جڑ دین کی
ہے اور جب قرآن پڑھانا فقط عبادت ہے اور ایک مکانِ خاص مین بیٹھنا اور وقت معین پر
حاضر رہنا عبادت نہین بلکہ امر مباح ہے اسلئے اجرت مقابل اس تعین زمان اور خصوصیت مکان
کے ہے نہ مقابل قرآن پڑھانے کے آور ایسا ہی حال اذان اور امامت کا ہے پس یہ بدعت حسنہ
ہے اسلئے کہ مخالفِ امر دین کے نہین بلکہ مؤید دین ہے کہ بغیر اسکے بہت سارے کام دین کے مختل
اور خراب رہتے ہین آور اس جگہ بعض لوگ کہتے ہین کہ نئی باتین نکالنی امر دین مین بدعت مردودہ
ہین اور لباس اور طعام اور صناعات مین مثل نقاشی و زرگری خیاطی وغیرہ اور علوم غیر دین مین مثل

[۱] تو اپنی عقل سے اجتہاد کرونگا ۱۲ منہ

[۲] سب تعریفین ثابت ہین واسطے اللہ کے جسنے توفیق دی رسول رسول اللہ صلعم کو ۱۲ منہ

موسیقی و نیرنجات و طلسمات وغیرہ مین کچھ بدعت نہین یہ نادانی اور غلط فہمی ان لوگون کی ہے بلکہ حکم
رسالت اور دین ہر چیز سے خواہ قسم لباس و طعام سے ہو یا کسی علوم و صنائع سے ایکطرح کا علاقہ رکھتے
ہین وجوب اور امتناع اور اباحت سے مثلاً لباس مین بقدر ستر عورت فرض ہے اور درازی جامہ اسقدر
کہ ٹخنے ڈھک جائین بطریق تکبر منع ہے اور ٹخنے سے اونچا مباح ہے اسیطرح لباس ریشمی اور معصفر اور
زعفرانی مردون کو حرام ہے اور علی ہذا القیاس بہت سارے احکام لباس ہین کہ کتب فقہ اور حدیث
مین موجود ہین اب اگر کوئی ایسا لباس نکالے کہ اُسمین ستر کھلا رہتا ہو البتہ بدعت ضلالت ہے
جیسے بعض فقرا رسول شاہی وغیرہ رکھتے ہین یا ایسا لباس نکالے کہ اُسمین اسراف ہو یا تبختر اور تکبر کے
آثار بہمہ جہت موجود ہون خالی بدعت سیئہ سے نہو گا اور اسیطرح احکام طعام ہین اگر کوئی ایسی ترکیب سے کھانا پکاوے کہ جسمین
تنفر پیدا ہو البتہ بدعت سیئہ ہے یا مثل ہنود کے برہنہ سر اور بدن ہو کر کھانا اختیار کرے یا ترکیب مجمع خوان مین کہ
انواع اطعمہ کثیر فخر اپنے روبرو رکھکر کھانا ایجاد کرے یا ترک طعام یا تقلیل کسی ترکیب سے اسقدر کرے کہ عبادات مفروضہ ادا کرنے
مین قصور واقع ہو یہ بدعت سیئہ ہین اور کھانے مین لباس سے زیادہ بدعات نکلتی ہین مقدار طعام اور جنس طعام اور ترکیب
پخت و پز اور طریق اکل مین غور کرنے سے معلوم ہوتی ہین - اور صناعات اور علوم کا حال یہ ہے کہ اگر
وہ ممنوع ہے شرعاً مثل نجوم اور موسیقی اور مصوری تو اُسمین نئے نکالنا اور باجو نکالنا اور قواعد نجوم اور تصویر
کا بطریق اولی بدعت ضلالت ہے اور اگر وہ علوم اور صناعات قسم لہو و لعب سے ہین مثل طلسم
اور نیرنج وغیرہ کے تو زیادتی ایسے کامون مین سا تھہ نکالنے نئی باتون کے ظاہر ا بدعت سیئہ ہے اور
اگر وہ صناعتین امور مباحہ سے ہین مگر کچھ منفعت نہین جیسے نقاشی زرگری گلکاری کہ انسے کچھ فائدہ
مرتب نہین بجز نزہت خاطر یا زینت اور افتخار کے پس ایسے کامون مین کمال پیدا کرنے اور ایجاد کرنے
نئی باتون کو بجز کھونے عمر کے لہو و لعب مین اور کیا کہہ سکتے ہین اور نکالنا لہو و لعب کا بدعت سیئہ
ہے اور اگر وہ کام امور مباحہ نافعہ سے ہے جیسے نجاری خیاطی وغیرہ تو اُسمین اگر کوئی بات
ایسی دغا کی نکالے کہ جسمین کام بنوانے والے کو نقصان پہونچے تو وہ بدعت ضلالت ہے مثلاً
اگر خیاط ایسی قطع کپڑون مین نکالے کہ اسراف ہو یا نقصان سلانے والیکا یا اطلس کی ٹوپی مردون
کے لئے سینی ایجاد کرے تو یہ بدعت سیئہ ہے اور غور کرنا چاہئے کہ اجارہ مین جو شرائط کہ دین
مین مقرر ہین کہ اجرت معلوم ہو مجہول نہو اور وہ اجرت عمل مزدور سے نہ پیدا ہوئی ہو اور ایسے کام پر کہ

اُسمین محنت بھی ہو اور وہ کام مباح ہو فرض نہو مثل نماز روزہ کے پس اگر کوئی ایسے کام پر اجرت لے
کہ اُسمین یہ شرطین نہون بلکہ کوئی بات اپنی طرف سے ایجاد کرے مثلاً اپنی عزت اور وجاہت کے
سبب سے جو کام کرے اُسپر اجرت لے اور کہے کہ یہ مزدوری مقابل نگہداشت مزاج حاکم ہے یا اُجرت وکالت
کو درست سمجھکر اجرت صلح متخاصمین سے لے پس یہ اُجرت بدعت سیئہ ہے اور اسیطرح بیع اور قراض
اور ربوا اور سلم اور شرکت وغیرہ معاملات کی شرائط اور مستحسنات دین مین مقرر ہین اگر کوئی شخص کوئی اور
بات نکالے کہ دین مین شارع سے مقرر نہین اُسکو بجائے اُس امر کے کہ شارع سے مقرر ہے شرط
یا رکن اس کام کا سمجھے یا کسی شرط اور رکن شرعی کو غیر معتبر سمجھے مثلاً سُور کی یا غلام بھاگے ہوے
کی بیع کرے اور یہ کہے کہ سور مین منفعت ہے اور بیع اُس چیز کی جس سے منفعت ہو درست ہے اور غلام
مفرور خارج ملک سے نہین ہوتا ہے اور بیع مملوک جائز ہے یا شئے غیر مقبوضہ کو بعد خرید کے بیچے اور کہے
کہ خریدنا بجائے قبضہ کے ہے یہ سب بدعات سیئہ ہین اور اسیطرح بیع سلم مین اگر وقت مشکوک
رکھے کہ مبیع رمضان مین یا ذی الحجہ مین لے لونگا یا یہ کہے کہ نماز بے رکوع ہو جاتی ہے کہ قیام سے
سجدہ مین جب آدمی جاتا ہے تو حالت رکوع از خود ادا ہو جاتی ہے پس جس کام مین کہ حکم شارع
سے مقرر ہے اسکی خلاف کوئی بات ایجاد کرلے بدعت سیئہ ہے اور اکثر صناعات اور معاملات
وغیرہ مین کچھ نہ کچھ حکم شارع سے لگا ہوا ہے پس اُسمین خلاف اُسکے نئی بات بدعت مردود ہے
مگر وہ لوگ جنکو آگاہ کرنا بدعات سیئہ پر کچھ مقصود نہین بلکہ مطلب اصلی گھٹانا محبت اور عظمت
انبیا اور صلحا کا ہے بحیلۂ شرک و بدعت عوام الناس کے دلون مین سے وہ ایسی بدعات کو نہین
ظاہر کرتے بلکہ اکثر باتین جنکو علمائے اہل سنت مباح اور نیک کہتے ہین یا داخل رسم و عادات ہین
اُنکو بدعت کہکر لوگون کو انبیاء و اولیا سے متنفر کرتے ہین اور یہ نہین غور کرتے کہ محبت اور عظمت
مخلصان خدا کی دل مین سے کم ہونی باعث کم ہونے محبت خدا کا ہے پس ظاہر ہوا حدیث ترمذی
اور حدیث من سن فی الاسلام اور اثر عمر رض سے کہ بدعت نیک اور بد دو طرح کی ہین اور بدعت بد اور
مردود وہ ہے کہ مخالف حکم شارع اور احکام رسالت ہو اور جو بدعت موید اور موافق احکام دین ہے
وہ سنت ہے مثل تراویح کے یا واجب مثل نحو اور فقہ وغیرہ کے یا مباح اب بیان کئے جاتے ہین اسپر
اقوال علمائے سلف کے سنداً جو مذکور ہین ہدایہ مکیہ مین ملخصاً اور ملتقطاً۔ کہا ہے ابو عمر عبد العزیز بن

عبدالسلام نے کتاب قواعد مین کہ بدعت یا واجب ہے یا حرام یا مستحب یا مکروہ یا مباح اور طریقہ اسکے
معلوم کرنیکا یہ ہے کہ پیش کیجائے بدعت قواعد شریعت پر اگر داخل قواعد ایجاب ہے تو واجب ہے اور جو
داخل قواعد تحریم ہے تو حرام ہے اور جو داخل قواعد کراہت اور ندب ہے تو مکروہ اور مندوب ہے اور داخل
اصول مباح ہے تو مباح ہے پس شغل علم نحو کہ جس سے معنی قرآن اور حدیث سمجھے جاتے ہین واجب
ہے اسلئے کہ حفظ شریعت واجب ہے اور وہ بغیر اسکے ممکن نہین اور جو چیز کہ بغیر اسکے اتمام واجب
نہو سکے وہ بھی واجب ہوتی ہے اور اسیطرح واجب ہے علم اصول فقہ اور کلام کرنا جرح اور تعدیل مین
اور جدا کرنا صحیح اور سقیم کا اور یا دکرنا غریب الکتاب اور سنت کا لغت سے اسلئے کہ حفظ شریعت فرض
کفایہ ہے اور بغیر ان کامون کے ممکن نہین اور مذاہب قدریہ اور جبریہ اور مرجئہ اور مجسمہ بدعت
حرام ہین اور رد کرنا ان بدعات کا واجب اور تعمیر سراؤن اور مدرسون اور تراویح اور علم دقائق
تصوف اور کام نیک کہ زمانہ سابق مین نہ تھا اور محفل علما واسطے تحقیق مسائل دین کے سب بدعات
مندوبہ ہین اور زخارف مساجد اور تزئین مصاحف بدعت مکروہ ہے اور مصافحہ بعد نماز فجر اور عصر
اور وسعت اکل حلال اور لباس اور مکان مین بدعت مباح ہے اور روایت کیا ہے بیہقی نے بسند
بیچ مناقب شافعی کے کہ کہا امام شافعی رح نے کہ محدثات امور دو طرح پر ہین ایک وہ کہ نیا نکلا اور
نیک ہے بلا اختلاف یہ بدعت محدثہ غیر مذمومہ ہے کہ جیسے کہا عمر رضہ نے بیچ قیام رمضان کے کہ نعمت
البدعۃ ہذہ یعنی یہ محدث ہے کہ پہلے نہ تھی اور نیک ہے فقط پس کلام ابن عبد السلام اور امام شافعی
رح کا باطل کرتا ہے اسکو ہر بدعت ضلالت ہو اب ذکر ہی سند معنی حدیث کا جو مذکور کئے گئے
کہا حافظ ابن حجر عسقلانی نے بیچ فتح المبین شرح اربعین امام نووی کی اشرح حدیث عائشہ رضہ
مین قالت قال رسول اللہ صلعم من احدث ای انشا واخترع من قبل نفسہ فی امرنا
ای شاننا الذی نحن علیہ وھو ماشرعہ اللہ ورسولہ واستمر العمل بہ ومن ثم جاء فی
روایتہ دیننا والمراد الحکم ھذا مالیس منہ مماینا فیہ اولا یشھد لہ شئ من قواعدہ
وادلتہ فھو رد ای مردود علی فاعلہ لبطلانہ وعدم الاعتداد بہ سواء کانت ضا ما نتہ
لما ذکر لعدم مشروعیۃ بالکلیۃ اولاخلال لشرطہ اور رکنہ عبادۃ کان او عقدا
او للزیادۃ علی المشروع اولا رتکابہ منھا او فیہ الی آخرہ چنانچہ خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہے کہ

که جس شخص نے نکالی نئی بات اپنے دل سے احکام خدا اور رسول مین مخالف احکام شرع پس وہ مردود ہے
برابر ہے کہ ہو مخالف امر دین مین بسبب غیر مشروع ہونے اُسکے بالکل یا بسبب خلل کسی شرط یا رکن کے
عبادت ہو یا کوئی عقد معاملہ یا بسبب زیادتی کے کسی امر مشروع پر جیسے نماز بے وضو کے یا بسبب مرکب
ہونے اُسکے غیر مشروع سے یا واقع ہونے سے غیر مشروع مین جیسے نماز بیچ مغصوب کے یا حج ساتھ مال
حرام کے یا ذبح مغصوب کا یا اعتکاف ساتھ کبیرہ گناہ کے یا روزہ تھا ایک کذب کے یا بیع تھا ساتھ ایک نجس کے اور سوا اسکے
وہ امر کہ نہی انمین بسبب امر خارج کے ہے موافق راے ضعیف کے بعض دلائل سے بخلاف اُنکے کہ نہی
جنمین بالذات ہے پس تحقیق وہ باطل کرتی ہے اُسکو جیسے ذبح کرنا احرام والے کا صید کو یا پہنا موزہ
کا بلا عذر پس نہ مسح کرے اُسپر اور جماع روزہ دار کا اور حاجی کا پہلے حلال ہونے سے اور وہ جو نہ مخالف
ہو کسی امر دین کے اسطرح پر کہ شاہد ہوں اُسکے لئے ادلہ شرعی یا قواعد شرعی پس وہ مردود نہین ہے بلکہ
مقبول ہے جیسے بنانا سراؤن کا اور انواع نیک کام کہ پہلے زمانہ مین نہ تھے پس یہ موافق امر شریعت
مین اسلیئے کہ صنع امر معروف اور معاونت بر و تقوی پر حکم ہے شریعت مین اور جیسے تصنیف علوم نافعہ
شرعی مین اور ثابت کرنا قواعد شرع کا اور نکالنا تفریعات کا اور بیان کرنا حکم اُنکا اور تفسیر قرآن اور
حدیث اور گفتگو اسانید مین اور تدوین اور تتبع کلام عرب اور استخراج علوم مثل نحو اور معانی اور بیان
کے اور مانند اسکے سب نیک ہین کہ معین ہین معرفت معانی قرآن اور حدیث مین پس حکم ماموربہ مین ہین اور
ایسے ہی تفریع اصول و فروع اور ضروریات علم حساب وغیرہ نیک ہے اور ایسی ہی کتابت قرآن ہے
اور تعین اور تدوین مذاہب اور تصنیف انمین واسطے مزید ایضاح کے اسلیئے کہ نہایت اُنکی دین ہے ایک
واسطہ یا کئی واسطے سے پس یہ کام مقبول اور مثاب اور ممدوح ہین اور مثال ان سب کی معاملہ ابوبکر
صدیق اور عمر فاروق اور زید بن ثابت ہے رضی اللہ عنہم بیچ جمع کرنے قرآن کے جب کہا حضرت عمر رض
نے جناب ابوبکر صدیق رض سے واسطے لکھنے قرآن شریف کے بسبب خوف مندرس ہو جانے قرآن کے
مرجانے صحابہ کرام سے جب بہت واقع ہوا قتال دن یمامہ کے پس توقف کیا حضرت ابوبکر رض نے
واسطے ہونے اسکے بصورت بدعت پھر کھولدیا اللہ تعالی نے سینہ اُسکا اور ظاہر ہوا کہ مرجع اسکا طرف
دین کے ہے اور یہ امر خارج دین نہین پھر بلایا زید بن ثابت کو اور حکم دیا ساتھ جمع کرنے قرآن کے پس
کہا زید بن ثابت نے کہ کیونکر کرتے ہین آپ وہ کام کہ نہین کیا رسول اللہ صلعم نے پس فرمایا کہ تحقیق یہ خیر

ہے اور دیر تک رہی رد و بدل انکی یہانتک کہ کھولدیا اللہ نے سینہ زید ابن ثابت کا جیسا کھولا تھا سینہ
ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا اور ایسے ہی معاملہ عمر رضہ کا ہے بیچ جمع کرنے لوگون کے واسطے تراویح کے مسجد
مین باوجود ترک فرمانے پیغمبر خدا صلعم کے چند شب کرکے اور کہا عمر رضہ نے نعمت البدعۃ ہذہ یعنی اگرچہ
یہ کام نیا حادث ہے مگر مردود نہین ہے بسبب مخالفت کے بلکہ موافق دین ہے کہ ترک پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کا خوف فرض ہوجانے سے تھا اب بسبب وفات آپکے وہ خوف جاتا رہا فقط اور کہا امام
شافعی رحمہ اللہ نے جو بات نئی نکلے اور مخالف کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر کے پس وہ بدعت ضلالت
ہے اور جو بات نئی نکلے نیک اور نہین مخالف کتاب اور سنت اور اجماع اور اثر کے پس وہ بدعت نیک
ہے اور کہا علامہ ابو شامہ نے کہ نہایت حق کام یہ ہے کہ نکلا بیچ زمانہ ہمارے کے جو کیا جاتا ہے ہر
سال موافق یوم پیدائش صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقات اور نیکیون سے ساتھ اظہار خوشی اور زینت
کے پس تحقیق یہ کام بسبب پہونچنے احسان کے فقرا کو مشعر محبت پیغمبر خدا صلعم ہے اور عظمت اور جلالت
آنحضرت صلعم بھی ہے بیچ دل کرنے والے اس کام کے اور ادائے شکر حق تعالیٰ بھی ہے اوپر بھیجنے ایسے
رسول رحمۃ للعالمین کے - اور بدعت سیئہ وہ ہے جو مخالف اسکے ہو صریحاً یا التزاماً اور یہ بدعت کبھی حرام
ہوتی ہے اور کبھی مکروہ اور کبھی طاعت اور قرب اور کہا بیچ شرح روایت مسلم کے من عمل منکم عملاً
لیس علیہ امرنا ای حکمنا واذننا بخلافہ الی آخرہ خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہے یعنی جسنے کام کیا ایسا
کہ نہین ہے اسپر حکم ہمارا اے حکم اور اذن ہمارا خلاف اسکے ہے اسی جگہ سے خوش ہوے رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم بسبب سے لینے خالد کے علم کو غزوۂ موتہ مین باوجود عدم حکم کے اور تعریف کی انکی اس
کام پر اسلیئے کہ یہ مصلحت عام تھی موقوف حکم خاص پر نہ تھی - اور ایسا ہی حکم ہے کل تخصیصات کا ساتھ
دلائل عام کے اسلئے کہ اسپر حکم شارع ہے خلاف حکم نہین ہے جیسے کہ تعریف کی رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے بلال رضہ کی دو رکعت نماز پر بعد ہر وضو کے باوجودیکہ انہون نے نہین سیکھا تھا رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم سے بلکہ استنباط کیا تھا مطلق حکم نماز سے فقط اور لکھا ہے فتح المبین مین حافظ ابن حجر
نے بیچ شرح حدیث ایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعۃ اور معنی بدعت کے لغت مین یہ ہین کہ
نئی نکالی جاوے ایک چیز بے مثال سابق جیسے فرمایا ہے بدیع السموات والارض یعنی موجد زمین اور
آسمان کا بے مثال سابق - اور شرع مین وہ چیز کہ نئی نکالی جاوے خلاف امر شارع کے اور مخالف دلیل

شرعی کے خاص ہو یا عام ضلالۃ اسلئے کہ حق امر شرعی ہین پس جو کام کہ نہ رجوع ہو اُسکی طرف امر شرعی
وہ گمراہی ہے اسلئے کہ نہین بعد حق کے مگر گمراہی اور مراد محدث سے وہی بدعت ہے اور گمراہی اُسمین
یہ ہے کہ اُسکی کچھ اصل شرع مین ثابت نہو باعثِ احداث فقط شہوت اور ارادہ ہو پس یہ باطل ہے
قطعًا بخلاف اُس محدث کے کہ جسکے لئے شریعت سے اصل ہے یا قیاس ایک نظیر کا ہے دوسری
نظیر پر یا بغیر اسکے پس یہ نیک ہے اسلئے کہ یہ طریقہ خلفائے راشدین اور ایمۂ دین کا ہے کہ عمر رض نے
تراویح کو نعمت البدعۃ کہا پس اطلاق لفظِ محدث اور بدعت سے یہ مذموم نہین ہوئی اور بدعت منقسم
ہے طرف احکام خمسہ کے حسب پیش کیجاوے قواعد شرعیہ پر پس بدعت یا فرض بالکفایہ ہے جیسے
سب علوم عربیہ کہ جنپر سمجھنا کتاب اور سنت کا موقوف ہے مانند نحو اور صرف اور معانی اور بیان اور
لغت کے اور جیسے علم جرح اور تعدیل اور جدا کرنا حدیث صحیح کا غیر صحیح سے اور تدوین فقہ اور اصول الفقہ
کرنا قدریہ لو جبریہ اور رد مرجئہ اور مجسمہ وغیرہ کا اسلئے کہ حفظِ شریعت فرض کفایہ ہے چنانچہ قواعد شرع اسپر دال ہین
اور نہین محفوظ رہتی شریعت بے ان کامون کے اور جو کام کہ بغیر اُسکے تمام نہو ایک واجب وہ بھی
واجب ہوتا ہے اور یا بدعت حرام ہے جیسے تمام مذاہب باطلہ سوائے مذہب اہل سنت وجماعت
کے اور یا بدعت مندوبہ ہے جیسے احداث مدرسون اور سرائون کا اور ہر نیک کام کا کہ پہلے نہ تھا
اور یا بدعت مکروہہ ہے جیسے تزویق مصاحف یا تزخرف مساجد اور یا بدعتِ مباح ہے جیسے فراخی
لذیذ کھانون مین جسطرح ذکر کیا ہے ابن عبد السلام نے اور اس تقریر سے معلوم ہوا کہ محدثات الامور
عام ہین اور مراد خاص اسلئے کہ سنت خلفائے راشدین بھی محدثات سے ہے اور ہمکو حکم ہے اُسکی
پیروی کا اور ایسی ہی سنت الخلفاء عام ہے اور مراد خاص اسلئے کہ جب فرض کیا جاوے کہ خلیفہ
راشد نے ایک طریقہ نکالا کہ دلیل شرعی مانع ہے اُسکے اتباع سے اور یہ منافی اُسکے رشد کو نہین ہے
اسلئے کہ خطا مصیب سے بھی ہوتی ہے اور کبھی کبھی مستقیم مین بھی ہو جاتی ہے اور تحقیق یہ ہے کہ کلام
یا عام ہے اور مراد بھی اُس سے عام جیسے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یا خاص ہے اور مراد بھی اُس
سے خاص جیسے فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْھَا وَطَرًا زَوَّجْنٰکَھَا یا عام ہے مراد اُس سے خاص جیسے
اُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اور یا خاص ہے اور مراد عام جیسے وَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا اے
نہ ایذا دے کچھ انتہٰی ترجمہ عبارت فتح المبین اور لکھا ہے سیرت شامی مین بیچ مقدمہ مولد رسول مقبول

صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ بیان کیا استحباب اور استحسان اسکا بہت علما اور ائمہ دین سے مثل ابوخیر سخاوی اور ابن جزری اور ابن کثیر اور ابن وحیہ اور ابوشامہ شیخ نووی اور ابن جوزی اور ابن طغربلی اور ابن قفل اور شیخ ابی عبداللہ بن محمد بن ابن نعمان اور جمال الدین عجمی اور یوسف حجار اور یوسف ابن علی بن زریق اور ابوبکر حجازی اور ابا موسیٰ زرہولی اور ابن بطاح اور مخلص کنانی اور ظہیرالدین ابن جعفر اور نصیرالدین اور شیخ عمر موصلی اور صدرالدین بن عمر وکہ ان سب علمانے ثابت کیا ہے حسن اسکا دلائل سے اور ایسا ہی امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم مین لکھا ہے کہ موافقت کرے قوم کی بیچ قیام کے جب کھڑا ہوا ایک اُنمین سے وجد سے یا باختیار اور کھڑے ہوے لوگ واسطے اُسکے پس ضرور ہے موافقت سے یہ آداب مین صحبت کے اور ایسے ہی دور کرنا عمامہ کا ہے واسطے موافقت صاحب وجد کے جب گر پڑے عمامہ اُسکا اور اُتار ڈالنا کپڑا جب پھاڑ ڈالے وہ کپڑا یہ موافقت حسن صحبت سے ہے اور مخالفت موحش جیسا حدیث مین ہے لکل قوم رسم ولا بد من مخالقة الناس باخلاقھم اور خاصکر اُن اخلاق مین جب حسن معاشرت ہو اور خوشی دل اور یہ کہنا کہ بدعت ہے اور نتھا زمانہ صحابہ مین پس نہین ہین کل مباحات منقول صحابہ سے اور سوائے اسکے نہین کہ محذور وہ بدعت ہے جو مزاحم سنت ماثورہ ہو اور نہین ہے کچھ منقول نہی سے اسمین پس قیام وقت داخل ہونے کسیکے نتھی عادت عرب کی بلکہ نہ تھے صحابہ کھڑے ہوتے پیغمبر خدا صلعم کے واسطے بھی بعض حال مین جیسے روایت ہے انس سے لیکن جب ثابت نہین اسمین نہی عام تو نہین دیکھتے ہم کچھ خوف اسمین بیچ اُن شہرون کے جہان عادت قیام ہے واسطے اکرام آنیوالے کے تحقیق قصد اس سے حرمت اور اکرام اور خوش کرنا دل کا ہے اور ایسے ہی تمام اقسام مساعدات مین جب قصد اُنسے طیب القلب ہو اور عادت ہو ایک جماعت کی پس نہین ہے گناہ بیچ موافقت کے بلکہ نیک ہے موافقت لگرچہ ان وارد ہوئی ہو نہی یہ تمام مذکورات مع عبارات اور حوالہ کتاب لمعہ مکیہ مین ہین اور لکھا ہے مولانا شاہ عبدالعزیز رح نے تفسیر عزیزی مین کہ مرتکب کبیرہ یا مصر بر صغیرہ کو لعنت نکرے اور مقابر مسلمین مین دفن کرے اور امداد بفاتحہ اور درود اور صدقات وخیرات اور استغفار لازم گنے اور فتوای جواز عرس مین لکھا ہے کہ جمع ہوکر ختم کلام اللہ کرنا اور فاتحہ شیرینی یا طعام پر دیکر تقسیم کرنا اگرچہ زمانہ پیغمبر خدا صلعم اور خلفا مین نتھا مگر کچھ قباحت اسمین نہین بلکہ

فائدہ زندون اور مردون کو ہے - اور مولوی رفیع الدین صاحب نے لکھا کہ امداد بدعا اور ختم اور طعام بدعت
مباح ہے کوئی وجہ قباحت نہین مگر ان وہابیون کے دل مین جو بجائے محبت اور عظمت کے توہین
اور دشمنی اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام ہے اس سبب سے جس بات مین عظمت ان لوگون کی پائی
جاتی ہے اُسکو بہ بہانہ شرک اور بدعت منع کرتے ہین گو وہ کام نیک ہوتا لوگون کے ایمان مین نقصان
ہوا اسلئے کہ محبت خدا اور رسول عین ایمان ہے اور دیگر امور بدعات کا لباس اور طعام اور معاملات
مین ذکر تک نہین کرتے بلکہ خود ہی نہین جانتے بموجب قاعدۂ وہابیہ کے پائجامہ پہنا بدعت ہے
کہ کبھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین پہنا و صحابہ نے بلکہ عمر رض نے نامون مین حکام اطراف کو
پہنے پاجامہ سے ممانعت فرمائی ہے جیسے بغوی نے ابو عثمان نہدی سے روایت لکھی کہ آیا ہمکو نامہ
عمر رضی اللہ عنہ کا اور ہم آذربیجان مین تھے کہ القوا السراویلات واتزروا والقوا الخفاف وانتعلوا
وایاکم والتنعم وزی العجم مگر چونکہ اسمین توہین اور حقارت کسی نبی یا ولی کی نہین اسلئے اسکا ذکر نہین
کرتے اگر ایسی بات کسی بزرگ کی نسبت ہوتی تو زبان زد ان لوگون کی ہوتی چنانچہ ہزارہا بدعات
لباس اور طعام اور عقود اور معاملات مین واقع ہین اور باتفاق علمائے محققین بدعت سیئہ ہین اور
ہزارہا آدمی اُسمین مبتلا ہین اُنکو کوئی ذکر نہین کرتا بلکہ حال کے واعظون سے پوچھو تو جاننے کے
بھی نہین سوائے ان چند کامون کے کہ جنمین اہانت بزرگون کے ہے اُسی کو بطور وظیفہ کے سب
واعظ پڑھتے ہین اور اکثر خلاف دین کے کہتے ہین اسلئے کہ جس اصل پر اُنکو بدعت کہتے ہین وہ اصل
ہے خلاف اور بدعت ہے اور جب وہ اصل ہی بدعت ہوئی تو فروعات اُسکے بطریق اولی بدعت
ہوئی بلکہ جن امور کو بدعت سیئہ کہتے ہین اُنمین سے اکثر نزدیک علمائے متقدمین اور ائمہ دین کے نیک
کام یا مباح ہین اور بعض مختلف فیہ اب طالب حق کو چاہئے کہ جس کام کو یہ لوگ شرک یا بدعت
کہتے ہین اُسکو کتب علمائے متقدمین اور فقہ مین بھی دیکھے کہ پہلے ائمہ دین نے کیا لکھا ہے فقط انکے
قیاس کو تسلیم نکرے اور گمراہی مین نہ پڑے اسلیے کہ یہ لوگ بے سند پہلے ائمہ کے قرآن سے اپنے مسئلے
قیاس کرتے ہین مثل خوارج اور روافض اور مرجئہ و جبریہ کے پس جیسے وہ گمراہ ہین ایسے ہی یہ بھی گمراہ ہین جب تک کہ موافق
اقوال علمائے اہل سنت کے نہون قابل تسلیم اور قبول نہین چنانچہ چند اصول اُن لوگون کے بیان
کئے جاتے ہین تاکہ اُسکی غلطی پر لوگ آگاہ ہون کہ کیسے مخالف دین کے قاعدے مقرر کئے ہین اور

ماتحت ہر ایک قاعدے کے صدہا فروعات ہین پس جب وہ قاعدہ غلط ہے تو سب فروعات بھی اُسکے
غلط۔ اب جو معنی بدعت کے بہ تحقیق ہوے کہ کوئی کام کسی زمانہ مین شیئاً مخالف حکم دین کے کوئی نکالے وہ
بدعت سیئہ اور ضلالت ہے یعنی حرام ہے یا مکروہ اور جو موافق اور موئد احکام دین ہے وہ بدعت حسنہ
ہے یعنی واجب یا مستحب یا مباح ہے چنانچہ معنی بدعت کے حدیث سے بیان کئے گئے اور گواہی لائی
گئی اُسپر قول امام شافعی اور دیگر علمائے دین سے جیسا کہ اوپر گذرا برخلاف وہابیہ کے کہ کہین دلیل
انکی اقوال پر علمائے سابق سے نہین اور سب قیدین اپنی طرف سے لگائی ہین بے سند اور وہ بھی مخالف
حدیث اور اقوال علمائے سنت کے جیسا کہ بیان ہوا معنی بدعت مین۔ اب ایک اصول وہابیہ سے
یہ ہے کہ ہر فعل مباح بلکہ حسن اور خیر بھی مداومت اور ملازمت سے اور اسیطرح تخصیص زمانی اور مکانی
سے بدعت ضلالت یعنی حرام یا کفر ہوجاتا ہے اسپر کوئی دلیل آجتک قرآن اور حدیث سے صریح نہین
لاسکتے نہ قول کسی مجتہد کا ایمۂ دین سے بلکہ قیاس ہے اُنکا اپنا فقط جیسے کہتے ہین کہ ایصال ثواب
بروح صلحا و دیگر اموات نیک ہے اور شرع سے ثابت مگر تخصیص یوم اور طعام وغیرہ سے بدعت ہوجاتا
ہے اور اسیطرح ہر عبادت نافلہ کو مداومت اور لزوم سے بدعت کہتے ہین اور یہ قاعدہ مخالف
حدیث ہے جیسا کہ صحیح مسلم مین عائشہ رض سے روایت ہے کہ فرمایا أحب الأعمال الی اللہ أدومہا
وان قل اور صحیح بخاری مین بھی مسروق رض سے کہا أی الاعمال احب الی اللہ قالت الدائم اور صحیحین
مین روایت ہے عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یا عبد اللہ
لا تکن مثل فلان انہ کان یقوم من اللیل فترك قیام اللیل اور مسلم مین عمر رض سے روایت ہے
کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من نام عن حزبہ او نسی فقرء ما بین صلوۃ الفجر کتب لہ
کانما قرء من اللیل اور حصن حصین مین لکھا ہے وینبغی من کان لہ ورد فی وقت من لیل او
نہارا و عقب صلوۃ او غیر ذلك ففاتہ ان یتدارکہ و یاتی بہ اذا امکنہ ولا یہملہ لیعتاد
الملازمۃ ولا یتساھل فی قضائہ پس غور کرنا چاہیئے کہ ایک امر خیر غیر فرض کے لئے کسقدر تاکید
مداومت ہے حدیثون مین کہ ہمیشگی اور ملازمت ایک وقت پر رکھے اور اگر وقت پر ادا نہو قضا کرے دوسرے
وقت بالکل نہ چھوڑے کچھ اس مداومت سے ایک وقت پر شارع نے نظر تشابہ بفرض نہ کی اور کہین یہ
نفرمایا کہ غیر فرض کا اہتمام مثل فرض کے کرنے سے بمداومت و ملازمت تشابہ بفرض لازم آتا ہے یہ

نچاہئے کفر ہے یا بدعت ضلالت ہے جیسا کہ یہ لوگ مخالف دین کہتے ہین کہ اہتمام امر مباح اور نیک کا جیسے ایصال ثواب باموات یا ذکر اللہ یا نماز نفل وغیرہ بہ تعین یوم و وقت کہ وہ دن فوت نہو یا وقت سے غیر وقت نہو جو وقت دن یا رات سے مقرر کیا اُسمین ادا ہونا چاہئے یہ تعین اس امر مباح اور نیک کو حرام کر دیتا ہے اسلئے کہ اہتمام مثل فرائض کے لازم آتا ہے اور یہ دعویٰ اُنکا مخالف حدیث ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا بلکہ اصل یہ ہے کہ فرض سمجھنے سے فرض ہوتا ہے فقط اہتمام اور ملازمت سے فرض نہین سمجھا جاتا جیسا کہ سنن وضو اور نماز مین کمال اہتمام اور ملازمت رہتی ہے مگر جو فرض جانکر نہین کرتے تو کچھ قباحت نہین موجب ثواب ہے یہ کام دلکا ہے موقوف نیت پر نہ اہتمام ظاہر پر بلکہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تخصیص یوم کو درست رکھا ہے چنانچہ صحیح مسلم مین روایت ہے ابن عباس رض سے قال قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینة فوجد الیہود یصومون صوم عاشورا فسئلوا عن ذلک وقالوا ھذا الیوم الذی اظہر اللہ فیہ موسیٰ ع وبنی اسرائیل علی فرعون فنحن نصومہ تعظیما فقال النبی صلعم نحن اولی بموسی عنکم فامر بصومہ اور روایت ہے ابو موسی سے قال کان اھل خیبر یصومون صوم عاشورا ویتخذونہ عیدا ویلبسون نساءھم فیہ حلیھم فقال رسول اللہ صلعم فصوموہ انتم یہان لکھا ہے لمعۂ مکیہ مین کہ یہ حدیث مبطل ہے دعوی نجدیہ کو جیسا کہتے ہین ائمہ دین کہ یہود نے عاشورا کو مقرر کیا تھا دن عید کا اور روزہ رکھتے تھے ہر سال واسطے تعظیم اس دن کے کہ غالب کیا تھا اللہ نے بنی اسرائیل کو فرعون پر اور مقبول رکھا پیغمبر خدا صلعم نے یہ اُنسے اور مقرر فرمایا روزہ ہر سال پس معلوم ہوا کہ نفس تقیید کچھ بدعت نہین ورنہ کیونکر قبول رکھتے جناب رسالت مآب صلعم تقیید یہود کی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خوشی کرنی اور شکریہ ادا کرنا دن ظاہر ہونے آثار رحمت آلہی کے محمود ہے کہ حضرت صلعم نے روزہ عاشورا قبول رکھا جیسا کہ یوم مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین روزہ رکھنا اور خوشی کرنی بسبب شکر پیدا ہونے نبی الرحمۃ کے بہتر ہے اور ایسے ہی ثابت ہوتا ہے خاص کرنا وقت کا حدیث مسلم سے کہ تعریف کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کی اور سنی آواز نعلین اُنکی جنت مین اپنے آگے چلنے کی بسبب دو رکعت نماز بعد ہر وضو کے باوجودیکہ نہین سیکھا تھا اُسکو آنحضرت صلعم سے بنص بلکہ استنباط کیا تھا مطلق نماز کے حکم سے اور ایسی حدیث مسلم کی قتادہ رض سے دلالت کرتی ہے تخصیص یوم پر جب پوچھا صحابہ نے کہ خاص

دوشنبہ کو بسبب شرف ولادت آپکے روزہ رکھین تو اجازت دی خاتم المرسلین نے بسبب شرف ولادت
اپنی کے اور کہا نووی نے بیچ اس حدیث کے دلیل ہے اسپر کہ زمانہ کو بھی شرف ہوتا ہے بسبب واقع
ہونے امر خیر کے اُسمین مانند مکان کے پس یہ حدیث ظاہر کرتی ہے قول اُنکا جو تخصیص زمانی اور مکانی
سے ہر فعل نیک کو ضلالت کہتے ہین اور تعجب ہے اُن لوگون کی عقل سے جو ایسا کہتے ہین کہ فقط ملازمت
اور مداومت اور تخصیص زمانی وغیرہ سے ہر فعل مباح اور نیک بے اعتقاد فرضیت اُس تخصیص اور مداومت
کے ضلالت ہوجاتا ہے آیا نہین غور کرتے کہ سنن موکدہ نماز پر کیسی مداومت اور ملازمت ہمراہ فرضون
کے کیجاتی ہے اور اس اہتمام سے مثل فرض کے کوئی ممانعت نہین کرتا ہے بلکہ ترک پر ملامت ہے
ہان البتہ اگر کوئی عقیدہ فرض کا کرے اور یہ کہے کہ یہ رکعات بھی فرض ہین یا یہ تخصیصات شرط اس
فعل نیک کی ہین تو یہ امر بدعت ہے اُسکو اسطرح سمجھنے سے منع کرنا چاہئیے اور یہ کہنا کہ یہ خصوصیت
شرط نہین ہے اُسکو شرط نہ سمجھنا چاہئیے اور اُس کام نیک کو منع کرنا مناسب نہین اگر کسیکا یہ عقیدہ
ہو اور وہ یہ کہے کہ دو رکعت بعد نماز مغرب کے جو پڑھتے ہین یہ منجملہ اُنہین تین رکعت مغرب کے داخل
فرائض ہین سنت نہین پس علماے دین کو لازم ہے کہ اس عقیدہ سے اُسے باز رکھین اور سمجھا دین
کہ یہ فرض نہین ہین نہ یہ کہ ان دو رکعتون کے پڑھنے سے ممانعت کرین اور ایک فعل نیک سے باز
رکھین بلکہ یہ کہنا چاہئیے کہ ان دو رکعتون کو فرض مت کہو اور نہ عقیدہ فرض ہونیکا رکھو سنت جانکر
پڑھو اور ناغہ نکرو اور فقط اہتمام مداومت سے یہ گمان کرنا کہ فرض جاننا ہی نادانی ہے آیا دیکھین کہ
حدیثون مین کسقدر تاکید اور اہتمام مداومت کا امور غیر مفروضہ پر ہے اور ایسا ہی اگر کوئی کلی کرنے ناک
مین پانی دینے یا بسم اللہ کہنے کو مثل اسکے کسی امر سنت یا مستحب کو فرض کہتا ہو تو اُسکو یہ سمجھانا چاہئیے
کہ یہ فرض نہین ہے اور اس فعل مسنون یا مستحب کو منع کرنا نچاہئیے اور یہ سمجھ کر کہ جیسے وضو مین مونہہ
دھونے کو کہ فرض ہے ناغہ نہین کرتے ہین ایسے ہی مضمضہ اور استنشاق کو بھی ناغہ نہین کرتے
لوگون نے اس سنت کو برابر فرض کے سمجھ لیا ہے یہ کہنے لگے کہ مضمضہ اور استنشاق اسطرح بدعت ہے
تو خود بھی گمراہ ہوا اور دوسرون کو بھی گمراہ کیا جیساکہ وہابیہ امور مباح اور نیک کو فقط مباح اور تخصیص
سے یہ گمان کرکے کہ لوگ اسکو فرض جانتے ہین جو اہتمام اور مداومت کرتے ہین حرام اور بدعت کہنے
لگے اور ندیکھا کہ حدیثون مین کیسی تاکید مداومت کی امور خیر اور وظیفون مین ہے اور نہ سمجھے کہ اہتمام

اور مداومت سے کچھ فرض نہین جانا جاتا جب تک عقیدہ فرض کا نہو اور حال عقیدہ کا بے زبان
سے کہے دوسرے کو نہین کھلتا پس ایک گمان غلط پر حکم کفر اور حرام کا کرنا بے تامل کام علماے دیندار
کا نہین ہے یہان یاد رکھنا چاہیئے کہ فرض اور سنت سمجھنا کام دل کا ہے فقط مداومت اور اہتمام
سے سنت وغیرہ فرض نہین ہو جاتی ہین اور ایسی ہی ثابت ہوتی ہے تخصیص حدیث ابوداؤد
سے کہ نذر کی ایک شخص نے زمانۂ رسول خدا صلعم مین قربانی اونٹ کی بوانہ مین اور فرمایا پیغمبر خدا
صلعم نے أوف بنذرك اور اسیطرح نذر کی لبید صحابی نے ان لا تهب الصبا الا نحر واطعم جیسا
کہ تہذیب نووی مین تمام قصہ لکھا ہے اور اسیطرح ایک عورت نے کہا کہ یا رسول الله نذرت
ان اضرب على راسك الدف قال اوف بنذرك رواه ابوداود اور اسیطرح کہا ایک عورت
نے نذرت ان اذبح بمكان كذا وكذا مكان يذبح اهل الجاهلية فقال هل كان
بذلك المكان وثن من اوثان الجاهلية يعبد قالت لا قال هل كان فيه عيد من
اعيادهم قالت لا قال اوف بنذرك اور اسیطرح ابوداؤد اور دارمی مین ہے کہ کہا ایک رجل نے
دن فتح مکہ کے انی نذرت لله ان فتح الله عليك اصلي في بيت المقدس ركعتين قال
صل هٰهنا ثم عاد فقال شانك اذا اور ایسے ہی کتب فقہ مین لکھا ہے کہ اگر نذر کرے روزہ یوم
معین کا تو اُسی دن واجب ہے کچھ تعین یوم سے نذر حرام نہین ہوتی اور اگر نذر کرے کوئی طعام
خاص تو ویسا ہی کھلاوے کچھ تعین طعام بدعت نہین ہے پس یہ بیان اُن خصوصیات زمانی اور
مکانی کا تھا کہ زمانۂ آنحضرت صلے الله علیہ وسلم مین صحابہ رض سے ظہور مین آیا اور آنحضرت صلعم نے جائز فرمایا
اور جو تاکید اور اہتمام مداومت کا امور نیک غیر مفروضہ پر حدیثون مین وارد ہوا اب علاوہ اُسکے جو اور
ازمنہ مین اتفاق ہوا اور علمائے دین نے اسے نیک کہا تحریر ہوتا ہے۔ چنانچہ لمعۂ مکیہ مین ہے
کہ اتفاق ہے علما کو بیچ حسن تخصیص دن پیدائش رسول الثقلین صلے الله علیہ وسلم کے ہر سال نیکی اور
احسان کرنے مین اور رد کیا گیا ہے قول اُنکا جنہنے کچھ کلام کیا اسمین اور وہ کوئی شاذ ونادر ہوا ہے
اور ایسے ہی حکم اباحت کا ہے قید لگانے مصافحہ مین بعد عصر اور صبح کے جو شامل نماز ہون اور
ایسی ہی بدعت حسنہ مین اتفاق ہے علما کو کہ جایز ہے کرنا اُسکا بلکہ مستحب اور امید ثواب ہے اگر نیک
ہو نیت کرنیوالیکی اُسمین۔ اور ایسے ہی تعین ذبح کا ہے ماہ رجب مین جسکو عتیرہ کہتے مین ایک فعل

مشرکین کا ساتھ بتون اپنے کے اور بعد دور ہونے قبح بتون کے اور داخل ہونے نیکی کے یعنی ذبح
واسطے اللہ کے مقرر رکھا اُسکو پیغمبر خدا صلعم نے جیسا کہ مذہب ایک جماعت کا ہے اور مستحسن کہا بعض
اماموں نے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سے اور نہ حرام کیا گیا کچھ تقیید زمان سے باوجودیکہ تقیید مشرکین
کبھی آور جو حکم کرتا ہے کراہت کا وہ بسبب تعارض دلیلون کے کرتا ہے نہ کچھ تقیید زمانی کے سبب سے
پس ظاہر ہوا البطلان مذہب مبتدعین نجد کا فقط اب جسوقت یہ قاعدہ حدیث سے غلط معلوم ہوا
تو واضح ہوا کہ جسقدر کامون کو اس قاعدہ پر بدعت کہتے ہین سب غلط اور جھوٹ ہین جیسے کہتے ہین
کہ ایصال ثواب بروح اموات امر نیک ہے مگر تعین یوم اور تخصیص پڑھنے سورۂ فاتحہ سے بدعت
ہوجاتا ہے اور اسی تعین کے سبب سے دسوین تیسوین چہلم اور ششماہی برسی وغیرہ سب کو بدعت کہتے
ہین اور یہ سب غلط اور افترا ہے کیونکہ جس قاعدہ پر اسکی تفریع ہے وہ قاعدہ ہی جھوٹ اور غلط
ہے اور طرفہ تر یہ ہے کہ اُنکو علم بھی اسکا نہین ہے ورنہ کبھو ایسا نہ کہتے اسلئے کہ چہلم وغیرہ سب مین
رسم ہے کہ پورے چالیس دن مقرر نہین رکھتے ہین کچھ دو تین دن غیر معین کم کردیتے ہین اور
اسیطرح دسوین وغیرہ مین پھر تعین یوم کہان رہا مگر یہ لوگ نادان اپنی طرف سے ایک بات افترا
کرکے اُسپر حکم بدعت کا کرتے ہین اور کچھ خوف خدا جھوٹ حکم کرنے سے یا معذب ہونے کسی مردہ
سے نہین کرتے اور نہین پڑھتے آیۃ وَيَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ کہ جھوٹ مسئلہ کہنے پر کیا وعید
ہے یعنی مخالف حکم شارع کو حکم شرع کہنا کیسا سخت گناہ ہے اور ایسا ہی حال ہے بہت سارے
خصوصیتون کا کہ اُنکو وہابیہ بدعت کہتے ہین اور علمائے سلف نے مستحب لکھا ہے جیسے عشرۂ محرم
کو فاتحہ جناب سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ کی کھچڑہ پر خاصکر یا معصومون کی دودھ خشکہ پر
بدعت کہتے ہین اور مولوی رفیع الدین صاحب نے اس باب مین فتویٰ لکھا ہے کہ تخصیص ماکولات
در فاتحۂ بزرگان مثل کھچڑہ در فاتحہ امام حسین رضی اللہ عنہ و توشہ در فاتحۂ شیخ عبد الحق وغیرہ ذلک
و ہمچنان تخصیص خورندگان چہ حکم ست (جواب) فاتحہ و طعام کہ بے شبہ از مستحسنات است و
تخصیص کہ فعل مخصص ست باختیار او ست باعث منع نمی تواند شد و این تخصیصات از قسم عرف و
عادت اند کہ بمصالحۂ خاصہ و مناسبتی خفیہ ابتداً بظہور آمدہ رفتہ رفتہ شیوع یافتہ در حق کھچڑہ صاحب
در مختار و صاحب قنیہ و دیگر فقہا تصریح نمودہ اند و تخصیص آنحضرت صلعم ذبح جانور بعد انتقال خدیجہ

رضی اللہ عنہا بطریق صحیح ثابت است اب دیکھو فقہا کیا لکھتے ہین اور وہ عنطین وہابی مشرب
کیا کہتے ہین ؂ ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا + اور تفسیر عزیزی مین خواص مجربہ سورۂ
بقر سے لکھا ہے کہ زمانۂ برآمدِ چیچک لڑکون مین وقتِ صبح نہار مونہہ اِس سورت کو تجوید سے
روبرو لڑکے کے پڑھے اور دم کرے اور وہ لڑکا بھی نہار مونہہ ہو بفضل الٰہی اُس سال چیچک
نہ نکلیگی یا آسانی ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ وقت قراءت سورہ ڈھائی پاؤ چانول ساتھ دہی
اور شکر کے کسی مستحق کو اُسی مجلس مین روبرو لڑکے اور قاری کے کھلاوین آور ایسی قیدین اور
تخصیص پیغمبر خدا صلعم اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور اکابرِ محققین سے ہر زمانہ مین
باعتبار تجربہ اور عادت اور نقل کے مروی ہین پس جو کام ممنوع شرعی ہین بے تخصیص اور
باتخصیص دونو طرح منع ہین اور جو کام کہ مباح اور نیک ہین ہر تخصیص قلبِ ماہیت اُنکا نہین
کرتی کہ حرام اور کفر کردے مباح سے - دیکھو عمل دفع عین مین کہ کیسی تقیدات اور تخصیصات
تمام صحاح مین مروی ہین اور سب معمولِ صحابہ اور تابعین علی الاستمرار چلی آتی ہین جیسا کہ ابن اثیر
نے نہایہ مین لکھا ہے کہ تھی عادت آنکی کہ جب کسی آدمی کو کسیکی نظر لگتی تھی تو لاتے تھے نظر
لگانیوالے کے پاس ایک پیالہ پانی کا پس وہ ہاتھ ڈالکر ہلاتا تھا پھر تھوکتا تھا پیالہ مین پھر
داخل کرتا تھا ہاتھ بایان پھر ڈالتا تھا داہنے ہاتھ پر اور داخل کرتا تھا داہنا ہاتھ پھر ڈالتا
تھا بائین ہاتھ پر پھر ڈالتا تھا داہنی کوہنی پر پھر داخل کرتا تھا داہنا پھر ڈالتا تھا باہین قدم
پر پھر داخل کرتا تھا ہاتھ بایان پس ڈالتا تھا زانو داہین پر پھر داخل کرتا تھا داہنا ہاتھ پس
ڈالتا تھا زانو باہین پر پھر دھوتا تھا داخلِ ازار اپنے کو نہ رکھتا تھا پیالہ زمین پر پھر ڈالتا تھا وہ
پانی مستعمل چشم زخم رسیدہ پر اُسکی پشت پر ایک دفعہ پس اچھا ہو جاتا خدا کے حکم سے آور مواہب
مین بعد اس عبارت کے لکھا ہے کہ ممکن نہین جاننی وجہ اسکی عقل سے اور بہ سبب نہ سمجھنے
آنیکے مردود بھی نہین آور کہا ابنِ عربی نے کہ اگر توقف کرے کوئی متشرع تو کہینگے ہم اُسکو
کہ خدا اور رسول دانا تر ہے صدق معانی اسکے کو اور تجربہ گواہ اور اگر توقف کرے کوئی فلسفی پس
ادویہ نزدیک اسکے کبھی فعل بالقوۃ کرتے ہین کبھی بمعنی کہ نہین مفہوم ہوتا سبب اُسکا اور اُسکو
خواص ادویہ کہتے ہین فقط اور حصنِ حصین مین ہے کہ بعد نکاح حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

کے آنحضرت صلعم نے پانی منگایا حضرت فاطمہ سے اور تھوکا اسمین اور ڈالا اُنکے سر اور سینہ اور پشت پر
اور دعا کی اور اسیطرح پانی منگایا جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے اور تھوکا اسمین اور ڈالا سر اور
سینہ اور پشت اُنکی پر اور بہت تخصیصات اس قسم کی جیسے رقیہ پھوڑے پر اُنگلی زمین پر رکھنی وغیرہ
حدیثون مین مذکور ہین پس خصوصیات اعمال وغیرہ جو صلحاے مومنین سے منقول ہین انہین
خصوصیات واردہ صحاح پر قیاس کرنا چاہیئے اسلئے کہ قیاس حمل کرنا مثل کا ہے مثل پر اور قیاس
صلحائے مومنین کا مقبول ہے ورنہ فقہ علم دین نرہے بدعت سیئہ ہو جائے اور حال خصوصیات
کا زمانہ سلف سے شاہ عبد العزیز صاحب تک لکھا گیا اور حدیثون مین جو تخصیصات مذکور تھین بعض
جگہ سنداً لکھی گئین آیندہ ہادی حقیقی خدا ہے اور اعمال کشف قبور اور چیچک وغیرہ صدہا قسم کے
شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھے ہین اور سابق بہت صلحا سے منقول ہین اور بہت خصوصیات حضرت
شیخ عبد الحق محدث رح نے اپنی تصانیف مین ذکر کئے ہین جسکو تامل ہو دیکھے اور مولانا عبد اللہ
گجراتی کہ بڑے عالم اپنے وقت کے اور ہمعصر حضرت شیخ عبد الحق کے ہین وہ اپنے وصیت نامہ
مین لکھتے ہین کہ تقیدات و تخصیصات در اوضاع و تراکیب ماکولات بفاتحہ و نیاز ہا سے بزرگان
از ارتفاقات و رسوم صالحہ است چرا کہ معمول مشائخ کرام و اولیاء عظام است کسانیکہ کمال ظاہری
و باطنی ایشان متفق علیہ کافہ انام است اہل اسلام بر آن مقید بودہ اند و حکم کردہ بلکہ بعضے از تراکیب
مشہورہ کہ فاتحہ و نیاز فلان بزرگ باین طور و بر آن چیز باید در رسائل و اوراد اکابر ہم بنظر آمدہ مثل
ترکیب توشۂ اصحاب کہف وغیرہ گو اصل لم معلوم نیست اما عمل بدان مناسب کہ داخل تجربیات
است و ظہور برکات و آثار درین تخصیصات از یقینیات ہست مثل سائر تجربیات فقط آب جائے
غور ہے کہ تجربیات جالینوس و بقراط وغیرہ فلاسفۂ یونان کو در باب معالجہ حسب خصوصیت
وزن اور ترکیب معجون و سفوف وغیرہ سے اُنہون نے لکھا ہے بلا تامل اُسکو یقین کرتے ہین
اور اُسی ترکیب سے بکمال اہتمام استعمال مین لاتے ہین اور خصوصیات مجربۂ علما اور صلحا کو بیچ اعمال
علاج کے کہ حدیث سے ثابت ہے اور تجربیات اوضاع اُنکے کو بیچ ظہور برکت کے جو بحد تواتر
ثابت ہے اُنمین کلام بیجا کرتے ہین اور بدعت سیئہ کہتے ہین پس ان لوگون کے نزدیک صلحائے
مومنین کا مجرب کہنا برابر ایک فلسفی ملحد کے مجرب کہنے کے معتبر نہین ہے اب یہ توہین اور

تحقیر علما اور صلحا نہین تو کیا ہے اور اگر کوئی کہے کہ اعتبار قول فلاسفہ دین مین نہین ہے تو ہم کہتے ہین
ہم کہ معالجہ بدوا مثل سنا و کلونجی و عسل وغیرہ اور دعا اور رقیہ آیات مثل سورۂ فاتحہ وغیرہ و اعمال
مثل عمل صین امر مسنون ہے جیسا کہ ایصال ثواب خیرات و مبرات باموات امر مسنون ہے چنانچہ
اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہے کہ حج اور نماز اور روزہ وغیرہ نیک کام فلان
شخص کی طرف سے کیا جاے تو آپنے اجازت دی ہے جیسا حدیثون مین لکھا ہے پس جسطرح علاج
برقیہ مین شرط ہے کہ کلمات کفر وغیرہ نہون اور علاج بدوا مین شرط ہے کہ دوا سمی نہو اور معالج دانا بکار
علاج ہو ورنہ ماخوذ ہوگا اسیطرح ایصال ثواب مین شرط ہے کہ مال حرام نہو اور ریاً سمعۃ کسی کی طرف
سے دیا جاوے احکام دین سب سے متعلق ہین اب علاج بدوا مین قول اور تجربہ فلاسفہ کہ ملحد اور
بیدین تھے کافی تصور کرتے ہین اور علاج باعمال اور منتر آیات قرآنی کیسی ہی نیک آدمی کہین مگر
خالی بدعت سے نہین کہتے اور اسیطرح خصوصیات طعام اور فاتحہ کو نیاز بزرگون مین اگرچہ اتفاقات
صالحہ اور رسم کی قسم سے ہون یا مبنی کسی مصلحت وقت پر اور فاعل اُس خصوصیت کو دین مین دخل جانے
اور نہ شرط اور رکن سمجھے ایصال ثواب کا مگر بدعت سیئہ ہے اب دیکھا چاہئے کہ علما اور صلحا سے کہ جنکی
محبت اور تعظیم کا حکم ہے اور اہانت اُنکی کفر ہے کیا اعتقاد ہے کہ ایک ملحد کے تجربہ کے برابر اُنکے تجربہ
کا اعتقاد نہین بلکہ تجربہ علما اور صلحا کو کہ مستند اور مستنبط آیت اور حدیث سے ہو ضلالت کہدین گے
اور کسی طبیب ملحد کے تجربہ کو غیر مسلّم نہین کہنے کے - دوسرا اصول نجدیہ یہ ہے کہ جو کچھ شارع سے منقول
نہین ہے وہ حرام ہے یعنی اصل اشیا مین حرمت کہتے ہین موافق مذہب معتزلہ بغداد کے اور نزدیک
اہل سنت وجماعت کے قبل ورود شرع اصل اشیا کے اباحت ہے اور یہی مختار ہے اکثر شافعیہ اور حنفیہ کا
اور یہ اباحت اہل سنت کے نزدیک حکم نہین ہے بلکہ یہ معنی ہین کہ ماخوذ نہین ہوتا آدمی ساتھ فعل
اور ترک کے مثل مباح کے برخلاف معتزلہ کے کہ اُنکے نزدیک حکم ہے اسلئے کہ کل معتزلہ کے نزدیک حسن
وقبح اشیاء کا عقلی ہے نہ شرعی اشیاء حسن واجب یا مندوب ہین اور اشیاء قبیحہ حرام یا مکروہ اور
جسکا حسن وقبح عقل سے دریافت نہین ہوا وہ مباح ہے قبل شرع اور بعد شرع بے مداخلت شارع
نزدیک معتزلہ بصرہ کے اور اسکو اباحت اصلیہ اور اباحت حقیقیہ کہتے ہین اور معتزلہ بغداد ایسی چیز
کو جسکا حسن وقبح عقل سے دریافت نہو حرام کہتے ہین اور بعد ورود شرع کے اباحۃ شرعی مراد ہے خطاب

شارع سے بہ تخییر یعنی جس چیز کے فعل اور ترک مین اختیار شارع کیطرف سے دیا گیا ہو وہ مباح شرعی ہے اور جو کام کہ
اُسکے کرنے نہ کرنے مین کچھ حرج شرع سے نہ معلوم ہو پس گویا شرع سے اُسمین حکم تخییر ہے اور یہ
اباحت اصلیہ شرعیہ ہے اور اسمین کسی اہل سنت کے علمائے متقدمین کو اختلاف نہین ہے جیسا
کہ مسلم مین ہے الاباحة حکم شرعی لانہ خطاب الشرع بالتخییر والاباحة الاصلیة نوع
منه لان کل ما عدم فیه المدرك الشرعی للحرج فی فعله وترکه فذلك حکم شرعی
بحکم الشرع بالتخییر فهی لا یکون الا بعد الشرع خلافا لبعض المعتزلة اور ایسا ہی شرح
مختصر الاصول مین ہے الاباحة حکم شرعی خلافا للمعتزلة فانهم یقولون المباح ما
انتفی الحرج فی فعله وترکه وذلك ثابت قبل الشرع وبعده ونحن ننکر ان یکون
ذلك اباحة شرعية بل الاباحة الشرعية خطاب الشارع بذلك پس نزاع یہ ہے کہ
آیا اباحت شرع مین نہونا حرج کا ہے بیچ فعل اور ترک ایک کام کے یا حکم شارع ہے ساتھ اُسکے
اور تحقیق یہ ہے کہ جو کام ایسا ہے کہ عقل دریافت نہین کرسکتی اُسمین کہ آیا مشتمل ہے کسی مصلحت
یا مفسدہ پر یا خالی ہے دونو سے اور نہ خطاب شارع اُس سے بالتصریح اس حال کو منکشف کرتا ہے
پس وہ مباح ہے بالاتفاق نزدیک معتزلہ بصرہ کے اس جہت سے کہ اباحت نہونا حرج کا ہے
بیچ فعل اور ترک اُس کام کے عقلاً اور یہ ایسا ہی ہے اور نزدیک جمہور کے اس جہت سے کہ جب وقت
شرع سے کچھ حرج اُسکے فعل اور ترک مین نہ معلوم ہوا پس گویا حکم ہوا شارع سے بہ تخییر کہ چاہے کرے
چاہے نکرے ایسا ہی لکھا ہے کتب اصول حنفیہ مین الغرض بعد ورود شرع اور منعدم ہونے مدرک
شرعی حرج کے بیچ فعل اور ترک ایک کام کے اُسکی اباحت پر اتفاق ہے علماء اصول کو اور محدثین
بھی گواہ ہین اسپر ظاہر جیسے کہ روایت ہے ابن عباس رض سے قال کان اهل الجاهلية یاکلون
اشیاءً ویترکون اشیاءً تقذرا فبعث الله نبیه وانزل کتابه واحل حلاله وحرم حرامه فما احل فهو حلال
وما حرم فهو حرام وما سکت عنه فهو عفو اور شیخ عبد الحق محدث رح نے بیچ ترجمہ مشکوۃ کے اس حدیث مین لکھا ہے
کہ ازینجا معلوم می شود کہ اصل در اشیا اباحت ست اور مشکوۃ مین ابو ثعلبہ خشنی سے روایت ہے کہ فرمایا
پیغمبر خدا صلعم نے ان الله فرض فرایض فلا تضیعوها وحرم حرمات فلا تنتهکوها وحد
حدودا فلا تعتدوها وسکت عن اشیاء فلا تبحثوا عنها اور ملا علی قاری رح نے بیچ شرح اس

حدیث کے لکھا ہے کہ یہ دلالت ہے اوپر اسبات کے کہ اصل اشیاء مین اباحت ہے اور تفسیر مدارک مین
بیچ آیۂ قُل لَّآ اَجِدُ فِیمَآ اُوحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا کے لکھا ہے کہ فیہ تنبیہ علی ان التحریم انما یثبت بوحی
اللہ وشرعہ لا بھوی النفس اور ایسے ہی کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ شرح وقایہ مین ہے
لما حکم بحرمۃ المسفوح بقی غیر المسفوح علی اصلہ وھو الحل ویلزم منہ الطہارۃ اور ہدایہ مین ہے ان الاباحۃ
اصل اور باب غنائم مین ہے فبقی اصل الاباحۃ للحاجۃ پس یہ قول کہ جو کچھ پیغمبر خدا صلعم اور صحابہ کرام
سے منقول نہین خلاف شرع اور ضلالت ہے مخالف عقیدۂ اہل سنت اور جماعت کے ہے چنانچہ تلفظ
بہ نیت کو کہ اکثر علمائے حنفیہ اور شافعیہ نے مستحب لکھا ہے ظاہریہ اسکا انکار کرتے ہین اور کہتے ہین
کہ جیسی متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واجب ہے فعل مین واجب ہے ترک مین بھی پس جو کوئی
کرے وہ کام کہ نہین کیا ہے آنحضرت صلعم نے پس مبتدع ہے اسلئے کہ عدم فعل نبی صلعم بھی حجت
ہے مثل فعل نبی صلعم کے اور رد کیا ہے علامۂ مصری نے اس مذہب ظاہریہ کو شرح مسند مین اور لکھا
کہ یہ مخالف ہے تمام علمائے اصول کے اور شرح اشباہ ونظائر حموی مین جو مذکور ہے اُس سے بھی ظاہر
ہوتا ہے کہ متابعت ترک مین واجب نہین ہے بلکہ متابعت فعل مین بھی مطلق واجب نہین ہے
چنانچہ توضیح تلویح مین لکھا ہے کہ افعال غیر جبلی آنحضرت صلعم مثل اُٹھنے بیٹھنے کھانے پینے کی دو قسم
ہین ایک وہ ہین کہ اقتدا انکا واجب اور ایک غیر معتدابہ ہین اور مطلق فعل جو خالی ہو قرینہ فرض اور
وجوب اور استحباب اور اباحۃ سے مختلف فیہ ہے صاحب توضیح نے لکھا کہ مختار اباحۃ ہے اور صاحب
تلویح لکھتا ہے کہ اصل اشیاء مین اباحۃ ہے اور حجۃ اللہ البالغہ مین شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ مروی ہے دو قسم ہے ایک وہ کہ منصب تبلیغ رسالت سے ہے جیسے
مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا اور دوسرا تبلیغ رسالت کی قسم سے نہین
جیسے اِنَّمَآ اَنَا بشر اذا امرتکم بشیء من دینکم فخذوہ واذا امرتکم بشیء من رای فانما انا
بشر اور جیسا کہ تابیر نخل مین فرمایا ہے انی انما ظننت ظنا ولا تواخذونی بالظن ولکن اذا
اخذتکم عن اللہ شیئا فخذوا بہ فانی لم اکذب علی اللہ پس اسی غیر منصب رسالت سے ہے طب اور
اُسی باب سے ہے یہ حدیث علیکم بالادھم الاقرح کہ اصل اسکی تجربہ ہے اور اُسی سے ہین افعال
آنحضرت صلعم جو بطریق عادت تھے نہ طریقہ عبادت سے اور اسی سے ہین افعال اتفاقیہ بغیر قصد کے

اور اُسی سے ہین باتین موافق باتون قوم کے جیسے حدیث ام زرع کی اور اُسی مین سے ہین وہ کام
کہ کسی مصلحت جزئیہ کے لئے عمل مین آئے اُسوقت اور سب اُمت پر لازم نہین اور اُسی مین سے
ہے حکم اور فیصلہ خاص فقط پس وجوب متابعت فعل ہین بھی اُن افعال مین ہے جو بابت رسالت
سے تھی نہ ہر فعل مین کہ بسبیل عادت یا مصلحت وقت صادر ہوئے اور وجوب متابعت ترک
مین مذہب کسیکا علماے محققین سے نہین مگر ظاہر یہ اسکے قائل ہوے ہین جو منکر قیاس ہین اور
یہ مذہب انکا اہل حق کے نزدیک بدعت مردودہ ہے مثل مذہب روافض اور خوارج اور یہ قول
وہابیہ کا بھی ماخوذ اُنہین کے عقائد باطلہ سے ہے اور صدہا کامون مین اسی پر تفریع کر کے بدعت
ضلالت کہتے ہین اور جب یہ اصل ہی مردود ہے تو فروعات جو اس اصل پر متفرع ہین بطریق اولی
مردود ہین اور اگر متابعت ترک مین بھی واجب ہو جیسا کہ ظاہریہ اور وہابیہ کہتے ہین تو لازم آتا ہے
کہ ہزارہا مسائل فقہ کہ ائمہ دین نے مستنبط کر کے لکھے ہین اور آنحضرت صلعم سے وہ فعل اُس صورت
سے صادر نہین ہوے ہین وہ سب مسائل فقہ حنفی اور شافعی وغیرہ بدعت ضلالت ہو جائین اور
علاوہ اسکے جن امامون اور مجتہدون نے کہ صورتین افعال غیر مصدورہ آنحضرت صلعم لکالکر لکھی
ہین اور اُنپر حکم جواز اور استحباب وغیرہ کا کیا وہ حکم کرنیوالا جواز و استحباب کا ساتھ بدعت ضلالت
اور ترک واجب کے مقرر ٹھیرے عیاذًا باللہ ایسے مذہب سے کہ جس سے پیشوا اور ائمہ دین کا گمراہ اور موجد
بدعت ہونا لازم آوے اور حکم کرنے والے بہ ترک واجب قائم ہون اور فقہ کہ جسکو علم دین کہتے
ہین وہ بدعت ضلالت ہو جاوے اور اسیطرح صحابہ رض نے بہت سارے کام کئے ہین کہ آنحضرت
صلعم نے ترک کئے تھے جیسے حضرت عمر رض نے بعد ختم سورۂ بقر اونٹ نحر کیا اور دعوت صحابہ کی کہ
آنحضرت صلعم سے کہین منقول نہین اور تراویح مقرر فرمائی اور دو اذانین جمعہ مین مقرر کین اور اسیطرح
زمانۂ صحابہ مین قرآن شریف جمع ہوکر لکھا گیا اور ایسے ہی لکھنا باجرت اور بیچنا قرآن شریف کا
زمانہ تابعین اور تبع تابعین مین نکلا یہ سب باتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک کی تھین پس
اگر متابعت ترک مین واجب ہے تو تمام صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین سب تارک واجب
ہوے اور کسی نے نہ سمجھا اب تیرھوین صدی مین نجدیہ کو یہ ہدایت ہوئی کہ تمام سلف نے ترک
واجب کیا۔ اور ایسے ہی التباس آنکو معنی حدیث من تشبہ بقوم فھو منھم مین ہے کہ تشبیہ

نہین کی جاتی ہے پس یہی داب اُمتون مبتدعین سابقین مثل نواصب اور روافض اور معتزلہ کا ہے
کہ اپنے دل سے ایک معنی بلا سند ائمۂ دین کے نئی نکالتے ہین اور اُس بدعت ضلالت کو لوگون مین
جاری کرتے ہین پس ظاہر مین لوگون کو بدعت سے ڈراتی اور بچاتی ہین اور در حقیقت وادی بدعت ضلالت
مین گمراہ کرتی ہین۔ چنانچہ چند مسئلہ مین کہ اُنکو بر خلاف تحقیق علمائے دین او ائمۂ محققین لوگون مین
شرک اور بدعت مشہور کرتے ہین اور اُسی طریقہ سابقہ مبتدعین سے اپنا قیاس بیان کرتے ہین اور جو معنی
اُس آیت کے اہل تحقیق اور حق نے لکھے ہین نہین سُنتے چنانچہ ایاک نستعین مین تقدیم مفعول سے حصر
استعانت بخدا تعالیٰ ثابت کرکے کہتے ہین کہ استمداد انبیا او صلحائے مومنین سے مطلقاً شرک ہے اور
یہ نہین سمجھتے کہ جب حصر استعانت کا بلا قید استقلال شرک ہوا تو استعانت انبیا او صلحا سے کیا سب
سے استعانت شرک ہوگی پس استعانت طبیب سے علاج مین اور باورچی سے پکانے مین اور خیاط سے
سلانے مین اور خدمتگارون سے تمام حوائج شبانہ روز مین اور راجاؤن اور امیرون سے استعانت وجہ
معاش مین اور مانند اسکے بموجب اس قاعدہ کے سب شرک ہوتے چاہئین لیکن چونکہ اصل مطلب
وہابیہ اہانت انبیا او صلحا ہے اسیلئے ان چیزون کو شرک نہین کہتے فقط استمداد صلحا کو شرک بیان
کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ بر تقدیر صحت اس قاعدہ کے سب استعانتین شرک ہین اور اگر یہ سب
استعانتین شرک نہین تو جس قاعدہ سے استمداد بصلحا شرک کہتے ہو وہ قاعدہ غلط ہے اور وہ استمداد شرک
نہین اب واسطے توضیح معنی اس آیت کے عبارت تفسیر عزیزی کی کہ وہابیۂ ہند کے بھی اُسکو تسلیم کرتے
ہین نقل کیجاتی ہے۔ در ینجا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد بران غیر باشد و او را مظہر عون الٰہی
نداند حرام است و اگر التفات بجانب حق است و او را یکے از مظاہر عون دانستہ و نظر بر کارخانۂ اسباب
و حکمت او تعالیٰ دران نمودہ بغیر استعانت ظاہر نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جائز و روا است و
انبیا و اولیا این نوع استعانت بغیر کردہ اند و در حقیقت این نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت
حق است۔ بلکہ اُسی تفسیر مین اس آیت کے معنی اور بھی لکھے ہین کہ بعض اہل معرفت کہتے ہین کہ استعانت
در ینجا طلب عون نیست بلکہ طلب عین و معائنہ است یعنی عبادت از ما است و مرتبہ معائنہ دادن و بعین الیقین
رسانیدن کار تست اور اُسی تفسیر مین ہے کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین رد ہے جبریہ اور قدریہ کا اور اُسی
تفسیر مین ہے کہ جب نسبت عبادت سے اپنی طرف خود بینی پیدا ہوتی تھی اُسکے دفعیہ کے لئے ایاک

نستعین فرمایا ہے گویا فقط استعانت اس عجب عبادت کے دفع کرنے مین ہے یا کل عبادات مین یا
عام جمیع امور دنیا اور دین مین اگر کلی عبادات مین ہے تو خصوصیت یہ ہے کہ ہرچند عبادت کسب
بندہ ہے مگر عمل بندہ کا ساتھ پیدا کرنے خدا کے ہے اور اگر عام ہے تو وجہ اختصاص یہ کہ جو کوئی
کسیکی مدد کرتا ہی تو پہلے اُسکے دل مین ایک خواہش اُسکے مدد کی پیدا ہوتی ہے اور یہ فعل خدا تعالی کا ہے
پس سمجھ وہابیہ کے کہ استمداد بانبیا و صلحا مطلقا اس آیت سے شرک ہے غلط صریح ہے اسلئے کہ
جب آیۃ محتمل دو معنوں کو ہووے تو استدلال ایک مطلب خاص پر ثابت نہین ہوتا اور اسیطرح
جب وجہ اختصاص مدد کی ساتھ پیدا کرنے عمل یا ایجاد داعیہ کے ٹھہرے تو استمداد دعا مین بصلحا
شرک نہین ہوتا اسلئے کہ اُنسے خلق اور ایجاد داعیہ کا کسیکو وہم و گمان بھی نہین ہوتا پس واضح
ہوا کہ یہ معنی افترا ہے وہابیہ کا برخلاف علماے دین کے اور یہی حال ہے کل مذاہب مبتدعین کا
جبریہ اور قدریہ اور معتزلہ سے کہ آیت اور حدیث کے معنی اپنی سمجھ کے موافق لیتے ہین اور جیسے
علماے محققین نے لکھے ہین نہین کہتے اسی سبب سے گمراہ ہوتے ہین - اور بعض انکار استمداد کا
اس نظر سے کرتے ہین کہ مُردون کو ادراک و شعور نہین اور استمداد ایسے کسی سے کہ مطلب طالب
آگاہ نہو لغو ہے اور استدلال کرتے ہین اس آیت سے اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا
وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی
اَجَلٍ مُّسَمًّی پس مُردہ اور سوتا دونو برابر ہین مردہ کو حکم آنیکا دنیا مین نہین اور سوتا پھر آتا ہے اور سوا
موت دنیا پھر موت نہین ہے لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْھَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَۃَ الْاُوْلٰی اور یہ استدلال
اس آیت سے انکا مثل دیگر مبتدعین کے غلط ہے یعنی منکرین مجازاۃ قبر اسی آیت سے دلیل لاتے
ہین لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْھَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَۃَ الْاُوْلٰی کہ اگر قبر مین زندگی ہوتی تو موت بھی پھر ہوتی
اور موت دوسری نہین ہے پس زندگی اور عذاب قبر بھی نہین اسلئے کہ جب زندگی نہین تو ادراک
اور شعور کہان اور بے ادراک عذاب غیر ممکن اور اہل سُنّت کے نزدیک عذاب قبر کا احادیث صحیحہ
سے ثابت ہے اور عقیدہ منکرین عذاب قبر کا مردود ہے اور مثل منکرین عذاب قبر کے وہابیہ بھی
اس آیت سے عدم شعور اور عدم سماعت موتی ثابت کرتے ہین اور جواب اسکے علماے اہل سنت
سے بہت ہوے ہین مگر شاہ عبد العزیز صاحب نے جو تحفۂ اثنا عشریہ مین نقل کیا ہے لکھا جاتا ہے کہ

قبر مین زندگی اور موت حقیقۃً نہین ہے بلکہ بسبب منعکس ہونے شعاعون روح کے بدن پر ایک
تعلق پیدا ہوتا ہے کہ تغذیہ اور تنمیہ بدن اُسکے ساتھ نہین ہے کہ زندگی حقیقی ثابت ہو بلکہ وہ ایک
علاقہ سببیۃ کا ہے جیسے عاشق کو ساتھ معشوق کے یا مالک کو ساتھ غلام کے کہ وہ سبب عذاب اور نعمت
کا ہوسکتا ہے اور یہ اُس صورت مین ہے کہ بدن قائم اور مدفون ہو ورنہ عذاب اور نعمت فقط روح کو
ہے کہ جسکو نفس مجرّد کہتے ہین اور بدن حقیقی اُسکا روح ہوائی ہے اور روحِ ہوائی کو متعلق کرتے ہین
اور بدن سے کہ وہ عالم مثال سے ہو یا اجزائے جماد سے اِسطرح کہ دیکھنے والے کو تمیز نہین ہوتی اس
بدن مین اور اُس بدن مین کہ دنیا مین تھا اور تعلق روح کا ساتھ بدن کے کسیطرح کا بدن ہو اُسکا
نام زندگی ہے اور بعضی آیتون اور حدیثون مین اِسی تعلق کو زندگی کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور قطع
اس تعلق کو مابین نفختین مین موت کہا ہے اور محتمل ہے کہ مراد موتِ اولیٰ سے جنس موت ہو کہ
پہلے زندگی سے تھی خواہ ایکبار ہو یا زیادہ پس اس صورت مین استدلال منکرین عذاب قبر کا اس
آیت سے بالکل باطل ہے اور یہ قول منکرین عذاب قبر کا کہ سوال و جواب اور تکلم اور لذت اور علم
اور ادراک سب موقوف زندگی پر ہے اور زندگی بعد فساد جسم اور بطلان مزاج ممکن نہین پس میت کو ان امور سے کچھ ممکن نہین غلط ہے
اسلئے کہ میت اس معنی کر بدن ہے نہ روح اور فسادِ جسم اور بطلان مزاج سب جسم پر واقع ہوا ہے
نہ روح پر روح کو واسطے تألم اور تلذذ جسمانی کے تعلق اُسی بدن اپنے سے یا کسی بدن مثالی سے
تعلق تدبیر و تصرف بے تغذیہ اور تنمیہ کے عنایت ہوگا غرضکہ جب روح بدن سے جدا ہوتی ہے
قوائے نباتی اُس سے جدا ہوتے ہین نہ قوائے حیوانی اور نفسانی اور اگر ہونا قواے نفسانی اور حیوانی
کا فیضان یا بقا مین مشروط ہوتا ساتھ ہونے قوائے نباتی اور مزاج کے تو لازم آتا ہے کہ فرشتون
کو شعور اور ادراک حسّی اور حرکت اور غضب اور دفع منافر نہو پس حال ارواح کا مثل حال ملائکہ
ہے کہ بواسطۂ تشکل اور بدن کے کام کرتے ہین اور نفس نباتی ہمراہ نہین فرق اسیقدر ہے کہ ملائکہ
کو موافق اعمال کے تنعیم اور تعذیب نہین اور ارواح کو موافق اعمال مکسوبہ کے تنعیم اور تعذیب ہے
فقط - اور صحیح مسلم مین ہے کہ کہا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مرتے وقت اپنے بیٹے کو اذا دفنتمونی فشنوا
علی التراب شنًّا ثم اقیموا حول قبری قدر ما ینحر جزور و یقسم لحمها حتی استانس لکم و
اعلم ماذا اراجع رسل ربی اور اسیطرح روایت ہے ابن ماجہ مین عبدالرحمان ابن کعب رضی اللہ عنہ سے کہ

وقت موت کعب کے آئین ام بشیر اور کہا کہ اگر ملاقات ہو فلانے شخص سے پس میرا سلام کہنا کہا کعب نے ہم اپنے حال مین مشغول ہونگے کہا ام بشیر نے اے عبد الرحمان کیا نہین سنا تو نے کہ آنحضرت صلعم سے کہ فرماتے تھے ان ارواح المؤمنین فی طیر خضر تعلق بشجر الجنۃ قال بلی قالت فھو ذاك اور اسیطرح محمد ابن منکدر نے کہا جابر ابن عبد اللہ سے وقت موت اُنکے اقرأ علی رسول اللہ صلعم السلام رواہ ابن ماجہ پس یہ حدیثین دلالت کرتی ہین ادراک اور شعور اموات پر اور مثل اسکے بہت حدیثین ہین کہ بطور نمونہ کچھ ذکر کی ہین اگر کوئی چاہے کتب احادیث مین دیکھے مثل بدکنے گھوڑے اور خچر رسول اللہ صلعم کے یا کہنے مُردے کے کہ کہان لیجاتے مجھے یا آگے لیچلو مجھے اور مثل اسکے اور ادراک و شعور بعد موت کے باتفاق اہل شرع اور فلاسفہ بخوبی ثابت ہے کہ شریعت مین عذاب قبر اور تنعیم قبر بتواتر ثابت ہے اور سُوال منکر و نکیر ظاہر اور بحث اثبات عذاب قبر متکلمین کے نزدیک بہت بڑا ہے کہ بعض اہل کلام نے منکرین عذاب قبر کو کافر لکھا ہے اور تعذیب اور تنعیم بے ادراک و شعور غیر ممکن اور احادیث صحیحہ مشہورہ مین بیچ باب زیارت قبور کے سلام موتی پر اور کلام اُنسے کہ انتم سلفنا و نحن بالاثر و انا ان شاء اللہ بکم لاحقون۔ اور صحیحین مین موجود ہے کہ آنحضرت صلعم نے کفار سے کہ جنگ بدر مین مارے گئے تھے خطاب فرمایا ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا اور حضرت عمر رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اتکلم من اجساد لیس فیہا ارواح فرمایا کہ ما انتم باسمع منھم ولکن لا یجیبون اور قرآن شریف مین ہے کہ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ بلکہ پس ماندون کے حال سے بھی استبشار ثابت ہے وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور ایسے ہی شعور اور وقوف اپنا اور پس ماندونکا اس آیت سے ثابت ہے قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ اور ایسے ہی اتفاق فلاسفہ ہے کہ ارواح بعد مفارقت بدن باقی رہتی ہے اور واسطے استیفائے لذت اور الم کے شعور و ادراک اُسکو ثابت ہے اور تفسیر آیۃ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات مین شاہ عبد العزیز صاحب نے لکھا ہے کہ روح آدمی کے جسد سے جدا ہونے کو موت کہتے ہین پس عدم حس و حرکت اور ادراک و شعور جسد کو بسبب جدائی روح کے حاصل

ہوتاہے اور روح کو کچھ تغیر نہین ہوتا ہے جو کچھ شعور اور ادراک تھا ویسا ہی رہتا ہے بلکہ اور صاف اور روشن ہوجاتا ہے پس حیاتِ شہید بمعنی تعلق ارواح ہے ابدان سے واسطے ایفاے لذت بدنی کی نہ باقی رہنا روح کا بادراک وشعور کہ روح ہر مردہ کی اپنے ادراک وشعور پر رہتی ہے اور بعض لوگ عدم سماعت موتیٰ آیت اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ سے ثابت کرتے ہین اور یہ مثل لاتقربوا الصلوٰة کے ہے اگر ساری آیت پڑھین اور غور اُسکے مضمون مین ماقبل اور مابعد سے کرین تو کبھی ایسا نہین کہہ سکتے اسلئے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔ یعنی تو نہین سنا سکتا مُردون کو اور نہین سُنا سکتا بہرے کو پکار جب مونہہ پھیرین پیٹھ دیکر اور نہین تو ہدایت کرنیوالا اندھے کو گمراہی اُنکی سے اور نہین سُناتا تو مگر اُنکو جو ایمان لائے ہین ہماری آیتون پر اور وہ مسلمان ہین اب غور کرین کہ اگر مردے حقیقی مراد ہون تو روگردان ہونا اور پیٹھ پھیرنا اُنسے کیونکر متصور ہوسکتا ہے اور جب یہ فرمایا کہ نہین سناتا تو مگر مسلمانون کو اور نہین سنا سکتا تو مردون کو اور بہرون کو جب روگردان ہوکر پیٹھ پھیرین تو ظاہر مُردون اور بہرون سے مقابل مسلمانون کے کافر سمجھے جاتے ہین اور روگردان ہونا اور پیٹھ پھیرنا بھی نہین سے ممکن ہے نہ حقیقی مُردون سے اور سنانے سے مراد سنانا قبولیت کا ہے جیسے کہ جلالین مین لکھا ہے کہ ماتسمع سماع افہام وقبول الا المسلمین پس سماع یعنی سنانا امر دیگر ہے اور اسماع یعنی سنانا فہم اور قبول کا اور امر ہے نہ سنا سکنے سے نہ سنانا لازم نہین آتا کیا کفار کلام آنحضرت صلعم کا نہ سنتے تھے مگر اسماع مسلمانون کا تھا نہ کافرون کو اور ایسا ہی اس آیت کے معنی جلالین مین لکھے ہین ان اللہ یسمع من یشاء ھدایة فیجیبه بالایمان وما انت بمسمع من فی القبور ای الکفار شبھھم بالموتی فلا یجیبون اور یہ بھی ممکن ہے کہ من فی القبور سے جسم مردہ مراد ہے نہ روح اُسکی روح کو سماع حاصل ہے جیسا کہ حدیث بدر اور احادیث زیارت قبور وغیرہ سے کہ تسمع قرع نعالھم سماع ثابت ہے اور استبعاد صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کہ وہان بدر مین نہ تھین مقابل مین روایت عمر رض کے کہ خود آنحضرت صلعم سے سنا اور اُس واقعہ مین موجود تھے قابلِ اعتبار نہین ہے اور یہ استبعاد بھی ابتدا تھا آخر مین جب اعیان صحابہ حاضرین معرکہ سے

تحقیق اللہ یسمع ... جس شخص کو چاہتا ہے ہدایت پس وہ قبول کرتا ہے سا ایمان کے اور نہین سُنا سکتا تو ... ہین یعنی کفار تشبیہ دی کفار کو ساتھ مُردون کے پس نہین قبول کرتے ۱۲

حدیث بخاری ... [illegible]

سنا تو وہ استبعاد نہ رہا چنانچہ امام احمد وغیرہ نے حضرت عائشہ رضہ ہی سے اِس حدیث کو روایت کیا ہے پس یہ روایت کرنا امام احمد کا صدیقہ سے صاف دلالت کرتا ہے اِسپر کہ صدیقہ کے نزدیک یہ حدیث صحیح اور آثار ثابت تھی پہلے بنظر سرسری بے تامل معنی آیت قرآن استبعاد فرمایا تھا اور روایت کیا ہے احمد نے عائشہ رضہ سے کہا جاتی تھی مین اپنے گھر مین جسمین رسول خدا صلعم اور میرے باپ تھے بے کپڑا اوڑھے اور کہتی تھی ہین کہ سوائے اسکے نہین کہ میرا باپ اور خاوند ہین پس دفن ہوئے عمر رضہ ساتھ اُنکے پس قسم خدا کی نہ داخل ہوئی مین بے کپڑا اوڑھے اچھی طرح حیا از من عمر رضہ اب اگر حضرت عائشہ شعور اور ادراک اموات کو نہ جانتی تھین تو حیا پتھر اور دیوارون سے تھی کیا اور اگر بنظر جہالت اور ناواقفیت ہر قول صدیقہ رضہ کا قبول رکھا جاسے تو منکرین دیدار الٰہی بھی قیامت مین ساتھ قول عائشہ رضہ کے آیت لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ سے استدلال کرتی ہین اُسکو بھی خلاف علماءِ سُنّت کے قبول رکھنا چاہیئے اور منکرین معراج جسمانی بھی حضرت عائشہ رضہ ہی کے قول سے استدلال کرتے اور اہل سنت کے علما نے اِن دونو مسئلون مین جواب مفصل لکھے ہین اور قول صدیقہ نہین مُسَلَّم رکھا غرض کتابون مین ہر قسم کی روایت ہوتی ہے اب معتبر وہ قول ہے کہ علما نے برعایتِ شرائط فہم کتاب وسنت اور رعایت طرق تطبیق درجات تحقیق کے اور نظر اطراف وجوانب اور فروعات پر رکھکر باتفاق اہل حل وعقد اجماع کیا ہو اور بیچ وقت ہر زمانہ مین مذہب ایک جماعت حق کا رہا ہو ورنہ تمام اہل مذاہبِ باطلہ ناصبیہ و مرجئہ وغیرہ استدلال آیت وحدیث سے رکھتے ہین مگر جب اہل حق کے نزدیک معتبر نہین اسلئے باطل ہے ایسے ہی یہ مذہب وہابیہ ہے کہ یہ بھی اپنی عقل کے موافق خلاف ائمۂ دین کے استدلال کرتے ہین اور اگر بالغرض قول پہلا حضرت عائشہ کا روایت امام احمد سے کہ جو حضرت عائشہ سے کی ہے رد کیا جاوے تو مخالف قول حضرت عمر رضہ کے ٹھیریگا اور سماعتِ موتیٰ مین اختلاف صحابہ قائم رہیگا اور مختلف فیہ مسئلہ مین حکم گمراہی اور شرک کرنا داب کسی مذہب کا نہین سوائے نجدیہ کے کہ پکارنے موتیٰ کو بسبب عدم سماعت شرک کہتے ہین جیسا کہ آیت وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ کے جو اپنی عقل سے تفسیر کرتے ہین وہ ایسا ہی کہتے ہین اور تفسیر علماء اور ائمۂ دین کو نہین دیکھتے کہ تفسیر جلالین مین لکھا ہے

مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وھم الاصنام لا یجیبون عابدیھم الی شئ یسألونه ابدا وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غَافِلُوْنَ لانھم جماد لا یعقلون اور نہین غور کرتے کہ جب سماع موتی بحدیث عمر رضی اللہ عنہ ثابت ہوا تو وھم عن دعائھم غافلون کہان رہا۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر سورۂ طارق مین لکھتے ہین جان آدمی کی ہرگز فنا پذیر نہین ہے اور شعور اور ادراک اور لذت اور الم خاصہ اُسکا ہے اور شرح مقام علیین مین لکھا ہے کہ علیین مستقر انبیا اور اولیا ہے اور عوام صلحا کا نام وہان لکھا جاتا ہے اور مقام آسمان دنیا یا چاہ زمزم یا اور جگہ درمیان آسمان و زمین ملتا ہے اور ایک تعلق قبر سے بھی اُس ارواح کو رہتا ہے کہ بحضور زیارت کنندگان و اقارب و دیگر دوستان بر قبر مطلع و مستانس می شوند زیرا کہ روح را قرب و بُعد مکانی مانع دریافت نمی شود مثال آن در انسان روح باصرہ است کہ ستارہائے ہفت آسمان را در ون چاہ می بیند اور تفسیر اماتہ فاقبرہ مین لکھا ہے کہ دفن مین جب تمامی اجزائے بدن ایک جگہ ہوتے ہین علاقہ روح کا ساتھ بدن کے براہ نظر و عنایت بحال رہتا ہے اور توجہ ساتھ زائرین اور مستانسین اور مستفیدین کی بسہولت ہوتی ہے کہ نسبت تعین مکان بدن گویا مکان روح متعین ہے اور آثار اس عالم کے صدقات اور فاتحہ اور تلاوت قرآن مجید کے جب اُس جگہ کہ مدفن بدن ہے واقع ہو بسہولت نافع ہوتی ہین۔ پس دفن کرنا گویا مسکن واسطے روح کے بنانا ہے اسی سبب سے اولیاء مدفون۔ اور دیگر مسلمانون سے انتفاع اور استفادہ جاری ہے اور اُنکو بھی افادہ اور اعانت متصور۔ اور سورۂ انشقت کی تفسیر مین لکھا ہے اول جو حال کہ روح کو مجرد جدا ہونے بدن کے ہوتا ہے یہ ہے کہ کچھ اثر پہلی عبادت کا اور الفت بدن اور دوستون کی ابنائے جنس سے باقی ہوتی ہے گویا یہ حال برزخ ہے زندگی دنیا اور استغراق حالت قبر مین اور یہ حال وقت انکشاف جزائے نیکی اور بدی کا ہے اور مدد زندون کی اُس حالت مین جلد پہونچتی ہے اور مردے منتظر پہونچنے مدد کے اس طرف سے رہتے ہین اور گمان کرتے ہین کہ ابھی زندہ ہین اسلئے حدیث مین ہیچ حال قبر کے وارد ہے کہ مسلمان کہتا ہے دعونی اُصلّی یعنی چھوڑ دو مجھکو تو نماز پڑھ لون اور یہ بھی آیا ہے کہ مُردہ اُس حالت مین مانند ڈوبتے کے ہے منتظر اسکا کہ کوئی فریاد کو پہونچے اور صدقات اور دعائین اور فاتحہ اُسوقت بہت بکار آتی ہین اور یہی سبب ہے کہ گروہ بنی آدم ایک سال تک اور خاص ایک چلہ تک بعد موت کے اس قسم کی امداد مین کوشش تمام کرتے ہین اور روح مُردے کی

بھی قریب موت کے عالم خواب اور عالم تمثل مین ملاقات زندون سے کرتی ہے اور مافی الضمیر
اپنا کہتی ہے اور دوسری حالت وہ ہے کہ بعد منقطع ہونے تعلق زندگی دنیا کے ہوتی ہے اور
استغراق عظیم مشاہدہ کیفیات مکسوبہ نیکی و بدی اپنے مین حاصل ہوتا ہے اور تمام قواے مدرکہ
اور متصرفہ دنیا سے منقطع ہوکر اُدھر متوجہ ہوتے ہین اور حس و حرکت معنوی اُسکی اس جہان سے
مطلق بیکار ہو جاتی ہے اور یہ حالت عوام مُردون کی ہے اور بعض اولیاء اللہ کو آلہ جارحہ تکمیل
وارشاد بنی آدم کیا ہے اسحالت مین بھی تصرف دنیا مین دیا ہے اور استغراق اُنکا بسبب کمال
کے مانع توجہ اسطرف کا نہین ہوتا اور اُنسے تحصیل کمالات باطن کا اُنسے کرتے ہین اور اہل حاجات
اور اہل مطالب حل مشکلات اپنی کا اُنسے چاہتے ہین اور حاصل کرتے ہین اور زبان حال اُنکی
اُسوقت مترنم ہوتی ہے اِس قول کے ساتھ ٭ من آیم بجان گر تو آئی بہ تن ٭ پس نسبت
غفلت اور عدم استجابت بصلحاے اموات اس آیت سے ثابت نہین ہوتی - اور شاہ ولی اللہ صاحب
نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہے ان الروح اذا فارقت الجسد بقیت حساسۃ مدرکۃ
بالحس المشترک وغیرہ وبقیت علی علومها وظنونها التی کانت معه فی الحیوة الدنیا
ویترشح علیها من فوقها علوم یعذب لها او ینعم وهم الصالحین من عباد اللہ
ترتقی الی حظیرة القدس الی آخره اور اُسی حجۃ اللہ البالغہ مین ہے قد استفاض من الشرع
ان للہ عبادا هم افاضل الملائکة ومقربوا الحضرة لا یزالون یدعون لمن اصلح
نفسه وسعی فی اصلاح الناس فیکون دعائهم ذلك سببا لنزول البرکات علیهم
ویلعنون من عصی اللہ وسعی فی الفساد فیکون لعنهم سببا لوجود حسرة وندامة
فی نفس العامل والهامات فی صدور الملاء السافل ان یبغضوا هذا المسیء ویسیئوا
الیه اما فی الدنیا او حین یخفف عنه جلباب بدنه بالموت الطبیعی وانهم یکونون
سفراء بین اللہ وبین عباده وانهم یلهمون فی قلوب بنی آدم خیرا ای یکونون
اسبابا لحدوث خواطر فیهم بوجه من وجوه السببية وان لهم اجتماعات یعبر عنهم
بالرفیق الاعلی والندی الاعلی والملاء الاعلی وان ارواح افاضل الاولین دخلوا
فیهم ولحقوا بهم کما قال اللہ تعالی یَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً

مَرضِیَّةً ط فَادخُلِی فِی عِبَادِی وَادخُلِی جَنَّتِی و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایت جعفر
ابن ابیطالب ملکا یطیر فی الجنۃ مع الملائکۃ بجناحین فقط اور اُسی حجۃ اللہ البالغہ مین ہے کہ جب مرتا ہے
آدمی ہوتا ہے واسطے نسمہ کے نشاد دوسرا پس پیدا کرتا ہے فیضان روح الٰہی کا اُسمین قوۃ بیچ بقیہ
حس مشترک کے کہ کفایت کرتی ہے سننے دیکھنے بولنے کو ساتھ مدد عالم مثال کے۔ اور اسی حجۃ
اللہ البالغہ مین ہے کہ جب مرتا ہے آدمی منقطع ہو جاتے ہین علاقے اور رجوع کرتا ہے طرف ایک
مزاج کے پس ملحق ہوجاتا ہے فرشتون مین اور ہوجاتا ہے ایک فرشتون مین سے اور الہام کرتا
ہے مثل الہام فرشتون کے اور سعی کرتا ہے جنمین وہ سعی کرتے ہین اور کبھی مشغول ہوتے ہین بیچ
اعلائے کلمۃ اللہ اور مدد حزب اللہ کے اور کبھی ہوتا ہے واسطے اُنکے ملہ نیک ساتھ اولاد آدم
کے اور کبھی مشتاق ہوتے ہین بعض اُنکے طرف صورت حسی کے اصل خلقت سے ساتھ کمال
شوق کے پس کھلتا ہے دروازہ مثال کا اور ملتی ہے ایک قوۃ اُس سے ساتھ نسمہ ہوائی کے
اور ہوتا ہے مثل جسد نورانی کے اور کبھی مشتاق ہوتے ہین بعض اُنکے طرف کھانے کے اور پاتے
اُسکے پس تائید ہوتی ہے اُنکی خواہش کی واسطے پورا کرنے شوق اُنکے کے اور اُسی کتاب مین
ہے کہ ملائکہ اور نفوس مجردہ علاقہ جسمانیہ سے منطبع ہوتا ہے اُنمین جو کچھ ارادہ کرتا ہے اللہ بیچ
خلق عالم اصلاح نظام سے اور مانند اسکے منقلب مرضیا تہا الی ما یناسب ذلک النظام الخ۔ اور
اُسی مین ہے کہ جب متمکن ہوجاتی ہے عدالت انسان مین تو واقع ہوتا ہے اشتراک درمیان
اسکے اور حاملین عرش کے اور جو مقرب درگاہ الٰہی ہین فرشتون سے کہ وہ واسطے نزول بخشش
اور برکات کے ہین اور ہوتا ہے یہ باب کشادہ درمیان اسکے اور اُنکے اور مہیا ہوتا ہے واسطے
نزول الوان اور رنگتون اُنکے کے بمنزلہ تمکن النفس من الہام الملائکۃ والانبعاث حسبہا فقط۔
پس آیہ من اضل مین مراد پکارنا صلحائے مومنین کا کسیطرح درست نہین ہوسکتا ہے کہ اُنکو ادراک
وشعور وغیرہ بخوبی ثابت ہے ومن لا یستجیب لہ اور ہم عن دعائہم غافلون کا مصداق یہ نہین ہوسکتے
اور اسیطرح آیہ الھم ایدی یبطشون بہا ام لہم ارجل یمشون بہا ام لہم اعین یبصرون بہا ام لہم اذان
یسمعون بہا الخ کا مصداق صلحائے مومنین نہین ہوسکتے ہین کہ اُنکا ادراک وشعور اور سماع
اوپر بیان کیا گیا اور خاص یہان اس آیت مین حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہے کہ مشرک لوگ

یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ پہلے نیک بندون نے عبادت الٰہی کی متقرب ہوئے اسقدر کہ عطا کی اللہ
نے انکو الوہیت پس مستحق عبادت کے ہوئے تمام خلق سے جیسے کہ کوئی شہنشاہ بسبب خدمت
کے اپنے غلام کو ایک مُلک عطا کرتا ہے کہ وہ مالک ہوتا ہے اُس شہر کا اور مستحق فرمانبرداری کا
اُس شہر کے رہنے والون سے اور کہتے تھے کہ نہین قبول ہوتی عبادت اللہ کی جب تک نہ
مضموم ہو ساتھ عبادت اِنکے بلکہ حق تعالیٰ نہایت بلند ہے پس نہین مفید عبادت اُسکی قرب
اُسکے کو پس ضرور ہے عبادت اِن لوگون سے تو تقرب ہو طرف خدا کے لیقربونا الی اللہ
زلفیٰ اور کہا کہ یہ سنتے ہین اور دیکھتے ہین اور شفاعت کرتے ہین واسطے عباد کرنیوالون اپنی کی اور تدبیر
کرتے ہین اُنکے امور کی اور مدد کرتے ہین اُنکی پھر قائم کئے اُنکے نام پر پتھر اور کیا اُنکو قبلہ وقت
توجہ کے طرف ان لوگون کے پھر پیچھے اور لوگون نے کچھ فرق نہ سمجھا بتون مین اور اُنہین پس
گمان کیا بتون کو معبود بعینہ اسیواسطے رد کیا اللہ تعالیٰ نے کبھی اسیطرح کہ ان الحکم والملک خاصۃ
للہ اور کبھی اسطرح کہ یہ جمادات ہین ام لہم ارجل یمشون بہا ام لہم ایدی یبطشون بہا ام لہم اعین یبصرون
بہا ام لہم آذان یسمعون بہا پس حمل ان آیات کا ارواح کاملین پر بجز تحریف اور کچھ نہین بلکہ
توسل بارواح صلحا اور انبیا و زمان آدم سے محمود چلا آتا ہے اور عملدرآمد اہل حق رہا اور حدیث
اور اقوال علمائے دین سے ثابت ہے چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بیچ تفسیر صراط الذین انعمت
علیہم کے لکھا ہے کہ راہ راست راہ انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کی ہے وقت دعا بخدا
چاہئے کہ بندہ لحاظ ان چارون فرقونکا مجملاً رکھے اور راہ اُنکی طلب کرے اور معلوم کرے کہ
عوام مؤمنین کو رفاقت صالحین طلب کرنی چاہئے اور صالحون کو رفاقت شہیدون کی اور
شہیدون کو رفاقت صدیقون کی اور صدیقون کو رفاقت انبیا کی اگر کوئی عوام مسلمانون سے
چاہے کہ رفاقت انبیا کی کرے اُسکو رفاقت اِن تینون گروہ سے درجہ بدرجہ ناچاری ہے جیسے
کہ اگر کوئی رفاقت بادشاہ کی چاہے بدون رفاقت کسی جمعدار کی کہ وہ بیچ رفاقت رسالدار کے
ہو اور وہ بیچ رفاقت میر کبیر کے ممکن نہین اسیواسطے داخل ہونا طریقہ اہل اللہ مین اور توسل ڈھونڈنا
ساتھ اُنکے محمود اہل اسلام ہے فقط اور انہین کے حالات مین لکھا ہے کہ حق تعالیٰ برکت اُنکے
کلام مین اور انفاس مین اور افعال مین اور سکنات مین اور اُنکے صحبتون مین اور اُنکی اولاد

مین اور انکی نسل مین اور انکے زیارت کرنے والون مین پے در پے ظاہر کرتا ہے اور اپنے نزدیک انکو جاہ اور مرتبہ عنایت کرتا ہے کہ دعا اُنکی مستجاب ہوتی ہے بلکہ کسی حاجت مین کہ ساتھ انکے توسل کیا جاوے وہ حاجت روا ہوتی ہے اور خصوصیات اور علامات کہ عالم برزخ اور موقف قیامت مین یا عالم ملکوت مین اُنکو عنایت ہوے ہین اس قبیل سے نہین کہ عوام مومنین اُسکو جان سکین مگر بعد مشاہدہ اُس عالمون کے فقط اور تفسیر اِیاک نعبد مین عبادت کو منقسم کرکے لکھا ہے کہ جو متعلق بچشم ہے دیکھنا مشاہدہ خیر کا ہے مثل کعبہ شریفہ اور قرآن مجید اور دیکھنا بزرگون کا مثل انبیا اور اولیا اور زیارت قبور شہدا و صالحین کہ جنہون نے جان اپنی راہ خدا مین دی اور اوقات اپنی اُسکی یاد مین گذاری ہین اور عبادت قلب محبت ہے ساتھ دوستون اُسکے کے اور بغض رکھنا ہے ساتھ دشمنون اُسکے کے اور افراط استعانت مین لکھا ہے کہ ملائکہ اور ارواح انبیا اور اولیا کو بیچ پردہ صورت قبرون اور تعزیہ کے معبود کرے اور شفاعت اور عرض اُنکی جناب آلہی مین واجب القبول جانے گو مکروہ آلہی ہو اور تفسیر آیۂ ربنا ظلمنا انفسنا مین لکھا ہے کہ طبرانی نے معجم صغیر مین اور ابو نعیم او بیہقی نے حضرت عمر رض سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ حضرت آدم عم نے عرش پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا تو جانا کہ برابر اس شخص کے خدا کے نزدیک کسیکی قدر نہین کہ اپنے نام کے برابر اسکا نام لکھا ہے تدبیر یہ ہے کہ بحق ایسے شخص کے سوال مغفرت کا کرون پس دعا مین کہا اللھم انی اسألك بحق محمد ان غفرت لی اور روایت کی ابن منذر نے حضرت امیر مومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے اور الفاظ مع زیادت اسکے اللھم انی اسألك بجاہ محمد وکرامته عندك ان تغفر لی خطیئتی اور اہل تحقیق لکھتے ہین کہ ہر ایک اکمل بنی آدم کو باعث کمال کا ایک اسم ہے اسمائے آلہی سے کہ مربی اُسکا ہے اگر وقت سوال بحق کسی کامل کے ملاحظہ اس امر کا کہ مراد اس کامل سے اشارہ طرف اُس اسم کے ہے تو یقیناً کچھ جائے عتاب اور ملامت نہین ہے انتہی اور حصن حصین مین آداب دعا مین لکھا ہے بروایت بخاری اور مستدرک حاکم اور بزار کے ان یتوسل الی اللہ تعالی بانبیائه والصالحین من عبادہ اور روایت ہے کہ کہا ہے حضرت عمر رض نے دعائے استسقا مین اللھم انا کنا نتوسل الیك بنبیك صلی اللہ علیه وسلم فتسقینا وانا نتوسل بعم نبینا فاسقنا فیسقون اور بروایت ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور مستدرک

حاکم واسطے ضرورت کے یہ دعا لکھی ہے کہ بعد دو رکعت نماز کے کہے اللھم انی اسألك واتوجه
بنبیك محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم
فشفعه فی پس جو توسل کہ ثابت ہے حدیثون سے اور فعل ہے خلفاے راشدین کا اور لکھا ہے علماے
دین نے کہ محمود ہے اسلام مین اُسکو یہ شرک اور بدعت کہتے ہین اور ایک جہان کو گمراہ کرتے ہین اور
محبت وعظمت انبیا وصلحا کی جو ایمان ہے دلون مین سے کھوتے ہین - اور اسی طرح بحث شفاعت مین
مخالف اہل سنت کے تقریر کرتے ہین مذہب اہل سنت یہ ہے کہ شفاعت دن قیامت کے
حق ہے اور شفاعت عامہ خاتم المرسلین کی یقینی ہوگی اور واسطے اہل کبائر مستحقین عذاب کے بھی
ہوگی - اور معتزلہ کہتے ہین کہ تاثیر شفاعت زیادتی ثواب ہے قدر استحقاق نہ اسقاط عذاب -
غرض باتفاق شفاعت مخصوص ساتھ مسلمانون کے ہے اور کافرون کو اُس سے بہرہ نہین اور
نفی نفع شفاعت یا نفی قبول شفاعت کی جہان قرآن مین ہے مراد کافر ہین نہ مومن بلکہ مومنین
ماذون اور محکوم شفاعت ہین جیسے دلالت کرتی ہے آیت لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَہٗ اِلَّا
لِمَنْ اَذِنَ لَہٗ یعنی نہین نفع کرنیکی شفاعت نزدیک خدا کے مگر اُسکو کہ اذن ہوچکا واسطے اُسکے
اور وہ مومنین ہین کہ اذن شفاعت جنکا ہوچکا اسلئے کہ اَذِنَ صیغۂ ماضی ہے جیسے فرمایا ہے
آنحضرت صلعم نے شفاعتی لاھل الکبائر من امتی اور ایسے ہی دلالت کرتی ہین بہت سی حدیثین
اور ماذون ہوچکنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہ شفاعت جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے انا اول من
یقرع باب الجنة واول شافع واول مشفع اور صحیح بخاری اور مسلم دونو مین ہے اعطیت الشفاعة
اور سند دارمی مین ہے انا اول الناس خروجا اذا بعثوا ومستشفعھم اذا حبسوا اور ترمذی مین ہے
اذا کان یوم القیمة کنت امام النبیین وصاحب شفاعتھم ولا فخر اور صحیح مسلم مین روایت
ہے ابوہریرہ رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے لا یصبر علی لاواء المدینة وشدتھا احد من
امتی الا کنت له شفیعا یوم القیامة اور اسطرح کی بہت روایتین ہین صحیح کہ جنسے ماذون ہوچکنا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت ہوتا ہے اور طریقہ محمدیہ اور سراج احمدیہ مین ہے کہ من انکر شفاعة
الشافعین یوم القیامة فھو کافر اور شفاعت قرآن شریف وصلحاے امت محمدیہ ثابت ہے
واسطے مسلمانون کے اور نجدیہ کہتے ہین کہ شفاعت بعد حکم بابی اور بہ پروانگی ہوگی آیة مَنْ ذَا الَّذِی

یشفع عندہٗ الا باذنہ سے پس وقوع شفاعت انکے نزدیک یقینی نہین ہے بطریق قضیہ شرطیہ
ہے برخلاف عقیدۂ اہل سنت جماعت ہو کہ انکے نزدیک شفاعت حق ہے اور منشا غلطی یہ ہے
کہ اذن کے معنی حکم بیانی کہتے ہین اور یہ معنی بہت جگہ قرآن مین درست نہین ہین جیسے آیۂ یفرقون
بہٖ بین المرء وزوجہ ط وما ہم بضارین بہٖ من احد الا باذن اللہ ط مین اگر پروانگی
یا حکم بیانی مراد لیا جائے تو لازم آتا ہے کہ خدا کی طرف سے سحر اور ضرر کی اجازت اور حکم صادر ہوتے
ہین انکو اور ایسے ہی فہزموہم باذن اللہ - وکم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ
باذن اللہ ط مین آور اسیطرح لشکر غالب کو کافر ہو یا مومن حکم بیانی بالہام یا وحی آتا ہے جب غالب
ہوتا ہے اور ایسے ہی وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ ط مین جب تک حکم مرنے
کا بالہام یا وحی نہین آتا کوئی نہین مرتا اور اس آیت مین اذن کے جو معنی تفسیر عزیزی مین لکھے
ہین درست ہین کہ اگر حقیقت شفاعت کو غور کرین ہم تو مذہب اہل سنت کا مثل آفتاب کے
روشن ہوتا ہے اسلئے کہ حقیقت شفاعت یہ ہے کہ کمال نفس کامل آدمی کا فراخی پیدا کرے
اور نفوس ناقصہ اپنے تابعدارون کے اپنے کمال مین شامل کردے پس مدار اس شفاعت کا
دو چیز پر ہے اول انبساط کمال نفس کاملہ کا دن قیامت کے کہ محض بعنایت الٰہی موعود ہے
نہ بواسطہ کسی عمل اور کوشش اور تلاش کے اسلئے کہ نہایت کوشش کی تحصیل کمال ذاتی ہے
نہ گھیرنا اس کمال مین پیرودن اپنے کو اسطرح پر کہ انکے نقصان برنگ کمال ظاہر کرے اور اس
بسط اور احاطہ ہی کو شریعت مین اذن اور حکم کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور دوسرے یہ کہ وہ نفس
ناقص اہل کمال ہو کہ بدون ایمان وصحت عقیدہ کی محال ہے اور اس امر سے شریعت مین تعبیر
فرمایا ہے کہ کافر اور منافق کو شفاعت نہین ہے اور عقیدہ شفاعت بوجاہت اور بمحبت کو کفر کہتی
ہین اسلئے کہ یہ دو تو صورتین مستلزم قہر اور غلبہ شفیع ہین یہ غلط فہمی وہابیہ ہے دراصل یہ قسم شفاعت
سے نہین ہے بلکہ قسیم شفاعت ہی جیسا کہ کہا شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر آیۂ واتقوا یوماً
لا تجزی نفس عن نفس شیئاً ولا یقبل منہا شفاعۃ ولا یؤخذ منہا عدل
ولا ہم ینصرون مین طریق دفع عذاب در دنیا منحصر در ہمین چار چیز ست یا بالقہر وغلبہ ست وآنرا
نصرت گویند یا بدون قہر وغلبہ آن دو قسم است یا مفت بدون دادن چیزے خلاص کنند و آن

شفاعت است یا بدادن چیزے وآن نیز دو قسم ست یا بدادن چیزے کہ بر ذمہ او واجب بود مثل
ادائے قرض وتاوان ومصادر یا بدادن عوض اوست پس نصرت کا نام شفاعت رکھنا یہ
نتیجہ مُہرِ الٰہی ہے کہ قسم اور قسیم شئے مین فرق نہین سمجھتے اور مراد اس سے ان لوگون کی توہین شان
انبیا اور صلحا ہے ورنہ نصرت کی نفی خود آیت قرآن مجید مین ہے اُسکا نام شفاعت رکھنا اور
اُسکا انکار کرنا بجز خراب کرنے عقیدہ عوام اور تحقیر بزرگون کے اور کیا بات ہے عیاذاً باللہ من
ذالک - اور اسیطرح سے انکار تبرک آثار انبیا اور صلحا سے اور تعظیم اور تکریم اُسکے سے شعار وہابیہ ہے
کہ جو قرآن اور حدیث اور اقوال سلف سے ثابت ہے اُسکا انکار کرتے ہین اسلیئے کہ اصل اصول
اس مذہب کا توہین انبیا اور صلحا ہے در پردہ اظہار شرک و بدعت کے اور جب اہانت انکی
بجائے محبت اور تعظیم کے دل مین متمکن ہوئی تو ایمان کہان قائم رہا مَن اہانی فقد اہان
اللہ ومن اہان اللہ فقد کفر حدیث صحیح ہے اب ثبوت اسکا قرآن مجید سے آیت اَنْ یَّاْتِیَکُمُ
التَّابُوْتُ فِیْہِ سَکِیْنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَبَقِیَّۃٌ مِّمَّا تَرَکَ اٰلُ مُوْسٰی وَاٰلُ ھٰرُوْنَ تَحْمِلُہُ
الْمَلٰٓئِکَۃُ ط اور تفسیرون مین لکھا ہے کہ اُس صندوق مین ٹکڑے الواح اور عصائے موسیٰ اور عمامہ
ہارون وغیرہ تھا وقت لڑائی کے فرشتے اُس صندوق کو بنی اسرائیل کے سرون پر اُٹھا لیتے تھے جب
اُسمین سے آواز آتی فتح ہو جاتی اور آیہ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ط اور وَاتَّخِذُوْا مِنْ
مَّقَامِ اِبْرٰہِیْمَ مُصَلًّی یہ سب تعظیم بسبب ظہور برکت الٰہی کے تھی حضرت ابراہیم اور اسماعیل پر
ان مقامون مین جیسا کہ ان آیتون کی تفسیر مین مفسرین نے لکھا ہے اور تفسیر عزیزی مین بہت
سا بیان کیا ہے اور آیہ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّۃٌ نَّغْفِرْ لَکُمْ خَطٰیٰکُمْ کی تفسیر
مین شاہ عبد العزیز صاحب نے لکھا ہے کہ جو مقام متبرک کہ جائے ورود نعمت اور رحمتِ الٰہی
ہوتے ہین یا بعضے خاندانِ قدیم کہ اہلِ صلاح اور تقوی کی ایسی خاصیت اُنمین پیدا ہو جاتی ہے
کہ اُنمین توبہ اور بندگی بجا لانے باعث جلدی قبول اور حاصل ہونے نیک ثمرونکا ہے اسی جگہ
سے ہے کہ ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے حکایت کی کہ ہم ایکدن ہمراہ آنحضرت صلعم کے شب
کو کسی غزوہ یا سفر مین جاتے تھے جب آخر شب ہوئی تو ایک پشتہ کوہ پر گذرے ہم کہ اُسکو ذات الحنظل کہتے
تھے پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا مثل ھذہ الثنیۃ الا مثل الباب الذی قال اللہ لبنی اسرائیل

ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطۃ نغفر لکم خطایاکم اور ابوبکر ابن ابی شیبہ نے بروایت صحیح
حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہا انما مثلنا فی ہذہ الامۃ کسفینۃ نوح وکباب حطۃ
فی بنی اسرائیل نجات نفس و شیطان سے اور صحیح ہونا توبہ کا اور معاف ہونا گناہونکا بسبب
داخل ہونے اس امت کے اولیاؤن کے سلسلہ مین تعلق انہین بزرگون کے ساتھ رکھتا ہے
جیسا کہ اس زمانہ مین ظاہر ہے کہ سلاسل سلوک راہ خدا اور توبہ اور انابت کے اسی خاندان
علیہم الرحمۃ کے سے منتہی ہوتے ہین انتہی ترجمہ تفسیر عزیزی - پس اسی جگہ سے ہے کہ لوگ اس سلسلہ
مین بیعت کرتے ہین کہ قبولیت توبہ اور معافی گناہونکی باحسن وجہ ہوا اور انہین بزرگون کی
عبادتگاہون مین اور زیارتگاہون مین عبادت اختیار کرتے ہین تاکہ جلد ثمرہ نیک حاصل ہو
اور قبولیت جناب باری مین حاصل ہو جسکو یہ لوگ جاہل بدعت سیئہ کہتے ہین - اور باب حطہ
نام ایک دروازہ بیت المقدس کا بھی اُسکے دروازون مین سے ہے کہ واسطے استغفار گناہون کے
مسجد مین اُسی دروازہ سے جاتے ہین اور مشہور زبان مجاورون پر ہے کہ داخل ہونا اس دروازہ
کا موجب پاکی گناہونکا ہے اور اب تلک زیارتگاہ ہے شاید حضرت سلیمان یا بعد اُنکے کسی نبی نے
بوحی یا کشف مشابہت بدروازہ قریہ دیگر باب حطہ نام رکھا ہوگا کہ خاصیت مین مشابہ باب
قریہ تھا انتہی مافی التفسیر العزیزی اور تفسیر صراط الذین انعمت علیہم مین لکھا ہے کہ برکت در کلام و
در انفاس و در افعال و در مکانات ایشان و ہم در صحبتیان و اولاد و نسل ایشان و زیارت کنندگان
ایشان پے درپے ظاہر میگردد اور تفسیر سورہ قدر مین ہے کہ از مضمون این سورہ معلوم می شود
کہ عبادات و طاعات را بسبب اوقات نیک و مکانات متبرک و حضور اجتماع صالحان در ایجاب
ثواب و ایراث برکات و انوار مرتبہ عظیم حاصل می شود اور حدیث مین ہے عبدالرحمان ابی قراد سے
کہ نبی صلعم نے وضو کیا فجعل اصحابہ یتمسحون بوضوئہ فقال النبی صلعم ما یحملکم
علی ہذا قالوا حب اللہ ورسولہ اور ایسی ہی حدیث مین وارد ہے کہ تمام اہل مدینہ پانی مین
آپکا ہاتھ ڈلوا کر لیجاتے تھے اپنے گھرون مین یہ حاصل کرنا برکت کا ہے صلحا سے اور بڑھانا محبت
اور عظمت اُنکا دلمین پس اسی جگہ سے ہے کہ لوگ نیک جمع ہوکر ذکر اللہ کرتے ہین اور قرآن شریف
پڑھتے ہین اور ختم کرتے ہین تا موجب زیادتی ثواب اور برکات کا ہوا اور اسکو وہابیہ بدعت سیئہ

کہتے ہین اور تفسیر طور سینین مین شاہ عبد العزیز صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت صفیہ رض زوجۂ مطہرہ واسطے
زیارت بیت المقدس کے تشریف لیگئین اور بعد فراغت نماز کے مسجد سے باہر نکل کر طور زیتا کے
پہاڑ پر چڑھین اور وہان بھی نماز پڑھی اور پہاڑ کے کنارے پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ اسی جگہ سے آدمی
قیامت کو متفرق ہونگے کچھ بہشت مین اور کچھ دوزخ مین اور یہی پہاڑ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو اسی
جگہ سے آسمان پر لیگئے - ایک نصرانیہ نے وہان کنیسہ اور قبہ مصعد عیسیٰ بنایا تھا وہ اب منہدم
ہوگیا لیکن اب درخت خرنوب نبطی ہے کہ متصل اُسکے مسجد اور نیچے اُسکے غار ہے بہت لوگ زیارت
کو جاتے ہین وہان اور اُس درخت کو خرنوب العشرہ کہتے ہین پس جانا صحابیہ رض کا طور زیتا پر واسطے
زیارت کے کہ مکان مصعد عیسیٰ تھا ثابت ہے - اور قرطبی اور ابن ہمام وغیرہ نے اکابر معتمدین سے
روایت کی کہ اطراف قبا مین پیغمبر خدا صلعم ایک پتھر پر بیٹھے تھے کہ ایک عورت بانجھ نے دعا چاہی
اور آنحضرت صلعم نے دعا فرمائی عقم اُسکا جاتا رہا اُسکے بعد یہ فیض خاصہ جاری ہوا ہے کہ جو عورت
بانجھ باطہارت باخلاص نیت اُس پتھر پر بیٹھکر درود پڑھے عقم جاتا رہتا ہے اور یہ معاملہ تجربہ کیا ہے
اور روایت ہے صحیح مسلم مین اسما بنت ابی بکر رض سے کہ جبہ طیالسیہ کسروانیہ حضرت عائشہ سے اُنکے
پاس آیا تھا وکان النبی صلعم یلبسہا ونحن نغسلہا للمرضی نستشفی بہا اس حدیث سے تبرک اخذ
شفا ساتھ دھونے جبہ رسول خدا صلعم کے بفعل صحابہ رض ثابت ہے غرض اسطرح پر بہت حدیثین اور
اقوال ہین اب ایک استفتا شاہ عبد العزیز صاحب مرحوم کہ مسلم الثبوت وہابیۂ ہند بھی ہین لکھا جاتا ہے -
چہ میفرمایند علماء دین در تعظیم تبرکات انبیاء و صلحا و تبرک بآثار ایشان شرعاً جائز است یا نہ مثلاً
پیغمبرے یا پیرے در جائے نماز گذارد یا اعتکاف نمودہ آنمکان را متبرک دانستن و عبادت را در آن
بہتر دانستن و محل قبولیت دعا و عبادت فہمیدن چہ حکم دارد و پارچہ و کفش و عصا و امثال آن
اشیاء مستعملۂ بزرگان تبرک دانستن و باحتیاط داشتن و ہمچنین موئے و ناخن وغیرہ را چہ حکم - و
بقیۂ آب وضو و پس خوردہ و دم کردۂ بزرگان را متبرک دانستن و از جائے بجائے بردن چہ حکم دارد
بینوا توجروا الجواب تبرک بآثار صالحین شعار دین است قدیماً و حدیثاً و از کتاب و سنت ثابت
انکار آن و کلام در آن غیر از الحاد و زندقہ چہ توان گفت در قرآن مجید وارد است ان یاتیکم التابوت
فیہ سکینۃ من ربکم وبقیۃ مما ترک آل موسیٰ وآل ہارون تحملہ الملائکۃ در

تفاسیر معتبر مرویست کہ بود در آن صندوق پارہ ہائے الواح و عصائے موسیٰ و عمامہ ہارون وغیرہ و
بود بدست بنی اسرائیل و در وقت قتال پیش میکردند آنرا و بسبب آن فتحیاب می شدند بر اعدا و
وقت جنگ فرشتگان بر می داشتند بالائے سرہائے بنی اسرائیل و بنی اسرائیل قتال میکردند
ہمین کہ از ان تابوت آواز می آمد نصرت می یافتند ہرگاہ بنی اسرائیل عصیان و فساد نمودند اللہ
تعالیٰ مسلط نمود بر ایشان عمالقہ را کہ آن تابوت از ایشان سلب کردند ہرگاہ بے ادبی کردند با تابوت
اللہ تعالیٰ بر آن کفار بلا مسلط نمود ہر کہ قریب آن بول و براز میکرد بہ بواسیر مبتلا میگرد بد پس کفار دانستند
کہ این بلا بسبب بے ادبی تابوت است برگاوان نہادہ خود روانہ ساختند فرشتگان بمنزل طالوت
رسانیدند و در صحیح مسلم از ابن مالک مرویست کہ قال اصابنی فی بصری بعض الشئ فبعثت الی
رسول اللہ صلعم انی احب ان تاتینی وتصلی فی منزلی فاتخذہ مصلی قال فاتی النبی صلعم
ومن شاء اللہ من اصحابہ فدخل وھو یصلی فی منزلی واصحابہ یتحدثون بینھم الخ
و در روایت دیگر مسلم آمد فقال تعال فخط لی مسجدا فجاء رسول اللہ صلعم الخ نووی در شرح مسلم
نوشتہ قولہ فخط لی مسجدا ای اعلم لی علی موضع لاتخذہ مسجدا ای موضعا اجعل صلوتی
فیہ متبرکا باثارک وفی ھذا الحدیث انواع من العلم تقدم کثیر منھا ففیہ التبرک
باثار الصالحین و در صحیح بخاری در باب خضاب مرویست کہ بود نزد ام سلمہ رضی موئے مبارک آنحضرت
صلعم در جلجلہ از نقرہ ہرگاہ میرسید بصحابہ رنجے میرفتند نزد ام سلمہ رض و عرض میکردند پس می برآورد آنرا
و حرکت میداد در آب و استشفا میکردند صحابہ رض بآن و حدیث طلق ابن علی در بارہ تبرک کردہ بردن آب
بقیہ وضوے آنحضرت صلعم ببلاد خود در مشکوٰۃ از نسائی منقول است ملا علی قاری در شرح نوشتہ۔
وفیہ التبرک بفضلہ صلعم ونقلہ الی البلاد نظیر ماء زمزم فانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان
استھداہ من امیر مکۃ لیتبرک بہ اھل المدینۃ ویوخذ من ذلک ان فضلۃ وارثیہ
من العلماء والصلحاء کذلک ہمچنان شیخ عبد الحق در ترجمہ شرح و دیگر شراح نوشتہ۔ الغرض کتب حدیث
و سیر ازین امور پر اند شفائے قاضی عیاض و شروح آن و تصانیف مشہوری باید دید و در جذب
القلوب و دیگر کتب شیخ عبد الحق ہم این مطلب بخوب وضاحت گردیدہ است نزد فقیر این امر قابل
استفتا و اجازت نیست محبت باکسیکہ واجب التعظیم است بالطبع اقتضائے محبت تعظیم آثار و منسوبات

او می کند و تہاون و عدم اعتنا بآن دلیل است بر عدم محبت با مبدء و منشاء آثار و کاوکاو یکه در
تنقید روایات و اثبات اصلیت آثار می کنند خالی از سوء سیرت نیست اصل اہتمام این امور در
علمیات است بیشتر در عملیات و در فضائل اعمال وغیرہ وسعت است الم یکفیک ان سمعت
اگر شنیدہ باشند در امثال ہمین امور است با دنی نسبتے و اقل مشابہتے تعظیم بجا باید آورد کابس
ابن ربیعہ ہرگاہ داخل شد بر معاویہ بن ابی سفیان معاویہ بلحاظ آن گونہ مشابہت صوری کہ
بآنحضرت صلعم داشت از تخت خود بیتابانہ برائے تعظیم برخاستہ کابس را بر تخت نشاندہ خود در
با دب نشستہ بتوقیر تمام رخصت نمود و مداخل مرغاب را بکابس انگشت بخشید در مواہب لدنیہ وغیرہ مذکور
است و شیخ عبد الحق در مدارج نقل نمودہ کہ یکے از اہل بیت کرام راکہ نام او یحیی ابن القاسم
بن محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی کرم اللہ وجہہ کہ ملقب بود بشبیہ در موضع خاتم
نبوت شامہ[1] بود مقدار بیضۃ الحمام مشابہ خاتم النبوت چون در حمام می درآمد و مید یدند او را مردم
درود میفرستادند بر حضرت رسول صلعم و از دحام می نمودند بر وی و می بوسیدند پشت او را تبرکاً اور
اسیطرح تمثال نعل مبارک کہ کاغذ یا کپڑے پر لکھتے ہین آور مدینہ شریفہ مین سنا ہے کہ بعض کلاہ پر
بکار سوزن بنے ہوئے ہوتے ہین قسطلانی نے ابو الیمان ابن عساکر سے اسکی برکت اور مفاد ذکر
کئے کہ ابو جعفر ابن عبد المجید نے درد پر رکھا اور شفا ہوئی اور ابو القاسم ابن محمد کہتے ہین کہ مجرب ہے
اسکی برکات سے کہ یہ حرز ہے شیطان سے اور بغاوت باغیون سے اور امان غلبۂ اعدا سے
اور اگر حاملہ اسکو دائین ہاتھ مین رکھے وقت درد زہ کے تو آسانی ہوتی ہے اور ابو الیمان
ابن عساکر نے مدح تمثال نعل مبارک مین قصیدہ لکھا ہے اور حافظ علامہ احمد مقری التلمسانی نے
اِس باب مین ایک کتاب مسمی بفتح المتعال فی مدح النعال لکھی ہے مشتمل فاتحہ اور چار باب اور
خاتمہ پر اور اسکی سلسلہ اسناد اور اجازت مین نام بہت بزرگون کے لکھے ہین مثل امام ابو بکر
وابن عربی و حافظ ابو الربیع و حافظ ابو عبد اللہ و خطیب الخطبا ابو عبد اللہ بن مرزوق تلمسانی اور
ابو اسحاق اور مانند انکی بہت لوگ ہین جسکو منظور ہو اُس کتاب مین سند اسکی دیکھے اور حال برکت
کا دریافت کرے اور تفسیر عزیزی مین ہے کہ قاعدہ آنحضرت صلعم کا تھا کہ جب نماز صبح سے
فارغ ہوتے تو غلام اور لونڈیان اہل مدینہ کی ہر ایک برتن پانی سے بھرا ہوا لاتا آپ اُسمین ہاتھ

[1] شامہ نشان سیاہ در بدن ۱۲ منتخب

مبارک اپنا ڈالین تو وہ پانی متبرک ہو جاوے اور تمام دن اُس پانی کو کھانے پینے اور دوا مین صرف
کرتے تھے فقط اور اسیطرح ایک مسئلہ باطل انکے سے یہ ہے کہ اگر اوپر جانور زندہ کے کہا جاوے کہ یہ
واسطے پیغمبر کے ہے حرام اور نجس ہو جاتا ہے اگرچہ ذبح کیا جاوے بنام خدا تو بھی یہ ذبیحہ حرام ہے اور
ذابح مرتد اگرچہ غیر مقرر کرنیوالا ہو پس جہان کسی مخلوق کے نام پر جانور مشہور کیا کوئی جانور حلال ہو
جیسے گائے سید احمد کبیر کی یا اونٹ یا مرغی فلان شہید کی یا نبی کی یا باپ دادا کی یا جن کی یا پری
کی کوئی ہو وہ سب بسبب مشہور ہونے نام غیر خدا حرام اور ناپاک ہے اور دلیل اسکی یہ آیت ہے
وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی جو چیز کہ مشہور کی گئی ساتھ غیر خدا کے وہ حرام ہے اور یہ فہم انکا
مخالف جمہور مفسرین اور علمائے سلف کے ہے تفسیر بغوی مین ہے کہ مَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ ای ما ذبح
للاصنام والطواغيت واصل الاهلال رفع الصوت وكانوا اذا ذبحوا لالهتهم يرفعون
اصواتهم بذكرها فجرى ذلك من امرهم حتى قيل لكل ذابح وان لم يجهر بالتسمية
مهل قال الربيع ابن انس وغيره ما اهل به لغير الله ما ذكر عليه اسم غير الله اور تفسیر نیشاپوری
مین ہے وما اهل به لغير الله فمعناه رفع به الصوت للصنم وذلك قول اهل الجاهلية
باسم اللات والعزى واهل المعتمر اذا رفع صوته بالتلبية اور بعد اسکے لکھا ہے ويستثنى مما
اُهِلَّ به لغير الله ما ذبائح اهل الكتاب اذا سمى عليها باسم المسيح مثلا لاطلاق قوله تعالى
وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ ولان النصراني اذا سمى الله تعالى فانما يريد به
المسيح وهو مذهب عطاء ومكحول والحسن والشعبي وسعيد بن المسيب وقال مالك و
الشافعي وابو حنيفة واصحابه اذا ذبحوا على اسم المسيح فقد اهلوا به لغير الله فوجب ان
يحرم واذا ذبحوا على اسم الله فظاهر اللفظ يقتضي الحل ولا عبرة لغير اللفظ وعن علي عليه
السلام اذا سمعتم اليهود والنصارى يهلون لغير الله فلا تاكلوا واذا لم تسمعوهم فكلوا
فان الله تعالى قد اهل ذبائحهم وهو اعلم بما يقولون انتهى اور تفسیر جلالین مین ہے وما اهل
به لغير الله اى ما ذبح على اسم غير الله والاهلال رفع الصوت وكانوا يرفعونه عند الذبح
لالهتهم فقط اور در منثور مین مذکور ہے کہ اخرج ابن المنذر عن ابن عباس في قوله ما اهل ما
ذبح واخرج ابن ابی حاتم عن مجاهد وما اهل به لغير الله قال ما ذبح لغير الله واخرج ابن

ابی حاتم عن ابی العالیۃ وما اھل بہ لغیر اللہ یقول ما ذکر علیہ اسم غیر اللہ اور تفسیر احمدی
مین لکھا ہے اھل بہ لغیر اللہ معناہ ذبح لاسم غیر اللہ تعالی مثل اللات والعزی واسماء الانبیاء
وغیر ذلک بان افرد باسم غیر اللہ وذکر مع اسم اللہ عطفا اور بعد اسکے عبارت ہدایہ ذکر کر کے
لکھا ومن ھھنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما ھو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ
لم یذکر اسم غیر اللہ وقت الذبح وان کانوا ینذرونہا لھم اور تفسیر بیضاوی مین ہے کہ ما اھل
بہ لغیر اللہ ای ما رفع الصوت عند ذبحہ للصنم الخ اور تفسیر رحمانی مین ہے فانہ ان ذکر
معہ اسم اللہ فقد عارض فیہ المطہر المنجس مع نجاستہ بالموت وان لم یذکر فقد زید
فی تنجیسہ اور شاہ ولی اللہ صاحب نے ترجمۂ فارسی مین لکھا ہے آنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح وی بغیر خدا
پس ان سب تفسیرون سے ظاہر ہے کہ مراد اہلال سے رفع الصوت عند الذبح ہے اور نووی نے
شرح مسلم مین لکھا ہے اما الذبح لغیر اللہ فالمراد بہ ان یذبح باسم غیر اللہ تعالی کمن ذبح
للصنم او للصلیب او لموسی او لعیسی او لکعبۃ او نحو ذلک فکل ذلک حرام ولا تحل ھذہ الذبیحۃ
سواء کان الذابح مسلما او نصرانیا او یہودیا نص علیہ الشافعی فان قصد مع ذلک تعظیم
المذبوح لہ غیر اللہ تعالی والعبادۃ کان ذلک کفرا فان کان الذابح قبل ذلک مسلما صار
مرتدا وذکر الشیخ ابراھیم المروزی من اصحابنا ان ما ذبح عند استقبال السلطان تقربا
الیہ وفتی اھل بخارا بتحریمہ لانہ مما اھل بہ لغیر اللہ قال الرافعی ھذا انما ذبحوہ استبشارا
لقدومہ فھو کذبح العقیقۃ لولادۃ المولود ومثل ھذا لا یوجب التحریم انتہی اب یہ جو قول ابراہیم مروزی
کا بحوالہ اہل بخارا نووی نے ذکر کیا ہے اور پھر اُسکو قول رافعی سے رد کیا کہ ذبح قدوم سلطان مثل
ذبح عقیقہ ہے واسطے خوشی کے نہ تقربًا اور عبادۃً ہے کہ حرام ہو اسکو وہابیہ قول نووی کر کے لکھتے ہین
اور آگے اُسکو جو قول رافعی سے رد کیا ہے وہ نہین لکھتے اور نہ جو کچھ پہلے امام نووی نے اپنی تحقیق
لکھی ہے وہ لکھتے ہین کہ ذبح باسم غیر خدا مراد ہے اور اسطرح کی فریب اور حیل کی باتین مثل روافض
اکثر ان وہابیون کے کلام مین ہین کہ عبارت بیچ مین سے مخالف ماقبل اور مابعد کے جو کسی عالم نے
بطور شبہ کے بیان کر کے رد کیا ہے اُسکو سند اً بے ذکر عبارت ماقبل اور مابعد کے ذکر کرتے ہین اور
نہین غور کرتے کہ جب کوئی اصل کتاب کو دیکھیگا تو کیا فضیحت ہوگی فقط بنظر سخن پروری کسیکا قول

اسکی طرف نسبت کرتے ہین اور قول مردود کو سنداً لکھتے ہین چنانچہ مولوی فضل رسول صاحب نے اُنۃ
المسائل کے جواب مین اس قسم کے دھوکے بہت پکڑے ہین جسکو معلوم کرنا ہو اُسمین دیکھے اور بعض
لوگ سند پکڑتے ہین حدیث نہی عن[له] ذبائح الجن کو اور کہتے ہین کہ غیر اللہ سب مثل جن کے ہین اور حوالہ
کرتے ہین اشباہ ونظائر پر عبارت اُسکی یہ ہے ومنہا ان ذبیحتہ لا تحل قال فی الملتقط وعن
رسول اللہ صلعم انہ نہی عن ذبائح الجن پس تحریر اشباہ ونظائر سے صاف ظاہر ہے کہ مراد ذبائح
جن سے وہ جانور ہے کہ جسکو جن نے ذبح کیا ہو اور بعض لوگ سند پکڑتے ہین حدیث لا تذکرونی[عه] عند
تسمیۃ الطعام وعند الذبح وعند العطاس سو یہ حدیث صحیح نہین ہے چنانچہ حصن حصین مین
لکھا ہے اما الحدیث الذی روی مرفوعاً لا تذکرونی عند تسمیۃ الطعام وعند الذبح وعند
العطاس فلا تصح فانہ من حدیث سلیمان بن عیسی السجزی وھو متہم بوضع الحدیث و
فیہ ایضاً عبد الرحیم العمی وھو ایضا ضعیف اور قطع نظر اسکی حدیث ذبائح الجن اور حدیث
لا تذکرونی اور قول نووی جو سند مین بیان کرتے ہین کچھ مفید دعوی مدعیان نہین اسلئے کہ دعوی
یہ ہے کہ جانور تشہیر سے بنام غیر خدا تعالی حرام ہو جاتا ہے ذبح سے کچھ بحث نہین باسم اللہ ہو یا
غیر اسم اللہ اور ان سندون مین سب مین ذکر ذبح ہے اور حسب اہلال کے معنی آیت مین مدعی فقط
تشہیر کہتا ہے نہ رفع الصوت عند الذبح پس اسکا ثبوت کہ اہلال سے تشہیر مراد ہے کسی حدیث اور
تفسیر سے نہین جو حدیث یا قول کسی مفسر وغیرہ کا بیان کرتے ہین اُنمین ذکر ذبح ہوتا ہے اور اُلٹا
مخالف دعوے کے پڑتا ہے اب تحقیق یہ ہے کہ مشہور کرنے سے کوئی جانور بنام غیر خدا اگرچہ بت
ہو حرام نہین ہوتا ہے جیسے بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ کہ مشرکین عرب بتون کے نام پر مقرر کرتے تھے
شرع مین اسکی تحریم پر انکار واقع ہوا ہے اور نووی نے بیچ شرح اس حدیث مسلم کے کل مال نحلتہ
عبداً لکھا ہے المراد انکار ما حرموا علی انفسہم من السائبۃ والوصیلۃ والبحیرۃ والحام وانہا
لم تصر حراماً بتحریمہم وکل ما ملکہ العبد فہو حلال اور ایسے ہی سانڈ کہ ہنود بنام بتان مطلق العنان
کرتے ہین اور اُسکو کسیکی ملک نہین کہتے فقہا نے لکھا ہے کہ اگر کوئی اُسکو پوشیدہ پکڑ کے ذبح بنام خدا
کرے تو کھانا جائز ہے اکثرون نے اس دلیل سے کہ مالک نے اُسے اپنی ملک سے اور حراست سے خارج
کر دیا ہے اب وہ حکم جانور صحرائی مین ہے اور نہ ذبح کرنے مین اُسکے باقی چھوڑنا علامات شرک کا ہے

له منع کیا ذبائح جن سے ۱۲

عه نہ ذکر کرو میرا وقت بسم اللہ کہنے کہانے کے اور ذبح کے وقت اور چھینک لیتے وقت ۱۲

اور ذبح کرنے مین مٹانا ہے علاقہ شرک کا اور خصومت مشرکین وقت اطلاع کے نہ قسم دعوی سے ہے
بلکہ قسم عداوت مذہبی سے ہے اور استعلاء دین جائز - اور بعض کہتے ہین کہ قیمت مالک کو دینی چاہیئے
کہ مغصوب کے حکم مین ہے چنانچہ فوائد برہانی مین سب تفصیل مذکور ہے اور کتب فقہ اس سے بھری
ہوئی ہین کہ جو جانور واسطے بتون کے مقرر کیا گیا ہے اگر مسلمان ذبح کرے کھانا جائز ہے چنانچہ فتاوا
عالمگیری مین ہے مسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارھم او الکافر للآلھتھم توکل لانہ
سمی اللہ تعالی اور بیچ فوائد برہانی کے ہے کہ اگر مجوسی گاؤ مسلمان کو دے کہ بنام نار کہ معبود اُنکا ہے
ذبح کرے اور مسلمان نے بنام خدا ذبح کی گوشت اُسکا حلال ہے کذا فی کتب الفقہ اور اجماع سلف
ہی اسپر کہ فقط اہلال لغیر اللہ وقت ذبح موجب حرمت ہے اور نہین اسلیئے کہ زیلعی نے شرح کنز مین
لکھا ہے لا یقال ان الآیۃ مجملۃ لا یدری ھل ارید بھا حالۃ الذبح او الطبخ او حالۃ الاکل
لانا نقول اجمع السلف علی ان المراد بھا حالۃ الذبح فیکون مفسرۃ فتم الاحتجاج بھا پس
حرام نہین ہوتا جانور فقط مشہور ہونے سے کسیکے نام کا جیسے بکرا فلان بزرگ کا یا اونٹ فلان پیغمبر کا
یا مرغی فلان شیخ کی اور مثل اسکے جبتک کہ نہ ذبح کیا جاوے ساتھ نام غیر خدا کے یا ساتھ نام خدا و غیر خدا
دونون کے جب مذکور ہوا نام غیر کا بوجہ عطف اور شرکت کے اور اگر ذکر کیا معطوف بغیر وجہ شرکت
کے اور کہا بسم اللہ و صلی اللہ علی محمد تو اسمین تفصیل ہے عینی نے حاشیہ ہدایہ مین لکھا ہے کہ حلال
ہے والاولی ان یقال اور مبسوط شیخ الاسلام مین ہے ولو قال بسم اللہ واللہ اکبر وصلی اللہ
علی محمد ان اراد بذکر محمد الاشتراك فی التسمیۃ لا یحل اکلہ وان اراد التبرك بہ دون
الاشتراك یحل اور اسیطرح برجندی اور ہدایہ مین ہے وفی الروضۃ ان قال بسم اللہ ومحمد
الرسول اللہ بالرفع کانت اضحیۃ وقال الامام محمد بن الفضل اذا قال بسم اللہ وباسم
محمد ان اراد بذکر النبی صلعم تعظیمہ جاز ولا باس بہ وان اراد الشرکۃ مع اللہ لا تحل
الذبیحۃ اور بستان ابو اللیث مین ہے وبھذا ناخذ اذا کان النثر فی العرس او فی ولیمۃ
او فی رجل نحر جزورا واباحوا النھبۃ للناس او قدم رجل فی سفرہ فنثر علیہ فلا باس بان
ینھب لان النثر علیھم بمنزلۃ الرشوۃ الا تری ان ھدایۃ الامراء مکروہ وقد جاء عن
النبی صلعم انہ قال ھدایا الامراء غلول فلذلك النثر علیھم وکذلك اذا ذبح البقر لاجل

وسلم سے کہ نذر کی ہے مینے کہ ذبح کردن مین فلان جگہ جہان جاہلیت مین ذبح کرتے تھے تو پوچھا کہ
کوئی بت یا عید مشرکین کی اُس جگہ ہے کہا کہ نہین حکم فرمایا اوفی بنذرک رواہ ابوداود پس نذر جسطرح
مانے اُسی خصوصیات سے ادا کرنی واجب ہین جیسا کتب فقہ مین لکھا ہے اور احادیث صحیح سے
ثابت ہے پس خصوصیات زمانی اور مکانی بدعت کیونکر ہے یہ محض افترا ہے وہابیہ کا اور اگر
وہ نذر غیر معین ہے مثلاً نذر کیا روزہ اور کوئی دن مقرر نہ کیا یا نذر کیا کھلانا مساکین کا اور کوئی کھانا
یا دن مقرر نہ کیا تو جب چاہے روزہ رکھے اور جو کھانا چاہے جسوقت چاہے کھلا دے نذر اور قسم
ادا ہو جائیگی کفارہ دینا لازم آویگا - اور نذر اصطلاح شرع مین واجب کر لینا ایک کام غیر واجب
کا ہے عبادات یا مباحات سے اپنے اوپر واسطے حاصل کرنے قرب خدا کے عبادۃً اور جو تقرب
اصطلاح سے بغیر خدا حرام ہے اسی سبب سے نذر غیر خدا حرام ہے اور جو نذر انبیا اور اولیا کو حرام کہتے
ہین انہین معنون کر کہتے ہین کہ جو واسطے تقرب اور عبادت اولیا کے کیجاوے اور یہ غلط فہمی
لوگون کی ہے اسلئے کہ صاحب تفسیر احمدی نے حاشیہ لکھا ہے تفسیر آیہ وما اُهِلَّ به لغير الله مین
اسمین لکھا ہے قد تقرر ان النذر لغير الله حرام و نذر الاولياء ماول بان النذر لله وثوابه
لهم یعنی نذر اولیا کے یہ معنی ہین کہ یہ نذر واسطے خدا کے ہے اور ثواب اُسکا واسطے اولیا کے اور
جب مقصود ثواب نذر کا واسطے اُنکے تھا لہذا مجازاً نسبت نذر کی اُنکی طرف واقع ہے جیسے کہ روزہ قضا
کا یا رمضان کا بولتے ہین اور روزہ خدا کا ہوتا ہے مگر مجازاً بعلاقہ ظرفیت رمضان کا کہتے ہین اور علاقے
مجاز بہت ہین جیسے کہ کتب اس فن مین مذکور ہین اور رسالہ نذور مزارات مولوی رفیع الدین صاحب
مین ہے کہ لفظ نذر مشترک ہست در نذر شرعی و نذر عرفی :- نذر شرعی ایجاب غیر واجب تقرباً الی اللہ
است و عرفی آنچہ پیش بزرگان می برند نذر و نیاز میگویند - اور اُسی رسالہ مین ہے کہ نذر اولیا بر سہ
وجہ مباح است یکی آنکہ بگوید کہ الٰہی اگر آن مراد من حاصل شود نذر تو بخدام مزار آن صالح رسانم
دوم اینکہ بگوید یا حضرت در جناب الٰہی برائے این مشکل دعا بکنید کہ این مراد م حاصل شود از طرف
شما در جناب الٰہی بنقدر طعام یا نقد رسانم تا ثواب عاید بشما شود - سیوم آنکہ آن بزرگ را وسیلہ و شفیع
در جناب الٰہی سازد گویا می گوید کہ الٰہی ببرکت روح فلان بزرگ و بحق عنایات و مہربانی خود برآورد
اگر مشکل من آسان کنی بقدر مال برائے تو دہم و ثواب آن بنخواہ روح آن بزرگ سازم تا از برا

واحسان بآن بزرگ خوشنودی نفقط پس جو مراد صاحب تفسیر احمدی کے اول کہنے سے ہے وہی
مولوی رفیع الدین صاحب کی تحریر سے پائی جاتی ہے اور اسی مضمون نذر کو ہندی مین منّت کہتے
ہین اسلئے کہ معنی نذر لغت مین عہد و پیمان کے ہین جیسے صراح وغیرہ مین لکھا ہے پس نذر اولیاء اللہ
کے یہ معنی ہین کہ عہد کیا ساتھ اولیاء اللہ کے اسقدر ایصال ثواب کا اور اس عہد کو ہندی مین منت
کہتے ہین کہ فلان بزرگ کی منت مانی یعنی عہد کیا کہ اسقدر طعام وغیرہ کا ثواب انکی روح کو پہنچاوینگے
نہ کہ مراد نذر اور منت اولیا سے عبادت اولیا ہے یہ کج فہمی اور دھوکہ دہی وہابیون کی ہے عوام الناس
کو کہ عظمت اور محبت خدا اور دوستان خدا کی دلون مین سے کم کرکے جڑ ایمان کی منقطع کرتے
ہین عیاذاً باللہ من ذالک اور ایک استفتا کے جواب مین مولوی اسمٰعیل صاحب نے لکھا ہے کہ نذر
اولیا بدو طریق است حسن و قبیح اگر طریق حسن در دل باشد واز زبان لفظ نذر کند خللے درآن ہست
یا نہ نظر برآنکہ این لفظ در شرع مستعمل برائے معنی است کہ مختص بخدا است باید کہ شائبہ از ممنوعات
شرعیہ درآن باشد واداۓ او ترک اولی است اما حرام نتوان گفت قصہ مسلمانان کہ بجاے اسلمنا
صبانا گفتند شاہد آنست چون معذور شدند پس از الفاظ مشترکہ بسبب استعمال عرف این وبا اشتراک
پیدا شود باکے نیست فقط پس اس تقریر اساتذہ سے صاف ظاہر ہے کہ نذر کے معنی عرف مین مصطلح
شرعی نہین بلکہ ہر شخص جو کچھ کسی بزرگ یا بالاتر کو اپنے سے دیتا ہے اور پیش کرتا ہے اُسکو نذر کہتا
ہے جیسے رعایا جو کچھ حاکم کو یا ملازم کسی نواب یا راجہ کو جو کچھ دیتے ہین اُسکو نذر کہتے ہین اور اکثر رئیس
مسلمان نواب وغیرہ درویشون اور علماؤن کو جو کچھ دیتے ہین کہتے ہین کہ فلان مولوی صاحب
کے نذر کیا کوئی حرام نہین کہتا اور اسیطرح راجون اور انگریزون کو نذر کرنا بولتے ہین کوئی حرام نہین
کہتا اسی لئے کہ پیش کرنیکے عرفی معنی ہین نہ شرعی پس انبیا اور اولیا کو جو ثواب پہونچایا جاتا ہے
اُسکو بھی نذر اور نیاز اولیا کی اسی پیش کرنیکے معنون مین کہتے ہین یا عہد کرنیکے معنون مین جسکو
منت کہتے ہین یعنی اگر حق تعالی فلان حاجت برلاوے تو ہم عہد کرتے ہین کہ فلان ولی اللہ یا
نبی اللہ کی ارواح کو اسقدر ثواب پہونچائینگے اور یہ اسلئے ہے کہ ہدیہ اور تحفہ اور خدمتگذاری انبیا
اور اولیا کی موجب محبت خدا اور رضائے خدا ہے اور اموات سے یہ امر بجز ایصال ثواب عبارت کے
اور طرح ممکن نہین پس تعظیم اور محبت انکی عین محبت الٰہی ہے اور قطع محبت انسے انقطاع محبت خدا

اسیطرح اگر کوئی کہے کہ دو من یا تین من گوشت نذر حضرت سید احمد کبیر بعد برآمدِ حاجت کھلاؤنگا گوشت
حلال ہے اگرچہ گوشت گائے کا کہے تو بھی اور اسیطرح اگر گائے زندہ بنام سید احمد کبیر کسیکو دیوے بطور نقد
کے تو بھی درست ہے اور گوشت اُسکا حلال غرض گائے سے مالیت ہے پس جب مقصود جانور سے
گوشت ہو یا مالیت ہوا ور نذر کرے کسی اموات کے تو وہ جانور حلال ہے گو نذر مین گفتگو ہوا ور اگر مقصود
ذبح واسطے میت کے ہے پس اگر ایصال ثواب ذبح واسطے میت کے مراد ہے تو حلال ہے اور اگر تقرب بذبح
طرف میت کے مقصود ہے تو حرام اور ذابح مرتد اور اگر کوئی شخص بکرا یا دنبہ یا گائے وغیرہ خانہ پرور کرے تا
گوشت اُسکا خوب چرب ہوا ور پھر ذبح کرکے پکا کے فاتحہ کسی بزرگ کی دیکر کھلاوے کچھ خلل نہین ہے
یہ ایسا ہے کہ واسطے اُس بزرگ کے حالتِ زندگی مین یہ کام کرتا اور اگر نذر کرے کہ بشرط برآمد فلان
حاجت کے گائے دو سالہ یا فربہ یا بکری یکسالہ نیاز حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کی کرونگا پس حکم
اُسکا مثل حکم طعام ہے اگر نذر بطریق نیک ہے کچھ خلل نہین اور اگر نذر بطریق قبیح ہے فعل اُسکا حرام ہے
اور جانور حلال اور مولوی برہان الدین نے لکھا ہے کہ جانور منذور کہ واسطے بزرگ کے مقرر ہوا ہے اگر
مقصود ہے کہ مسلمان کھاوین بے شبہ حلال ہے - اور جیسے کہ اختراع معانی جدید آیت و حدیث برخلاف
اہلِ حق کے اور تحریف معانی داب اِن نجدیون کا ہے اسیطرح تحریف کلام علمائے سلف بھی کرتے
ہین اور اکثر جگہ جو سند کلام علمائے متقدمین سے لاتے ہین تحریف کرکے اپنے مطلب کے موافق بنالیتے
ہین کہین ایک فقرہ عبارتِ منقولہ سے حذف کردیتے ہین جیسے کہ حدیث لعن[۱] اللہ الیہود و
النصاری الذین اتخذوا قبور انبیاءھم و صالحیھم مساجد مین مرقاۃ شرح ملا علی قاری
کی عبارت نقل کرتے ہین انما حرم اتخاذ المساجد علیھا لان فی الصلوۃ فیھا استنانا بالسنۃ
الیھود و یدل علیہ قولہ صلعم لعن اللہ الیھود والنصاری الخ اور عبارت شرح ملا علی یہ ہے
قال[ع] ابن الملک انما حرم اتخاذ المساجد علیھا لان فی الصلوۃ فیھا استنانا بسنۃ الیھود
انتھی وقید علیھا یفید ان اتخاذ المساجد بجنبھا لا بأس بہ و یدل علیھا قولہ صلی اللہ
علیہ وسلم لعن اللہ الیھود والنصاری الخ الحدیث پس فائدہ قید علیھا کو ترک کیا کہ مسجد
پہلوے قبر مین بنانی درست ہے اور جو حدیث اسکے سند مین تھی اُسکو سند حرمت اتخاذِ مسجد کردیا اور اسیطرح
بیان کرتے ہین کہ مکان قبر پر مثل قبہ وغیرہ بنانا حرام ہے بموجب روایت جابر رض کہ مشکوۃ مین ہے

[۱] لعنت کرے اللہ یہود اور نصاریٰ پر کہ انہون نے اپنے نبیون اور نیکون کی قبرون کو بنایا مسجد ۱۲

[ع] کہا ابن الملک نے کہ حرام ہوا بنانا مسجدون کا قبرون پر اسواسطے کہ اُنپر نماز پڑھنا طریقہ یہود ہے اور مقید کیا اُسکو اس قید سے

اور حدیث عام ہے کہ عمارت ہو یا خیمہ کھڑا کیا جاوے چنانچہ ترجمہ مشکوٰۃ حضرت شیخ عبدالحق رح وشرح مشکوٰۃ ملا علی قاری سے بھی معلوم ہوتا ہے اور یہ حوالہ غلط ہے چنانچہ اول ملا علی قاری نقل لکھتے ہین کتاب توربشتی سے یحتمل الوجہین احدہما البناء علی القبر بالحجارۃ وما یجری مجراہا والاخری ان یضرب علیہا خباء ونحوہ وکلاہما منہی لعدم الفائدۃ اور بعدہ قید عدم فائدہ کے بیان مین لکھا ہے قلت مستفاد منہ انہ کانت الخیمۃ لفائدۃ مثل ان یقعد تحتہا القراءۃ فلا یکون منہیا قال ابن ہمام واختلف فی اجلاس القاریین عند القبر والمختار عدم الکراہۃ اور بعد اسکے لکھا ہے فقد اباح السلف البناء علی قبر المشائخ والعلماء المشہورین لیزورہم الناس فیستریحوا بالجلوس اور کھڑا کرنا خیمہ کا قبر پر قرون مشہود لہا مین واقع ہوا ہے کہ جو انکے معتقدات کے موافق ممنوع نہین ہو سکتا بلکہ داخل سنت ہے جیسے اوپر بیان ہو چکا اور تعلیقات بخاری مین ہے لما مات الحسن بن الحسن بن علی رض ضربت امرأتہ القبۃ علی قبرہ سنۃ اور اسیطرح نقل کرتے ہین سند اپنے مطلب مین ایک قول کو آدھا یعنی ایسے قول کو جو رد کیا گیا ہے اگلے قول سے پس قول مردود کو سنداً نقل کرکے لوگون کو دھوکہ مین ڈالتے ہین جیسے کہ حدیث لاتشد الرحال مین ملا علی قاری نے لکھا ہے ذہب بعض العلماء الی الاستدلال علی المنع فی الرحلۃ لزیارۃ المشاہد وقبور العلماء والصالحین فقط اور عبارت شرح ملا علی رح اسیطرح ہے کہ فی الاحیاء ذہب بعض العلماء الی الاستدلال علی المنع من الرحلۃ لزیارۃ المشاہد وقبور العلماء و الصالحین وما تبین لی ان الامر لیس کذلک فان الزیارۃ مامور بہا بخبر کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا والحدیث انما ورد نہیا عن الشد لغیر الثلثۃ من المساجد لتماثلہا بل لا بلد الا وفیہا مساجد فلا حاجۃ للرحلۃ الی مسجد آخر اما المشاہد فلا تتساوی بل برکۃ زیارتہا علی قدر درجاتہم عند اللہ ثم لیت شعری ہل یمنع ہذا القائل من شد الرحال لقبور الانبیاء کابراہیم وموسی ویحیی والمنع من ذلک فی غایۃ الاحالۃ واذا جوز ذلک لقبور الانبیاء والاولیاء فی معناہم ولا یبعد ان یکون من اغراض الرحلۃ کما ان زیارۃ العلماء فی الحیوۃ من المقاصد اور اسیطرح نقل کرتے ہین انکار استمداد مین عبارت ترجمہ مشکوٰۃ حضرت شیخ عبدالحق رح کی اما استمداد باہل قبور در غیر انبیا منکر شدہ اند آنرا بسیاری فقہا ومیگویند نیست زیارت مگر برائے نفع رسانیدن باموات ودعا

واستغفار رو قائل گشتہ اند بعضے از ایشان وظاہر انیست کہ از فقہا آنان کہ قائل بسمع وادراک میت
اند قائل بجواز اند وآنانکہ منکر اند آنرا این را نیز انکار کنند ونیست صورت استمداد مگر ہمین کہ محتاج
طلب کند حاجت خود را از جناب الٰہی بتوسل روحانیت بندہ مقرب درگاہ والا الخ آور
ایسے ہی شرح عربی سے واما الاستمداد باہل القبور فقد انکرہ کثیر من الفقہاء فی غیر
النبی والانبیاء وقالوا لیس لزیارۃ الا للدعاء والاستغفار للموتی وایصال النفع الیہم
بالدعاء والتلاوۃ الخ اور جو کہ عبارت ترجمہ فارسی مشکوۃ بعینہ مطابق شرح عربی ہے لہذا عبارت
فارسی شیخ علیہ الرحمہ نقل کیجاتی ہے تا لوگ دیکھین کہ شیخ منکرین استمداد پر طعن کرتے ہین اور
رد کرتے ہین مذہب انکا اور وہابیہ ایک جملہ اسمین سے نقل کر کے کچھ اپنی طرف سے ملا کر اپنی
مدعا کو ثابت کرتے ہین کلام شیخ سے یہ بات صاف افترا اور تحریف معلوم ہوتی ہے اس سے
کچھ استحکام انکار استمداد نہین معلوم ہوتا بلکہ جو کوئی ترجمہ شیخ مین دیکھیگا معنوی مضمر جانیگا چنانچہ دیکھیئے جملہ ظاہر
نیست کہ از فقہا آنانکہ قائل بسمع وادراک میت اند بجواز قائل اند وآنانکہ منکر اند آنرا این را نیز انکار کنند
کہین ترجمہ شیخ مین نہین ہے یہ اپنی طرف سے درمیان عبارت شیخ کے بڑھا دیا ہے عبارت ترجمہ
شیخ علیہ الرحمہ یہ ہے باب زیارت قبور مین واما استمداد باہل قبور در غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا
غیر انبیا علیہم السلام منکر شدہ اند آنرا بسیاری از فقہا ومی گویند کہ نیست زیارت قبور مگر از برائے
دعاے موتی واستغفار برائے ایشان ورسانیدن نفع بایشان بدعا واستغفار وتلاوت قرآن
وثابت کردہ اند آنرا مشائخ صوفیہ قدس اسرارہم وبعض فقہا رحمہم اللہ تعالی واین امر محقق ومعتبر
است نزد اہل کشف وکمال از ایشان تا بسیاری را فیوض وفتوح از ارواح رسید واین طائفہ را در
اصطلاح ایشان اویسی خوانند۔ امام شافعی رحمہ اللہ گفتہ قبر موسی کاظم تریاق مجرب است مر اجابت
دعا را وحجۃ الاسلام امام غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ می شود بوے در حیات استمداد کردہ می شود بوے
بعد از وفات ویکے از مشائخ عظام گفتہ دیدم چہار کس را از مشائخ تصرف میکنند در قبور خود مانند
تصرفہاے ایشان در حیات خود یا بیشتر ازان شیخ معروف وعبدالقادر جیلانی ودو کس دیگر را
از اولیا شمردہ ومقصود حصر نیست انچہ خود دیدہ ویافتہ گفتہ است۔ سیدی احمد ابن مرزوق کہ از
اعاظم فقہا وعلما ومشائخ دیار مغرب است گفت کہ روزے شیخ ابو العباس حضرمی از من پرسید کہ امداد

حی قوی است یا امداد میت من گفتم کہ قومے می گویند کہ امداد حی قوی تر است و من میگویم امداد میت
قوی تر است شیخ گفت نعم زیرا کہ وے در بساط قرب حق است و در حضرت اوست و نقل در ہمینی ازین
طائفہ بیشتر ازانست کہ حصر و احصا کردہ شود و یافتہ نمی شود در کتاب و سنت و اقوال سلف صالح چیزے
کہ منافی و مخالف این باشد و رد کند این را و بتحقیق ثابت شدہ بآیات و احادیث کہ روح باقی است
و او را علم و شعور بزائران و احوال ایشان ثابت و ارواح کاملہ را قرب و مکانے در جناب حق ثابت
چنانچہ در حیات بود یا بیشتر ازان و اولیا را کرامات و تصرف در اکوان حاصل است و این نیست مگر
ارواح ایشانرا و آن باقیست و متصرف حقیقی نیست مگر خدائے عز شانہ و ہمہ بقدرت اوست و ایشان
فانی اند در جلال حق در حیات و بعد از ممات پس اگر دادہ شود مر احدے را چیزے بوساطت یکے از
دوستان حق و مکانتے کہ نزد خدا دارد دور نباشد چنانکہ در حالت حیات بود و نیست فعل و تصرف
در ہر دو حالت مگر حق را جل جلالہ و عم نوالہ و نیست چیزیکہ فرق کند میان ہر دو حالت و یافتہ نشدہ است
دلیل بر آن در شرح شیخ ابن حجر در میان حدیث لعن اللہ الیہود و النصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءہم مساجد
گفتہ است این بر تقدیریست کہ نماز گذارد بجانب قبر بجہت تعظیم وے کہ آن حرام است باتفاق و اما
اتخاذ مسجد در جوار پیغمبرے علیہ السلام یا صالحے و نماز گذاردن نزد قبر وے نہ بقصد تعظیم قبر و توجہ بجانب
قبر بلکہ بہ نیت حصول مدد از وے تا کامل شود ثواب عبادت ببرکت قرب و مجاورت آن روح پاک
حرجے نیست و در آخر باب چیزے بیاید متعلق باین سخن و تمام گرد این بحث در کتاب جہاد در قصہ
قتلاے بدر و اللہ اعلم اور عبارت ترجمہ کی کتاب الجہاد مین یہ ہے و اما استمداد باہل قبور منکر
شدہ اند آنرا بعض فقہا اگر انکار از جہت آنست کہ سماع و علم نیست ایشانرا بزائران و احوال ایشان
پس بطلان او ثابت شد و اگر بسبب آنست کہ قدرت و تصرف نیست مر ایشان را در آن موطن
تا مدد کنند بلکہ محبوس و ممنوع اند و مشغول بآنچہ عارض شدہ است ایشانرا از محنت و شدت آنچہ باز
داشتہ است از دیگران ممنوع کہ این کلیہ باشد خصوصًا در شان متقین کہ دوستان خدا اند شاید کہ حاصل
شود ارواح ایشان را از قرب و منزلت در برزخ و قوت و قدرت بر شفاعت و دعا و طلب
حاجات مر زائران را کہ متوسل اند بایشان چنانچہ روز قیامت خواہد بود و چیست دلیل بر آن و تفسیر
کردہ است بیضاوی آیہ کریمہ والنازعات غرقا الآیہ را بصفات نفوس کاملہ فاضلہ در حال مفارقت

از بدن کشیده می شوند از ابدان و نشاط می کنند بسوئے عالم ملکوت و سیاحت می کنند و در آن پس
سبقت میکنند بمظاهر قدس پس میگردند بشرف و قوة از مدبرات و لیت شعری چه میخواهند
ایشان باستمداد و امداد که آنفرقه منکر اند آنرا آنچه ما می فهمیم ازان اینست که داعی محتاج الی الله دعا
میکند و طلب حاجات خود را از قرب جناب عزت و غنی وے و توسل میکند بروحانیت این
بندهٔ مقرب مکرم درگاه عزت وے و میگوید خداوندا ببرکت این بندهٔ تو که رحمت کردهٔ بروے و اکرام
کردهٔ او را و لطف و کرمے که بوے داری برآورده گردان حاجت مرا که تو معطی و کریمی یا ندا کند این بندهٔ
مقرب را که اے بندهٔ خدا و ولی وے شفاعت کن مرا و بخواه از خدا که بدهد مسئول و مطلوب مرا و قضا
کند حاجت مرا پس معطی و مسئول و مامول پروردگار است تعالی و تقدس و نیست این بنده در میان
مگر وسیله و نیست قادر و فاعل و متصرف در وجود مگر حق سبحانه و اولیا فانی و هالک اند در فعل الٰهی
و قوت و سطوت وے و نیست ایشانرا فعل و قدرت و تصرف نه اکنون که در قبور اند و نه آن هنگام
که زنده بودند در دنیا و اگر همین معنی که در امداد و استمداد ذکر کردیم موجب شرک و توجه با سوائے حق باشد
چنانچه منکر زعم میکند پس باید که منع کرده شود توسل و طلب دعا از صالحان و دوستان خدا در حالت
حیات و این ممنوع نیست بلکه مستحب است باتفاق و شایع است در دین و اگر گویند که ایشان
بعد از موت معزول شده اند و بیرون آورده شدند ازان حالت و کرامت که بود ایشانرا در حالت حیات
چیست دلیل بر آن یا گویند که مشغول و ممنوع شدند بآنچه عارض شد از آفات بعد از ممات پس
کلیه نیست دوام و استمرار آن تا روز قیامت نهایت اینکه این کلیه نباشد و فائده استمداد عام نباشد
بلکه ممکن است که بعضے منجذب باشند بعالم قدس و مستهلک باشند در لاهوت حق چنانکه ایشانرا
شعورے و توجهے بعالم دنیا نمانده باشد و تصرفے و تدبیرے در وے نه چنانکه درین عالم نیز از تفاوت
حال مجذوبان و متمکنان ظاهر میگردد نعم اگر زائران اعتقاد کنند که اهل قبور متصرف و مستبد و قادر اند
بے توجه بحضرت حق و التجا بجناب وے تعالی چنانکه عوام و جاهلان و غافلان اعتقاد دارند و چنانکه
می کنند آنچه حرام و منهی عنه است در دین از تقبیل قبر و سجده مر آنرا و نماز بسوے وے و جز آن که ازان
نهی و تحذیر واقع شده این اعتقاد و این افعال ممنوع و حرام خواهد بود و فعل عوام اعتبارے ندارد و خارج
مبحث است و حاشا از عالم شریعت و عارف باحکام دین که این اعتقاد بکند یا این افعال و آنچه

مرویست از مشائخ اہل کشف و استمداد از ارواح کمل و استفادہ از ان خارج از حصر است و مذکور در کتب
و رسائل ایشان و مشہور ست میان ایشان حاجت نیست کہ آنرا ذکر کنیم و شاید کہ منکر متعصب شود
و منکر کلمات ایشان عافانا اللہ من ذلک سخن در ینجا از وجہ علم شریعت است آرے مروی و مسنون
و زیارت سلام بر موتیٰ و استغفار برائے ایشان و قرات است لیکن درینجا نہی از استمداد نیست پس
زیارت برائے امداد موتیٰ و استمداد از ایشان ہر دو باشد بر تفاوت حال زائر و مزور بایدانست
کہ خلاف در غیر انبیا است صلواۃ اللہ و سلامہ علیہم اجمعین کہ ایشان احیا اند بحیات حقیقی دنیاوی
باتفاق و اولیا بحیات اخروی و معنوی و کلام درینمقام بحد اطناب و تطویل کشید بزعم منکران کہ
در قریب این زمان این فرقہ پیدا شدہ منکر اند استمداد و استعانت را از اولیا و خدا کہ نقل کردہ شدہ اند
ازین دار فانی بدار بقا و زندہ اند بنزد پروردگار خود و مرزوق و خوشحال اند و مردم را از ان شعور نیست
و متوجہان بجناب ایشان را مشرک بخدا و عبدۂ اصنام میدانند و میگویند آنچہ میگویند و عمر ما است
کہ تحقیق و تفصیل این مسئلہ مخطور خاطر فاتر بود الآن توفیق آلہی مساعدت کرد اب دیکھنا چاہئے کہ
شیخ علیہ الرحمۃ ثابت کرتے ہین استمداد کو اور منکر اپنے مطلب پر دلیل لاتا ہے اُنکے قول سے یہ کیا
بیباکی اور جُرأت ہے یہ ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ قرآن مین نماز سے منع فرمایا ہے اور پڑھے
آیت وَلَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ اور اَنْتُمْ سُكَارٰى نہ پڑھے اور ایسی ہی سند بیان کرتے ہین عبارت
فتح القدیر کی کتاب جنائز مین عدم سماعت موتی پر ہذا عند اکثر مشائخنا وہو ان المیت لا یسمع عندہم
اھ حالانکہ عبارت فتح القدیر یہ ہے اما التلقین بعد الموت وھی فی القبر قیل لا یومر ولا ینھی
وقیل یفعل وبحقیقتہ ما روینا ونسب الی اہل السنۃ والجماعۃ وخلافہ الی المعتزلۃ ویقول
یا فلان بن فلان اذکر دینک الذی کنت علیہ فی الدنیا بشہادۃ ان لا الہ الا اللہ
وان محمد رسول اللہ پس شیخ ابن ہمام ثابت کرتا ہے تلقین کو اور کہتا ہے کہ یہ مذہب اہل سنت
جماعت ہے اور انعین تلقین معتزلہ ہین جو منکر سماعت موتی ہین اور دلیل مانعین تلقین کو رد
کیا ہے یہان منکر اُسی قول مردود شیخ ابن ہمام کو قول شیخ قرار دیکر سنداً بیان کرتا ہے کہ شیخ
ابن ہمام کا یہ قول ہے اور اس قسم کے افترا اور تحریف اور جعل ان لوگون کے کلام مین بہت ہین اسلیئے
لازم ہے کہ جس مسئلہ مین سند علمائے سلف کی بیان کرین بغیر مطالعہ اُس کتاب کے باور نکرے

پہونچا دینا اسوقت کے جہل کا مقتضی ہے مین اُسکو کبھی پسند نکرونگا +

اسیطرح ہر مرشد اور ہادی کے بعد جون جون زمانہ گزرتا ہی پچھلے لوگ اسکی تعلیم مین اپنے خیالات کو بھی دخل دیدیا کرتے ہین اور ایسی کچھ قلعی چڑھا لیتے ہین کہ اصلی اور زائد باتون کی تمیز کرنے مین بڑی دقت پیش آجاتی ہی پھر ایک زمانہ گزرنیکے بعد پچھلے مشائخ کی قلعی اور اختراعی مسائل جو معجون مرکب کیے گئے ہین متاخرین کے لئے سند ہو جاتے ہین اور ان تراشیدہ باتون کو جو کوئی دور کرنا چاہتا ہی تو اُسکو بڑی مصیبت اُٹھانی پڑتی ہی اسلئے آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمادیا ہی کہ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ہٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَہُوَ رَدٌّ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ - اور بہت سی احادیث مین اس بات کی بڑی اشد ممانعت ہے مقصود آنحضرت صلعم کا یہ تھا کہ جو دنیا مین مین چھوڑے جاتا ہون لوگ اسمین ملونیان نملائین اس ملونی کو شرع مین بدعت سیئہ کہتے ہین اور اسکے ضلالت ہونیمین شبہ بھی نہین - پس جسطرح توحید مین جہلا نے رخنہ اندازی پیدا کرکے شرک فی الاسلام بنگیا تھا جسکو علمانے مٹایا اور اسمین بعض نے افراط وتفریط بھی کی اسیطرح اس بدنصیب بدعت کے مٹانے مین بھی بہت نے کمر ہمت باندھی اور سلف سے آجتک ایسا کرتے آئے مگر بعض لوگون سے اسمین بھی افراط ہو گئی اُنہون نے اسلام کی کارآمد اور مستحسن باتون کو کہ جنکو علماء کرام نے قرآن و حدیث مین خوض و فکر کرکے نکالا تھا اور وہ صاحب شرع کے مطالب مین سے تھین اُنکو بھی بدعت قرار دیدیا پھر اسمین بھی باہم بڑی قیل و قال ہونے لگی دراصل بدعت کو امر مستحسن سے الگ کرکے دکھا دینا بڑا بھاری کام تھا - عرب مین محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اُسکے متبعین سے اور ہندوستان مین بعض مولویون سے اس بارہ مین افراط ہو گئی اور بات حد اعتدال سے بڑھ گئی جس لئے وہابی بدعتی کا قصہ ہندوستان بھر مین پھیلا اور طرفین سے علمانے کتابین اور رسالے لکھنے شروع کر دیے چنانچہ منجملہ اُنکے اس مصنف کا یہ رسالہ بھی محمد بن عبدالوہاب اور اُنکے گروہ کی زیادتیون کے رد مین ہے +

مسلمانون کو اگر وہ اسکو بغور دیکھینگے ایسے مسائل مین بہت کچھ فائدہ دیگا خدا مصنف مرحوم کو جزاء خیر عطا فرماوے آمین - **ابو محمد عبد الحق** - ۱۳ شوال المکرم ۱۳۰۹ھ بمقام دہلی

قطعہ تاریخ طبع جواہر الایقان فی حفظ الایمان از نتائج فکر حکیم محمد عمر صاحب فصیح ملازم سرکار ریاست الور

ہوا طبع جب حفظ الایمان فصیح	پئے سال آیا مجھے بھی خیال
تو مجھ سے کہا ہاتف غیب نے	کہ لکھدو چھپا نسخہ بیمثال ۱۳۰۹ھ

تقریظ دلپذیر چکیدۂ قلم معجز رقم زبدۃ الحکما سید الشعرا وحید زمن جامع علم و فن ابو احمد حکیم محمد حسن المتخلص بہ حسن دہلوی مقیم الورعم فیضہ

متاع بیش بہائے ایمان کے غارتگر۔ الناہی عن المعروف والآمر بالمنکر۔ آثاثۂ عقائد صحیحۂ اہل سنت وجماعت کے چور سرکش گستاخ بے ادب بدلگام مونہہ زور۔ ماحیٔ آثار تکریم وتبجیل حضرت خیر الوریٰ۔ معرض اتباع واقتدائی حضرت ائمہ ہدیٰ عظمت وکرامت جناب مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر لفظاً مومن معناً کافر۔ یزید علیہ ما یستحقہ کی امامت اور جناب سید الشہدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بغاوت کے قائل۔ حق سے روگردان۔ باطل کے مائل۔ زیارت مشاہد کرام سے نفور۔ سرگردان فیافی ضلالت منزل مقصود نجات سے کوسوں دور۔ ابواب ایصال ثواب اموات کے مغلاق۔ مرگئے مردود جنکی فاتحہ نہ درود کے مصدق ویمنعون الماعون کے مصداق۔ صدقات وخیرات کے راہ بند کرنیوالے۔ بزرگان دین کے ارادتمندوں کے نام دھرنیوالے۔ شریعت کے رہزن طریقت کے قطاع الطریق ورطہ وساوس شیطانی کے غریق۔ اہل بیت نبوت کے دشمن اولیاء اللہ سے بیزار۔ ابن تیمیہ کے دلبند شیخ نجدی کے یادگار۔ گم کردہ صراط المستقیم ایمان نام کے عباد اللہ کام کے عبد الطاغوت عبید الشیطان یطفی نور اللہ بافواہہم ضلالت وگمرہی میں راسخ ثابت قائم۔ کتاب التوحید کے حافظ تقویۃ الایمان کے بلبل۔ معالی کتاب اللہ میں ناصواب اندیش مملو از خلاف وخلل کی برائے کج طبع کج فہم کج بین بدگو بدشنو بددین بدآئین لوگوں کی خانہ خرابی کی ساعت۔ استیصال کی گھڑی آئی کہ روشن روان دانا دل تفقہ فی الدین میں مشار الیہ انامل۔ جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول۔ حامی ملت بیضا مقتدی ائمہ ہدیٰ ممیز حق وباطل اثبات حقیت عقائد کے شاہد عادل قالع آثار رسوم فضیحہ قامع بنیان بدعات قبیحہ قائد شاہراہ طریقہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سائق سبیل سنت مصطفوی ہادی صراط المستقیم۔ سالک منہج قویم عالم فقید المثل فاضل عدیم السہیم حضرت مولانا حکیم مولوی مفتی محمد عبد الکریم صاحب دہلوی برد اللہ مضجعہ ونور اللہ مرقدہ نے رسالہ جوہر الایقان فی حفظ الایمان بکمال حسن عقیدت و خلوص نیت باستدلال آیات کلام الٰہی وتطبیق احادیث حضرت نبوت پناہی حسب عقائد صحیحہ اہل سنت وجماعت ایسی صحت کیساتھ عبارت سلیس وفصیح اردو میں لکھا ہے کہ دیدۂ بصیرت سے دیکھنے والوں اور چشم انصاف سے پڑھنے والوں کے لئے ایک تبصرۂ کامل مکمل کردیا ہے رسالہ کیا لکھا ہے گویا مستقیان جگر تشنۂ زلال تحقیق کے لئے برفاب مسکن کی سبیل لگادی ہے، اور گمرہان بادیہ طلب حق الامر کے لئے خضر مضمون ہدایت پیدا کردیا ہے، یہ رسالہ ایسے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے معرض ضبط میں آیا ہے کہ خوبیاں اسکی اور محامد ومحاسن اسکے خطبہ مافوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسکے مؤلف ورسالے اور شائع کو جزائے خیر دے اور انکی سعی کو مشکور کرے ہر مسلمان مومن دیندار کو جو نجات کا طالب اور اتباع سنت سنیہ کا راغب ہے اس جزوۂ کاملہ کا بغرض تکمیل ایمان وتصحیح عقائد اپنے پاس رکھنا واجب ہے۔ اللہم وفقنا لما تحب وترضیٰ من العاملین [illegible] ۱۳۰۳ [illegible]

اعلان

ہر خاص و عام کو اطلاع

دیجاتی ہے کہ اس کتاب مسمّی جوہر الایقان فی حفظ

الایمان کا حق تصنیف و تالیف ہمیشہ کے لئے مشتہر کو حسب

اقرارنامہ اسٹامپ کے عطا کیا گیا ہے اور مشتہر نے بموجب قانون نمبر

۲۰ سنہ ۱۸۴۷ء درج فہرست رجسٹری گورنمنٹ انڈیا بھی کرا دیا ہے لہذا بخدمات

اہل مطابع و تاجران کتب وغیرہ التماس ہے کہ کوئی صاحب اس کتاب کے جزو یا کل

طبع کا بدون اجازت تحریری میری کے قصد نہ فرمائیں ہاں جسقدر

جلدیں مطلوب ہوں مشتہر سے طلب فرمالیں فقط

المشتہر

مرزا محمد عبد الغفار
بیگ مہتمم اکمل الاخبار دہلی
ساکن بازار دریا گنج محلہ
قاضی واڑہ